سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صد سالہ عرس پاک عالم اسلام کو مبارک ہو

حضور تاج الشریعہ کی حیات و خدمات پر علمی و ادبی تحریر

مُسمّٰی بہ

سوانح تاج الشریعہ

مُصنّف

مصباح الفقہاء حضرت مفتی محمد یونس رضا مونس اویسی

پی ایچ ڈی روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی شریف

استاذ و مفتی جامعہ عربیہ احسن المدارس، قدیم کانپور





زیر اہتمام

الحاج ابراہیم شیخ بھائی جان

ممبر مرکزی حج کمیٹی و سابق چیرمین مہاراشٹر اسٹیٹ حج کمیٹی

و صدر جماعت رضائے مصطفیٰ آل مہاراشٹرا

ناشر

جامعہ رضویہ کنز الایمان شرور پونہ

سوانح تاج الشریعہ

مصباح الفقہاء حضرت مفتی محمد یونس رضا مونس اویسی

زیر اہتمام الحاج ابراہیم شیخ بھائی جان

جامعہ رضویہ کنز الایمان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضور تاج الشریعہ کی حیات وخدمات پر علمی وادبی تحریر

مسمیٰ بہ"

سوانح تاج الشریعہ

--(مصنف)--

مصباح الفقہاء حضرت مفتی ڈاکٹر محمد یونس رضا مونس اویسی
پی ایچ ڈی، روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی شریف
استاد ومفتی جامعہ عربیہ احسن المدارس قدیم کانپور

زیر اہتمام: الحاج ابراہیم شیخ (بھائی جان)
ممبر مرکزی حج کمیٹی وسابق چیرمین مہاراشٹر اسٹیٹ حج کمیٹی
وصدر جماعت رضائے مصطفیٰ آل مہاراشٹرا
دکان نمبر ۱، سمر کوئین بلڈنگ، دوسری حسن آباد لین، سانتا کروز (ویسٹ)، ممبئی ۵۴
فون: 26490596 موبائل: 9820097628

--(ناشر)--

جامعہ رضویہ کنز الایمان شرور پونہ

نام کتاب : سوانح تاج الشریعہ

مصنف : حضرت مفتی ڈاکٹر محمد یونس رضا مونسؔ اویسی

تلمیذ وخلیفہ حضور تاج الشریعہ ورئیس الاتقیا

نظر ثانی : علامہ مفتی ڈاکٹر ارشاد احمد ساحل شہسرامی صاحب خلیفہ حضور تاج الشریعہ

تصحیح : حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمن نظامی صاحب

تلمیذ وخلیفہ حضور تاج الشریعہ، استاذ جامعۃ الرضا

سن اشاعت: ۱۴۳۹ھ/ ۲۰۱۸ء

ناشر : جامعہ رضویہ کنز الایمان، شرور، پونہ

تحریک : حضرت علامہ محمد سہیل رضا خاں قادری صاحب

خلیفہ تاج الشریعہ وناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ کنز الایمان

تقسیم کار : جامعہ عربیہ احسن المدارس، کانپور جامعہ شہید شیخ بھکاری، رانچی (جھارکھنڈ)

تعداد :

قیمت :

طالب دعا

الحاج شیخ ابراہیم غلام نبی (بھائی جان)

☆حجن ریحانہ ابراہیم شیخ ☆ عارف ابراہیم شیخ ☆ الماس ذیشان سید☆ ذیشان مشتاق سید☆ اسد ابراہیم شیخ ☆ عبدالاحد ابراہیم شیخ ☆ ارشد ابراہیم شیخ ☆ محمد فہیم ابراہیم شیخ ☆ نظمہ عارف شیخ ☆ آفرین اسد شیخ ☆ حنا عارف شیخ ☆ شیبان ذیشان سید☆ لمعہ ارشد شیخ ☆ نائلہ عارف شیخ ☆ مروہ اسد شیخ ☆ محمد ابان ارشد شیخ ☆ محمد حفص اسد شیخ ☆ رشدا رشد شیخ ☆ انابیہ ذیشان سید☆

تہدیہ

(۱) خانقاہ عالیہ چشتیہ معینیہ، اجمیر معلیٰ

(۲) خانقاہ عالیہ قادریہ محمدیہ، کالپی شریف

(۳) خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ بڑی سرکار، بلگرام شریف

(۴) خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ

(۵) خانقاہ عالیہ قادریہ اسماعیلیہ، مسولی شریف

(۶) خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ، بریلی شریف

کے اساطین دین وملت

کے نام۔۔۔!!

اور

سرکار مخدوم ماہم اور ولی کامل حاجی علی قدس سرہما کی بارگاہ عالیہ میں

انتساب

سراج المفسرین ،فخر المحدثین ،زبدۃ العارفین ،امام الکاملین ،استاذ گرامی، مرشد اجازت ،نبیرۂ اعلیٰ حضرت ،وارث علوم مجدد دین وملت سیدی امام احمد رضا، مظہر حجۃ الاسلام، شہزادۂ مفسر اعظم ،جانشین مفتیٔ اعظم حضرت علامہ مفتی اختر رضا قادری ازہری دام ظلہ علینا ،قاضی القضاۃ فی الہند، مفتیٔ اعظم ہند اور بانی: مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

کی عبقری شخصیت کے نام

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ڈاکٹر محمد یونس رضا مونس اویسی غفرلہ

خادم تدریس وافتاء

جامعہ عربیہ احسن المدارس قدیم نئی سڑک کانپور

دعائیہ کلمات

رئیس الاتقیا، جانشین فاتح بلگرام حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری

سید شاہ اویس مصطفیٰ قادری واسطی بلگرامی مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانۂ قادریہ چشتیہ صغرویہ بڑی سرکار بلگرام شریف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

زیر نظر کتاب ''سوانح تاج الشریعہ'' عزیز سعید مولانا مفتی ڈاکٹر محمد یونس رضا اویسی سلمہ کی تصنیف ہے نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری صاحب کی حیات وخدمات پر مشتمل ہے۔ اس وقت حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی والنورانی کی شخصیت علمی ادبی حلقوں اور عوام وخواص میں نہایت مقبول ہے اور واقعی یہ ذات حق وباطل کے درمیان خط فاصل کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ اہل سنت وجماعت کی نابغۂ روزگار ہستی ہیں مولیٰ تعالیٰ انکی عمر میں برکت عطا فرمائے اور موصوف سلمہ کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

سید اویس مصطفیٰ قادری واسطی

خادم آستانہ بلگرام شریف

تقریظ انور

خلیفہ حضور تاج الشریعہ شہباز خطابت حضرت علامہ مفتی شہباز انور صاحب قبلہ نوری مفتی اعظم کانپور وصدر المدرسین جامعہ عربیہ احسن المدارس قدیم، کانپور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مجھے یہ جان کر بڑی مسرت ہوئی کہ عالم اسلام کی عبقری شخصیت قاضی القضاۃ فی الھند تاج الشریعہ بدر الطریقہ فقیہ اعظم جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری دام ظلہ العالی بریلی کی حیات وخدمات پر فاضل جواں سال عزیز گرامی حضرت مفتی ڈاکٹر محمد یونس رضا اویسی صاحب استاذ و مفتی جامعہ عربیہ احسن المدارس قدیم نئی سڑک کانپور نے ایک زبردست علمی وادبی انداز میں مقالہ تحریر کیا ہے اور اس کا نام سوانح تاج الشریعہ رکھا ہے۔

سیدنا امام احمد رضا خاں قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خانوادہ کئی صدی سے گوہر علم وحکمت لٹا رہا ہے اور اس خانوادہ میں قسم قسم کے پھول کھل رہے ہیں موجودہ دور میں خاندانی بزرگوں کے فضل وکمال کا مجموعہ بالخصوص سیدنا اعلیٰ حضرت کے علوم کا وارث سرکار تاج الشریعہ ہیں اس وقت آپ کی

مقبولیت کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اس وقت عالم ربانی اور ولایت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں۔ عرب وعجم ایشیا ویوروپ غرض جہاں جہاں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لیوا ہیں ان مقامات پر آپ کی روحانیت کی دھوم ہے۔ میں نے کئی مقام پر اور انگنت جلسوں میں حضرت علامہ ازہری صاحب کو دیکھا ہے جس جگہ آپ رونق افروز رہتے ہیں نورانیت آپ کے چہرے سے شعاعوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر نکلتی ہے بلکہ آپ کے بیانات بھی سنے ایسے نپے تلے ہوتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ فن ادب سنور رہا ہے اور سامعین کے دل میں اترتا چلا جارہا ہو۔ مولیٰ تعالیٰ اہل سنت کے سروں پر سرکار تاج الشریعہ سایہ تادیر صحت وسلامتی کے ساتھ قائم رکھے اور عزیز موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العٰلمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محمد شہباز انور مونگیری

خادم جامعہ عربیہ احسن المدارس نئی سڑک کانپور

تقریظ حسن

مفکراسلام، حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر حسن رضا صاحب قبلہ

سابق ڈائریکٹر پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ (بہار)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت علامہ مفتی ڈاکٹر محمد یونس رضا اویسی صاحب نے حضور تاج الشریعہ مدظلہٗ کی حیات وخدمات پر ایک وقیع علمی اورروحانی نقش دوام پیش کر کے دنیائے علم وآگہی پر احسان کیا۔ یہ بات یقین کے اجالے میں آ گئی ہے کہ زندہ قوم اپنے بزرگوں کی یاد مرنے نہیں دیتی ہے۔تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری صاحب نابغۂ روزگار، علم ودانش کے پیکر جمال کا نام ہے۔عربی زبان وادب کے بلند پایہ ادیب کا نام ہے اپنے وقت کے ممتاز مصنف دلکش اسلوب تحریراور حسین انداز تعبیر کا نام ہے۔حضرت تاج الشریعہ نے فقہ کے گود میں پرورش پائی ہے اس لئے وہ فقہی بصیرت کے شاہکار رہی ہیں۔آپ کے فکروفن کو دیکھ کر وہ سنگ تراش نظر آتا ہے جو بے جان پتھروں کو تلاش کر اپنی فنی دیدہ وری سے اس طرح پیش کرتا ہے کہ ان میں زندگی کی دھڑکنیں ان کی قصر شاعری میں الفاظ ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہیں جہاں سے چاہتے ہیں اور جیسے چاہتے ہیں اسے

اٹھا کر اپنے اشعار میں چسپاں کر دیتے ہیں۔ آپ کے علمی اور ادبی فن پارے فکر و احساس کی سطح پر قاری کے ذہن پر اپنے اثرات نہایت آسانی سے چھوڑ جاتے ہیں کیوں کہ انہیں آپ کی بے پناہ ترسیلی ہنر مندی کار فرما رہتی ہے۔ آپ کی تحریریں ہر قدم پر زبردست تخلیقی طنطنے کے ساتھ نظر آتی ہے۔

حضرت تاج الشریعہ کی ذات گرامی مسلک اعلیٰ حضرت کا معیار ہے جس پر چلنا صراط مستقیم پر چلنا ہے۔ آپ کی ذات آج ہمارے لئے منارۂ نور ہے جس کے جلوے از کراں تا کراں نظر آتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کا سایہ کرم تا دیر قائم رکھے۔

بڑی مسرت کا مقام ہے کہ حضرت علامہ ڈاکٹر یونس رضا اویسی کی قسمت میں یہ عظیم کارنامہ انجام دینے اور اس مقدس موضوع پر کارہائے گراں قدر کا اہتمام کرنا تھا۔ مولانا موصوف خود ایک صاحب ذوق ادیب اور صاحب طرز فنکار کی حیثیت سے دنیائے علم و آگہی پر آسمان بن کر چھائے ہوئے ہیں۔ مولیٰ تبارک وتعالی اس کار عظیم کا اجر عظیم عطا کرے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تشنۂ دعا

حسن رضا

۳۰/ مارچ ۲۰۱۸ء

عرض سہیل

ناشر مسلک اعلیٰ حضرت خلیفہ تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا محمد سہیل رضا خان قادری، ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ کنزالایمان، شرور، پونہ

نحمدہ و نصلی علیٰ حبیبہ الکریم

یا خدا اختر رضا کو گلشن اسلام میں
رکھ شگفتہ ہر گھڑی اپنی رضا کے واسطے

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

اس دنیائے رنگ و بو میں کئی عالی مرتبت شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جن کے وجود سعود سے زمانہ برکتیں لیتا ہے۔ وہ پُرانوار ہستیاں اپنی تجلیات سے زمانہ کا مرجع ورہنما ہوتے ہیں۔ ممدوح گرامی، مرشد کامل، مرجع عالم، قبلہ وکعبہ، تاج الاسلام جانشین مفتیٔ اعظم عالم، وارث علوم اعلی حضرت، جگر گوشۂ حجۃ الاسلام، شہزادۂ مفسر اعظم سیدی وسندی حضرت علامہ مفتی حافظ وقاری الحاج الشاہ محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی، قاضی القضاۃ فی الھند و مفتی اعظم ہند کی دینی وملی خدمات اور آپ کی مقبولیت دیکھ کر ایک غیر جانبدار انصاف پسند دانشور اور گہری فکر رکھنے والا مفکر برملا یہی نظریہ پیش کرتا ہے کہ اس دور میں زمانہ جن کے انوار و تجلیات سے فیضیاب ہے وہ ذات سرکار

سیدی تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی ہے۔آپکا خاندانی پس منظر، تعلیم وتربیت مشاہدہ کرنے کے بعد ہر محقق یہی لکھے گا کہ سرکار تاج الشریعہ ہر جہت اور ہر نہج سے روحانی آغوش میں رہ کر پروان چڑھے اوراس روحانیت کا رنگ اپنی ذات میں پیوست کر کے خود روحانیت کے امام بنکر اُبھرے۔

آپکا تعلق مشہور علمی وروحانی خانوادہ، خانوادۂ رضا سے ہے۔ولی کامل حضرت حافظ محمد کاظم علی قدس سرہ، امام العلماء حضرت علامہ رضا علی قدس سرہ، رئیس المتکلمین حضرت علامہ نقی علی قدس سرہ، اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری قدس سرہ، مفتیٔ اعظم حضرت علامہ مصطفی رضا قدس سرہ آپ کے اجداد ہیں۔آپ کا علمی وادبی رشتہ خاندانی بزرگوں کے علاوہ اس دور کے دارالعلوم منظر اسلام کے مؤقر اساتذہ اور جامع ازہر مصر کے خوش عقیدہ قابل قدر اساتذہ سے ہے۔آپ کا روحانی رشتہ مفتی اعظم، مجاہد ملت ،مفسر اعظم، سید العلماء اوراحسن العلماء قدست اسرارہم سے ہے۔غرض سرکار تاج الشریعہ کی سیرت مبارکہ جس نہج سے مطالعہ کریں، آپ ان کو گوناگوں خوبیوں کا حامل پائیں گے۔آپ مدظلہ العالی کی مقبولیت اور خدمات جلیلہ دیکھ کر لگتا ہے کہ ایک ذات میں ہزار انجمن سمٹ آئی ہو ۔شریعت وطریقت کی حامل معرفت وحقیقت کی جامع شخصیت کا نام سرکار تاج الشریعہ ہے۔آپ جس ملک ،جس خطہ،جس علاقہ سے گزر جاتے ہیں، روحانیت میں جان بخش دیتے ہیں ۔آپ کے سیکڑوں خلفا وتلامذہ ہیں جو اسلام وسنیت کی خدمات میں مصروف عمل ہیں ۔زمانہ آپ کی ایک جھلک کو

معراج تصور کرتا ہے۔آپ کی عالی مرتبت ذات پر مجھ جیسا قلیل البضاعت کیا لکھ سکتا ہے، بس میں اپنی بات سمیٹ رہا ہوں۔آپ کے قدم ناز کی برکت دیکھئے۔سن 1995ء کی بات ہے کہ سرُ ور ضلع پونہ کا ایک قصبہ ہے، مخیر قوم وملت عالی جناب الحاج ابراھیم شیخ بھائی جان صاحب رضوی حضور تاج الشریعہ کے عاشق صادق اور مرید ہیں ۔یہ اسی سرور کے رہنے والے ہیں،انھوں نے سرکار تاج الشریعہ مدظلہ العالی کا ایک پروگرام ''اعلیٰ حضرت کانفرنس'' کے نام سے منعقد کیا جس میں حضرت تشریف لائے۔اسی موقع سے بھائی جان صاحب نے ایک مکتب کی بنیاد رکھوائی اور اس مکتب سے مسلک اعلیٰ حضرت کی نشرواشاعت کا فریضہ انجام دیا جانے لگا۔ ۲۰۰۰ء میں مجھ راقم الحروف (محمد سہیل رضا خاں رضوی) کی تقرری اسی مکتب بنام ''مدرسہ کنزالایمان'' میں عمل آئی۔میری محنت وکوشش اور بھائی جان صاحب کی مسلک کی ترویج واشاعت سے لگن اور کامل توجہ نے مدرسہ کی وسعت کی طرف توجہ دلائی۔ ۲۰۰۳ء میں مدرسہ کی لمبی چوڑی زمین حاصل کرلی گئی اور ۲۰۰۴ء میں دوروزہ عظیم الشان تعلیمی افتتاح کا پروگرام ہوا۔ جس میں سرکار تاج الشریعہ مدظلہ العالی اور ان کے صاحبزادہ مخدوم گرامی حضرت علامہ عسجد رضاخان صاحب مدظلہ العالی تشریف لائے۔آپ دونوں کا شاندار استقبال ہوا۔ یہاں کے اپنے بیگانے ،ہندو مارواڑی غرض کہ ہرقوم کے لوگوں نے آپ پر پھول برسائے۔لوگوں نے چھتوں پر چڑھ کر اس شخصیت کا دیدار کیا۔ایسا ماحول تھا جو قید تحریر سے بالاتر ہے۔اس موقع پر

مہاراشٹر کے علاوہ دیگر صوبوں سے بھی لوگ پونہ آگئے اور حضرت کا دیدار کیا، ہزاروں لوگ بیعت سے مشرف ہوئے۔اس موقع پر حضرت نے اس مکتب کا نام بدل کر ’’جامعہ رضویہ کنز الایمان‘‘ رکھا اور اس ادارے کی سرپرستی قبول فرمائی ۔اسی پروگرام میں سرکار سیدی تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے مخیر قوم وملت عالی جناب الحاج ابراھیم شیخ بھائی جان رضوی صاحب کو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قائم کردہ جماعت ،جماعت رضائے مصطفیٰ کا آل مہاراشٹر صدر نامزد کیا اور اس کا اعلان بھی فرمایا۔اسی وقت سے لیکر اب تک بھائی جان صاحب جماعت رضائے مصطفیٰ کے آل مہاراشٹر صدر ہیں اور اس جامعہ رضویہ کنز الایمان پر اپنی پوری توجہ رکھتے ہیں بلکہ آپ ہی اس ادارہ کے بانی اور صدر ہیں، ممبئی واطراف میں دین وسنیت کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں ۔ بھائی جان اپنے سینے میں ایک بیدار اور دھڑکتا دل رکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی خدمت دینی کو قبول فرمائے۔

زیر نظر کتاب ’’سوانح تاج الشریعہ‘‘ ہے اس کے مصنف محب گرامی تلمیذ وخلیفہ سرکار تاج الشریعہ حضرت ڈاکٹر محمد یونس رضا مونس اویسی پی ایچ ڈی روہل کھنڈ یونیورسٹی بریلی شریف سابق صدر المدرسین مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا ،سابق مفتی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف ،سابق ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف ہیں جو اس وقت کانپور کے سب سے قدیم ادارہ جامعہ عربیہ احسن المدارس قدیم کانپور میں سینئر استاذ و مفتی ہیں ۔آپ نے سرکار تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی حیات وخدمات پر مشتمل علمی وادبی

انداز میں سوانح تاج الشریعہ'' تصنیف فرمائی ہے۔موصوف کی کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور کئی ابھی زیر طباعت ہیں۔لکھنے پڑھنے کا اچھا ذوق رکھتے ہیں، ان پر سرکار کی خاص نظر رحمت رہتی ہے آپ کو سرکار تاج الشریعہ بڑے پیار سے ''یونس مونس'' کہکر یاد فرماتے ہیں۔مولیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔اس کتاب کی اشاعت کا فریضہ بھی جامعہ رضویہ کنزالایمان حاصل کررہاہے جس کا بار بھی ادارہ کی جان جناب الحاج ابراھیم شیخ بھائی جان اوران کی فیملی برداشت کررہی ہے۔مولیٰ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور کتاب کو مقبول انام بنائے۔آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

راقم السطور: محمد سہیل رضا خان قادری

خلیفہ حضور تاج الشریعہ

خادم جامعہ رضویہ کنزالایمان، شرور، پونہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نگاہِ مفتی اعظم کی ہے یہ جلوہ گری
چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

سلطان الفقہاء، اکمل الفضلاء، فخر المحدثین، سراج المفسرین، فقیہ اعظم، فاتح عرب و عجم، شیخ الاسلام، قاضی القضاۃ فی الھند، تاج الشریعہ، شیخ طریقت، وارث علوم اعلیٰ حضرت، مظہر حجۃ الاسلام، سیدنا وسندنا، استاذنا الکریم حضرت علامہ مفتی شاہ محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی جانشین مفتی اعظم ہند بریلی شریف، جماعت اہل سنت کے ممتاز ترین صاحب علم وبصیرت، باقیات صالحات میں سے ایک ہیں۔ ذکاوت طبع اور قوت اتقان، وسعت مطالعہ میں اپنی مثال آپ ہیں۔ درس وتدریس، فقہ وافتا، قراءت وتجوید، منطق وفلسفہ، ریاضی، علم جفر وتکسیر اور علم ہیئت وتوقیت میں یدطولیٰ رکھتے ہیں مسلسل بیالیس سالوں سے آپ مسند افتا پر جلوہ افروز ہیں۔ آپ ایک اچھے انشا پرداز اور صاحب اسلوب، کہنہ مشق، سہ لسانی ادیب ہیں۔ آپ کی نثری خدمات متعدد کتابوں پر مشتمل ہیں ان میں مذہبی مسائل اور فتاوی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ فنی موضوعات میں علمی زبان کا استعمال کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود

کہیں ثقالت پیدا نہیں ہوتی ،آپ ہر موضوع پر ادیبانہ اسلوب اختیار کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔آپ کی تحریروں میں سلاست وروانی ،ایجاز واختصار، تشبیہات واستعارات ،فصاحت وبلاغت پائی جاتی ہے۔آپ کی تحریریں تقدیسی اردوادب کے لئے قیمتی خزانے ہیں۔جس میں بیان کے جوش وزور، شوکت وجلال اور ندرت خیال کے نگار خانے آراستہ ہیں۔آپ کو شعرو شاعری سے بھی خاص دل چسپی ہے۔آپ قادر الکلام فطری شاعر معلوم ہوتے ہیں۔عربی ، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں شاعری کرتے ہیں۔ شاعری انہیں وراثت میں ملی ہے۔آپ کا مجموعہ کلام سفینہ بخشش کے نام سے متعدد بار شائع ہو چکا ہے۔ جہاں آپ کے نثری شہ پارے ادبی حیثیت کے حامل ہیں۔ وہیں آپ کی شاعری بھی آپ کی قادر الکلامی پر شاہد عدل ہے۔ذیل میں آپ کی حیات وخدمات کا مختصر خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

ولادت:

آپ کی ولادت کاشانہ رضا محلہ سوداگران بریلی میں ۱۴/ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ/ ۲۳/نومبر ۱۹۴۲ء بروز منگل ہوئی۔[۱] پاسپورٹ کے مطابق ولادت کی شمسی تاریخ یکم فروری ۱۹۴۳ء ہے۔اس لحاظ سے تاریخ قمری ۲۵/محرم الحرام ۱۳۶۲ھ بروز پیر ہے[۲]

بعض صاحبان نے آپ کی تاریخ ولادت ۲۴/ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ / ۲۳/نومبر ۱۹۴۳ء اور ۲۶/محرم الحرام ۱۳۶۲ھ/ ۲/فروری ۱۹۴۳ء اور ۲۵/صفر ۱۳۶۱ھ/ ۱۹۴۲ء لکھا ہے۔مؤخر الذکر تاریخ ولادت،صاحب

تذکرہ کی کتاب ’’الصحابة نجوم الاهتداء ‘‘اور’’حقيقة البريلويه‘‘ کے تعریف بالمؤلف میں بایں الفاظ مذکور ہے۔ولد الشيخ الامام اختر رضا خان الحنفی القادری الازهری یوم الخامس والعشرين (۲۵)من شهر صفر لعام ۱۳۶۱ھ الموافق ۱۹۴۲ء بمدينة بريلی فی شمال الهند۔[۳]

صحیح تاریخ ولادت ۱۴؍ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ ۲۳؍نومبر ۱۹۴۲ء ہی ہے۔

نام ونسب:

آپ حضرت مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا علیہ الرحمہ کے فرزند ارجمند ہیں، دستور خاندان کے مطابق آپ کا پیدائشی نام ’’محمد‘‘ رکھا گیا۔ چونکہ والد ماجد کا نام محمد ابراہیم رضا ہے اس نسبت سے آپ کا نام اسمٰعیل رضا تجویز ہوا، عرفی نام اختر رضا ہے اور اسی نام سے مشہور ہیں۔ اختؔر تخلص ہے قادری مشرباً اور ازہری علماً نام کے آگے تحریر کرتے ہیں، آپ افغانی النسل ہیں۔ شجرۂ پدری و مادری سے نجیب الطرفین بڑھیچ افغانی پٹھان ہیں۔ شجرۂ پدری تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا بن مفسر اعظم ہند محمد ابراہیم رضا علیہ الرحمۃ ابن حجۃ الاسلام محمد حامد رضا علیہ الرحمۃ ابن امام اہل سنت اعلی حضرت مفتی محمد احمد رضا علیہ الرحمۃ ابن خاتم المتکلمین مفتی محمد نقی علی خاں علیہ الرحمۃ الخ۔ شجرۂ مادری تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا ابن نگار فاطمہ عرف سرکار بیگم بنت مفتی اعظم ہند مفتی محمد مصطفی رضا علیہ الرحمۃ ابن اعلی حضرت مولانا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ الخ۔[۴] محمد نام پر آپ کا عقیقہ ہوا، والدین اور نانی

و نانا جان کے سایۂ عاطفت میں پرورش ہوئی، حضور تاج الشریعہ کی کتاب زندگی ایسے ماحول میں اور ایسی تہذیب و تمدن میں کھلی جو چوطرفہ خالص اسلامی شرعی تھا۔ دادیہال و نانیہال دونوں خانوادہ ہی میں ہے اور حسن اتفاق کہ سسرال بھی خاندان ہی میں رہی، اس لیے حضرت کی نگاہ نے ہر وقت وہ ماحول دیکھا جو کہ دائرہ شرع میں پروان چڑھتا ہے۔ اس کا اثر حضرت کی ذات و شخصیت نے خوب قبول کیا اور خود کو شریعت اسلامی کے اندر ڈھال لیا اور زبردست مبلغ اسلام بن کر ابھرے۔

تعلیم و تربیت:

والد ماجد نے روحانی وجسمانی، ظاہری و باطنی ہر طرح کی تربیت فرمائی اور شاندار تربیت کا انتظام فرمایا، بڑے ناز و نعم سے پالا اور تمام ضرورتوں کو پورا فرمایا، جب آپ ۴/سال، ۴/ماہ ۴/دن کے ہوئے تو والد ماجد نے تسمیہ خوانی کا اہتمام کیا۔ دار العلوم منظر اسلام کے طلبہ و مدرسین کی دعوت فرمائی، عزیز و اقارب و معززین شہر کو بھی مدعو فرمایا۔ مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا علیہ الرحمہ نے اپنے خسر محترم و چچا جان جانشین اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں عریضہ پیش کیا کہ ''اختر میاں'' کی تسمیہ خوانی کی تقریب ہے حضور شرکت فرمائیں اور تسمیہ خوانی بھی کروائیں چنانچہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے تسمیہ خوانی کروائی۔

آپ نے والدہ ماجدہ سے ناظرہ کیا اور ابتدائی کتب خود والد نے پڑھائیں۔ اس کے بعد دار العلوم منظر اسلام میں داخلہ کرا دیا۔ محنت و لگن

کے ساتھ مروجہ درس نظامی کی تکمیل یہیں کی، آپ کو شروع ہی سے مطالعہ کا بے حد شوق رہا، اس سلسلے میں تین ہم عصر قدآور شخصیتوں کے تأثرات ''مارہرہ سے بریلی تک'' سے نقل کرتے ہیں۔ امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث دار العلوم چرہ محمد پور، فیض آباد فرماتے ہیں:

''حضور ازہری میاں کو میں نے طالب علمی کے زمانے میں دیکھا مطالعہ کے بے حد شوقین حتیٰ کہ کبھی کبھار مسجد میں آتے تو دیکھتا کہ راستہ چلتے جہاں موقع ملا کتاب کھول کر پڑھنے لگتے''۔

اسی طرح حضرت مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی قدس سرہ شیخ الحدیث منظر اسلام، بریلی فرماتے ہیں کہ:

''حضرت تاج الشریعہ کو کتابوں سے بہت شغف ہے، زمانہ طالب علمی سے ہی نئی نئی کتابیں دیکھنے، پڑھنے کا بہت زیادہ شوق حتی کہ راستہ چلتے بھی کتاب پڑھتے اور اب میں دیکھ رہا ہوں وہ شوق دن دونا رات چوگنا ہے''۔

عمدۃ المحققین حضرت علامہ قاضی عبد الرحیم بستوی علیہ الرحمہ تو ہمیشہ آپ کے مطالعہ اور قوت حافظہ کا ذکر کرتے تھے، بعض دفعہ کسی کسی واقعہ کا بھی ذکر فرماتے تھے۔[۵]

ابتدائی کتب پہلی فارسی، دوسری فارسی، گلزار دبستاں اور بوستاں، جناب حافظ انعام اللہ خاں تسنیم حامدی سے پڑھیں، ۱۹۵۲ء میں فضل الرحمن اسلامیہ انٹر کالج، بریلی میں داخل کیے گئے، جہاں ریاضی، ہندی، سنسکرت،

انگریزی وغیرہ میں تعلیم حاصل کی۔آٹھویں کلاس پاس کرنے کے بعد دارالعلوم منظر اسلام میں داخل ہوئے، دوران تعلیم ہی آپ کے اندر انگریزی،عربی بولنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی تھی،فضیلۃ الشیخ مولانا محمد عبدالتواب مصری جوکہ منظر اسلام کے استاذ تھے،عربی ادب کی تعلیم دیا کرتے تھے،حضور تاج الشریعہ علی الصبح انہیں ہندی، اُردو اور انگلش کے اخبارات کو عربی میں ترجمہ کرکے سنایا کرتے تھے اور آپ ان سے بلا تکلف گفتگو کرلیا کرتے تھے۔ انہیں صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے شیخ مصری نے کہا کہ انہیں جامعہ ازہر قاہرہ بغرض اعلی تعلیم بھیج دیا جائے۔[۶]۔

چنانچہ آپ کے دادا حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے مرید خاص جناب نثار احمد حامدی، سلطان پوری نے پوری کوشش کی، والد کی خواہش اور لوگوں کے اصرار پر آپ ۱۹۶۳ء میں مشہور یونیورسٹی جامعۃ الازہر، قاہرہ مصر،زبان و ادب پر مہارت حاصل کرنے کے لیے تشریف لے گئے،کلیہ اصول الدین میں داخلہ لیا اور دین کے اصول قرآن واحادیث پر ریسرچ فرمائی اور عربی ادب کو مضبوط کیا۔مگر حضرت سے استفسار پر معلوم ہوا کہ آپ مصر جانا نہیں چاہتے تھے بلکہ مفتی اعظم قدس سرہ کی بارگاہ ہی میں رہنا چاہتے تھے، چنانچہ کبھی کبھار فرماتے:

''جو علمی وادبی فائدہ حضرت (مفتی اعظم) کے پاس رہ کر ہوا وہ مصر میں نہیں ہوا۔ وہ تین سال بھی کاش حضرت کی خدمت میں ہی گزرے ہوتے'' پھر فرماتے: ''مفتی اعظم ہند کا علم بڑا مضبوط تھا''۔ مفتی اعظم قدس سرہ کی تبحر علمی

کا تذکرہ حضرت قاضی ملت مفتی عبدالرحیم بستوی علیہ الرحمہ بھی اکثر کیا کرتے تھے۔[۷]

۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء میں کلیہ اصول الدین قسم التفسیر والحدیث کی تکمیل فرمائی اس شعبہ میں آپ نے اول پوزیشن حاصل کی۔ سالانہ امتحان میں معلومات عامہ کا امتحان تقریری ہوا تھا جس میں ممتحن نے علم کلام سے متعلق سوال کیا اس میں آپ کے ہم سبق طلبہ جواب نہ دے سکے، ممتحن نے سوال دوہرا کر آپ کی طرف دیکھا اور جواب طلب کیا پھر آپ نے اس کا شاندار جواب دیا، ممتحن صاحب نے پوچھا آپ شعبۂ تفسیر وحدیث کے متعلم ہیں پھر بھی علم کلام میں یہ گہرائی ہے؟ تب حضور تاج الشریعہ نے جواب دیا میں نے ''دارالعلوم منظر اسلام'' میں علم کلام پڑھا ہے۔ آپ کے علمی جواب سے وہ بہت متاثر ہوئے اور آپ کو ہم سبق طلبہ میں سب سے زیادہ نمبر دیے۔ رزلٹ کے بعد آپ کو اول نمبر پر آنے کی وجہ سے مصر کے صدر جناب کرنل جمال عبدالناصر صاحب نے بطور تمغہ ایوارڈ دیا اور بی۔ اے۔ کی سند عطا کی۔[۸]۔

حضور تاج الشریعہ نے جب جامعہ ازہر قاہرہ میں اعلی درجہ میں کامیابی حاصل کی اور جب اس کی اطلاع گھر والوں کو ملی تو ریحان ملت مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں ایڈیٹر ماہنامہ اعلی حضرت نے ''کوائف آستانہ رضویہ'' کے تحت لکھا ہے:

''نبیرۂ اعلی حضرت و حجۃ الاسلام علیہما الرحمہ اور حضرت مفسر اعظم کے فرزند دل بند حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب دامت برکاتہم القدسیہ نے

عربی میں بی۔اے۔کی سند فراغت نہایت نمایاں اور ممتاز حیثیت سے حاصل کی، حضور تاج الشریعہ نہ صرف جامعہ ازہر میں بلکہ پورے مصر میں اول نمبر سے پاس ہوئے۔مولیٰ تعالی ان کو اس سے زیادہ بیش از بیش کامیابی عطا فرمائے۔اور انہیں خدمات کا اہل بنائے اور وہ صحیح معنی میں اعلی حضرت امام اہل سنت کے جانشین کہے جائیں۔ **اللھم زد فزد**“۔[۹] حضور تاج الشریعہ کی جامعہ ازہر سے ۱۹۶۶ء میں فراغت ہوگئی تو وہاں سے ایوارڈ اور سند الفراغت جس کا اندارج نمبر ۱۲۰۷ ہے، لے کر انڈیا واپس ہوئے۔ چونکہ پہلے جامعہ ازہر جانا بڑا مشکل امر تھا اور جانے کے بعد مسلسل قیام انتہائی کورس تک رہتا تھا پہلے اہل خانہ واحباب سے ملاقات کی بآسانی کوئی سبیل نہیں رہتی تھی اس لئے جب آپ کے ہندوستان آمد کی خبر اہل خانہ اور احباب کو ملی تو خوشیوں کا سمندر امنڈ آیا۔جناب امید رضوی بریلوی کی تحریر میں ”ماہنامہ اعلی حضرت“ کی عبارت ملاحظہ کیجیے۔

”گلستان رضویت کے مہکتے پھول، چمنستان اعلی حضرت کے گل خوش رنگ جناب علامہ ومولانا محمد اختر رضا خاں صاحب ابن حضرت مفسر اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالی علیہ ایک عرصہ دراز کے بعد جامعہ ازہر مصر سے فارغ التحصیل ہوکر ۱۷ر نومبر ۱۹۶۶ء/۱۳۸۶ھ کی صبح کو بہار افزائے گلشن بریلی ہوئے۔بریلی کے جنکشن اسٹیشن پر متعلقین ومتوسلین واہل خاندان علمائے کرام وطلبائے دارالعلوم (منظر اسلام) کے علاوہ بے شمار معتقدین حضرات نے حضرت مفتی اعظم (مصطفی رضا) مدظلہ کی سرپرستی میں شاندار استقبال کیا۔اور صاحبزادہ موصو

ف کو خوش رنگ پھولوں کے گجروں اور ہاروں کی پیش کش سے اپنے والہانہ جذبات وخلوص اور عقیدت کا اظہار کیا۔ ادارہ حضرت علامہ ومولانا محمد اختر رضا خاں ازہری اور متوسلین کو کامیاب واپسی پر ہدیۂ تبریک وتہنیت پیش کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالی بطفیل اپنے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم ان کے آبائے کرام خصوصاً اعلی حضرت امام اہل سنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا سچا، صحیح وارث وجانشین بنائے، ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد‘‘۔[۱۰]

استقبالیہ جماعت میں معززین شہر کے علاوہ بیرونجات بالخصوص کانپور وغیرہ کے افراد کثرت سے تھے، انہیں میں حضور مفتی اعظم ہند کے خادم خاص الحاج محمد ناصر رضوی بریلوی صاحب بھی تھے، وہ کہتے ہیں کہ:

’’آپ (تاج الشریعہ) سے ملنے کے لیے حضرت بذات خود بنفس نفیس تشریف لے گئے۔ اور ٹرین کا بے تابانہ انتظار فرماتے رہے، جیسے ہی ٹرین پلیٹ فارم پر آکر رکی، آپ اترے تو سب سے پہلے حضرت (مفتی اعظم ہند) نے گلے لگایا، پیشانی چومی اور بہت دعائیں دیں، اور فرمایا کہ کچھ لوگ گئے تھے، بدل کر آئے مگر میرے بچے پر جامعہ کی تہذیب (آزاد خیالی، وضع قطع میں تبدیلی، لباس صلاح سے دوری) کا کچھ اثر نہیں ہوا، ماشاء اللہ!‘‘۔[۱۱]

دوران تعلیم صدمہ:

حضور تاج الشریعہ کے والد محترم مفسر اعظم حضرت جیلانی میاں علیہ الرحمہ زبردست عالم وفاضل اور عالم باعمل تھے۔ اولاد اور تلامذہ کی تربیت کا خیال ہر وقت رکھتے، جیلانی میاں اولاد کی مزاج کے مطابق جس میں جس فن سے دلچسپی نظر آئی

اسے اسی میں پروان چڑھانے میں کوشاں رہے، آپ کی دینی تعلیم وشغف سے بے حد متأثر تھے۔ لہٰذا آپ کی تربیت بھی اسی انداز میں فرمائی بچپن ہی سے وعظ و تقریر کی تربیت دی اور جھجھک توڑنے کے لیے آپ کو بلا کر فرمایا کہ سنو! کل سے طلبائے منظر اسلام کو ''سیف الجبار'' سنایا کرو گے آپ نے عرض کیا کہ ابا حضور ابھی تو میری اُردو بھی ٹھیک نہیں ہے، فرمایا سب ٹھیک ہو جائے گی، یہ کام تمہارے ذمہ کیا جاتا ہے۔ آپ نے دوسرے دن ہم درس طلبہ کو جمع کیا اور ''سیف الجبار'' کا درس شروع کر دیا۔ حضور مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا علیہ الرحمہ کے اس انداز تربیت میں کئی مقاصد پنہاں تھے۔ ایک تو یہ کہ اُردو خوانی بہتر ہو جائے گی، مطالعہ کا ذوق بڑھیگا، جس لفظ کو سمجھ نہیں پائے گا پوچھنے کا ذوق پیدا ہوگا، عقائد حقہ کی خوب جانکاری ہوگی اور عقیدہ میں پختگی پیدا ہوگی اس لئے ''سیف الجبار'' کا انتخاب کیا، تقریر وخطابت میں تکلف اور جھجھک ختم ہو جائے گی، مافی الضمیر ادا کرنے کی اسی وقت سے کما حقہ قوت پیدا ہو جائیگی۔ [۱۲]

اسی طرح ہر موڑ پر والد ماجد نے حضور تاج الشریعہ کی رہنمائی کی، والد کی خواہش پر ہی ''منظر اسلام'' سے فراغت حاصل کرنے کے بعد جامعہ ازہر مصر بغرض تعلیم گئے، مگر ہائے افسوس کسے معلوم تھا کہ اس دوران والد ماجد، مشفق ومربی، استاذ وشیخ بچھڑ جائیں گے، دوران تعلیم قیام جامعہ ازہر مصر حضور تاج الشریعہ کے والد مفسر اعظم ہند جیلانی میاں بعمر ساٹھ سال ۱۱ر صفر المظفر ۱۳۸۵ھ/ ۱۲ر جون ۱۹۶۵ء انتقال فرما گئے۔ انتقال کی خبر پہنچتے ہی آپ کے قلب ودماغ پر گہرا صدمہ پہونچا۔ آپ کے کلاس فلو مولانا محمد شمیم اشرف ازہری (ساؤتھ افریقہ) نے آپ

کے برادر اکبر مولانا ریحان رضا خاں صاحب کو تعزیتی مکتوب لکھا اور آپ کی کیفیت تحریر کی۔ حضور تاج الشریعہ نے بھی اپنے برادر اکبر کے نام طویل خط تحریر کیا اور والد صاحب کے انتقال کی تفصیلات معلوم کیں۔ اور ۱۲/ اشعار پر تعزیتی نظم ارسال کیا۔ تین شعر ملاحظہ کیجیے۔

کس کے غم میں ہائے تڑپاتا ہے دل — اور کچھ زیادہ امنڈ آتا ہے دل
ہائے دل کا آسرا ہی چل بسا — ٹکڑے ٹکڑے اب ہوا جاتا ہے دل
اپنے اختؔر پر عنایت کیجیے — میرے مولیٰ کس کو بہکاتا ہے دل

[۱۳]

اور نو اشعار پر مشتمل ایک اور منقبت لکھی تین شعر حاضر ہے۔

ہم کو بن دیکھے تمہیں اب کیسے چین آئے حضور — تم شکیب اقربا تھے شاہ جیلانی میاں
صبر و تسلیم و رضا کی اب ہمیں توفیق دے — تیرے بندے اے خدا تھے شاہ جیلانی میاں
شور کیسا ہے یہ برپا غور سے اختؔر سنو — پَرتَوِ احمد رضا تھے شاہ جیلانی میاں

[۱۴]

لیکن حضور تاج الشریعہ کے پائے ثبات نہ ڈگمگائے اور صبر کے ساتھ حصول تعلیم میں منہمک رہے، اور تعلیم پوری کرنے کے بعد انڈیا واپس آئے۔ یہ سب اکابر اسلام کی تربیت کا اثر تھا۔

اساتذۂ کرام:

حضور تاج الشریعہ نے جن اساتذہ کرام سے اکتساب علم کیا اور تاج الشریعہ، مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ جیسے معلی القاب سے ملقب ہوئے وہ

آفتاب علم وفضل مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حضور مفتی اعظم ہند محمد مصطفی رضا خاں نوری علیہ الرحمہ، بانی دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی شریف۔

(۲) حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ، مہتمم دارالعلوم منظر اسلام، مفسر اعظم ہند، بریلی۔

(۳) حضرت مفتی محمد افضل حسین مونگیری ثم پاکستانی، شیخ الحدیث دارالعلوم منظر اسلام، بریلی۔

(۴) حضرت والدہ ماجدہ نگار فاطمہ عرف سرکار بیگم، مبلغہ اسلام، بریلی۔

(۵) حضرت مولانا حافظ محمد انعام اللہ خاں تسنیم حامدی، بریلی۔

(۶) حضرت مولانا شیخ محمد سماحی شیخ الحدیث والتفسیر، جامعہ ازہر، قاہرہ، مصر۔

(۷) حضرت مولانا شیخ عبدالغفار، استاذ الحدیث جامعہ ازہر، قاہرہ، مصر۔

(۸) حضرت مولانا عبدالتواب مصری، شیخ الادب، منظر اسلام، بریلی۔

(۹) صدر العلماء حضرت مفتی محمد تحسین رضا خاں، صدر المدرسین وشیخ الحدیث جامعۃ الرضا، بریلی۔

(۱۰) حضرت مولانا محمد احمد جہانگیر خاں اعظمی، استاذ ومفتی دارالعلوم منظر اسلام، بریلی۔

حضور تاج الشریعہ کے مذکورہ بالا اساتذہ کی فہرست ناقص ہے۔ اس میں ان تمام اساتذہ کا ذکر نہیں ہے جو دارالعلوم منظر اسلام میں استاذ اور جامعہ ازہر مصر میں حضرت کے استاذ رہے اور اسلامیہ انٹر کالج بریلی کے شعبہ عصریات کے ٹیچرس استاذ رہے۔ ہاں یہ ان کی فہرست ضرور کہی جا سکتی ہے۔ جن سے حضرت نے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔

درس وتدریس:

جب آپ جامعۃ الازہر مصر سے تشریف لائے تو منظر اسلام میں مدرس مقرر ہوئے یعنی آپ نے ۱۹۶۷ء سے تدریس کا باضابطہ آغاز کیا۔ مسلسل جدو جہد، محنت اور لگن سے پڑھاتے رہے یہاں تک کہ ۱۹۷۸ء میں آپ صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ منظر اسلام کا دارالافتاء بھی آپ کے سپرد ہوگیا۔ تقریباً ۱۹۸۰ء میں آپ کثیر مصروفیات کی وجہ سے منظر اسلام سے علاحدہ ہوگئے کہ یہ وہ دور ہے جس میں سرکار مفتی اعظم بیمار چل رہے تھے اس وجہ سے تبلیغی دورے وغیرہ بھی درپیش ہوگئے سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کا ۱۹۸۱ء میں انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد آپ کی مصروفیت اور بڑھ گئی۔ فتاوی نویسی میں آپ مرجع ٹھہرے اس وجہ سے آپ نے مرکزی دار الافتا قائم فرمایا جو ہنوز بحسن وخوبی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ مگر آپ نے درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور تعریب وترجمہ کا کام متاثر نہ ہونے دیا۔ ہنوز آپ کا درس جاری ہے۔ اور فتاوی نویسی کے علاوہ تصنیفی کام بھی شباب پر ہے۔ [۱۵]

ملک و بیرون ملک دورے کی وجہ سے منظر اسلام سے علیحدہ ہونے کے بعد درس وتدریس کا سلسلہ منقطع رہا، خطابت اور نصیحت اور تبلیغی اسفار کے سلسلے رہے، افتا نویسی کا سلسلہ چلتا رہا ہے مگر چند سال بعد دولت کدہ پر درس قرآن کا سلسلہ جاری کیا۔ جس میں دار العلوم مظہر اسلام، دار العلوم منظر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ اور دور دراز کے علما و مشائخ کثرت سے شریک ہوتے

رہے۔مرکزی دارالافتا میں تربیت افتا لینے والے طلبہ کو بخاری، مسلم شریف، عقو د رسم المفتی، الاشباہ والنظائر، فواتح الرحموت، شامی، بدائع الصنائع، اجلی الاعلام، وغیرہ کتب کا درس دیتے ہیں۔تدریب الافتا (مشق افتا) کے مسائل کی اصلاح کرتے ہیں۔جامعۃ الرضا کے منتہی طلبہ کی بعض کتابوں کا درس بھی آپ کے ذمہ رہا ہے۔اس کے علاوہ ملک و بیرون ملک کے بے شمار مدارس میں آپ نے ختم بخاری کا درس دیا ہے۔افتتاح تعلیم میں کسی کتاب یا بخاری شریف کی ابتدائی حدیث کا درس دیا کرتے ہیں، دارالعلوم امجدیہ کراچی میں ۱۴۰۹ھ کو بخاری شریف کا درس دے کر افتتاح کیا۔جامعہ اسلامیہ گنج قدیم رامپور میں ۱۴۰۷ھ اور ۱۴۰۸ھ کو بخاری کی آخری حدیث کا درس دیا، جامعۃ الرضا، بریلی میں ہر سال افتتاح تعلیم کے موقع سے بیضاوی شریف، بخاری شریف اور طحاوی شریف کا درس دے کر جامعہ کا تعلیمی افتتاح کرتے ہیں۔ نیز ختم بخاری بھی کراتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ کا سلسلۂ درس آج تک جاری ہے۔حضرت کا درس بے شمار برکات لیے ہوئے رہتا ہے۔انداز تفہیم عمدہ، زبان سلیس، فصاحت و بلاغت کی آمیزش غرض ہر حیثیت سے خوب رہتا ہے۔ قاری کا ذہن بوجھل نہیں ہوتا، متعلمین کے اندر یہ جذبہ انگڑائی لیتا رہتا ہے کہ کاش درس اور طویل ہوجاتا۔

حضور تاج الشریعہ نے ۱۹۶۷ء سے درس کا آغاز کیا۔ پہلے دارالعلوم منظر اسلام میں بحیثیت استاذ مقرر ہوئے پھر صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز رہے۔ پھر کاشانہ پر درس قرآن کا سلسلہ جاری کیا۔ مرکزی دارالافتا کی تربیت افتا حاصل کرنے والے طلبہ کو درس دیا۔جامعۃ الرضا کے منتہی طلبہ اور

تخصص فی الفقہ کے طلبہ کو بھی درس دے رہے تھے۔ انٹرنیٹ پر بخاری شریف اور قصیدہ بردہ کا درس دیتے تھے۔ اب طبیعت علیل ہونے کے سبب باضابطہ درس کا سلسلہ موقوف ہے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ اہم تلامذہ کے اسماء ذکر کیے جاتے مگر اختصار کے پیش نظر انہیں ترک کیا جاتا ہے۔ البتہ یوں سمجھئے کہ ۱۹۶۷ء سے دار العلوم منظر اسلام کے عہدۂ صدارت سے سبکدوشی تک کے متعدد جماعتوں کے طلبا حضرت کے تلامذہ میں ہیں۔ جن کا ریکارڈ دار العلوم منظر اسلام میں ہے۔ مرکزی دار الافتا بریلی شریف میں تربیت افتا حاصل کرنے والے طلبا کی لمبی فہرست ہے جنہوں نے حضور تاج الشریعہ سے درس لیا ہے۔

۱۹۸۲ء سے حضور تاج الشریعہ نے درس قرآن اور درس احادیث کا سلسلہ جاری کیا جس میں ہندو بیرون ہند کے معززین، اسکالرس، علما، مشائخ، ائمہ مساجد، متعدد خانقاہوں کے سجادگان نے شرکت کی اور حضرت سے استفادہ کیا۔ ۲۰۰۴ء سے لیکر ہنوز مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف میں منتہی طلبہ اور تربیت افتا حاصل کرنے والے طلبہ کو درس دیتے ہیں۔

افتانویسی:

حضور تاج الشریعہ کے خاندان میں فتاوی نویسی کی بنیاد مجاہد جنگ آزادی امام العلما مولانا رضا علی علیہ الرحمۃ نے ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء میں رکھی۔ اس عہدہ افتا پر فائز ہونے والے خانوادۂ رضا کے مندرجہ ذیل افراد دار البقا کوچ کر چکے ہیں جو سلسلہ وار ہیں۔ قطب بریلی امام العلما رضا علی

علیہ الرحمہ کے بعد علامہ نقی علی خاں، امام احمد رضا خاں، حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں، مفسر اعظم مولانا محمد ابراھیم رضا خاں، مولانا محمد مصطفی رضا خاں معروف بہ مفتی اعظم ہند علیہم الرحمہ، ان حضرات کے بعد حضور تاج الشریعہ اس عہدہ پر ہیں۔ بلکہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے پاس استفتے کی بھر مار رہتی تھی، کئی کئی مفتیان کرام آپ کے پاس افتا نویسی پر مامور رہا کرتے تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند نے از خود حضرت تاج الشریعہ سے کہا کہ ''اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم اس (فتاوی نویسی کے) کام کو انجام دو۔ میں (دار الافتا) تمہارے سپرد کرتا ہوں، پھر موجودہ لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے فرمایا آپ لوگ اب اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں، انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں۔ اسی دوران سے لوگوں کا رجحان آپ کی طرف زیادہ ہو گیا۔ اور آپ گونا گوں کاموں میں ہنوز مصروف ہیں''۔[۱۶]

حضور تاج الشریعہ جب جامعہ ازہر سے لوٹ آئے تو درس کے ساتھ افتا نویسی کا بھی آغاز کیا۔ چنانچہ ۱۹۶۶ء ہی میں ایک استفتا کا شاندار جواب لکھا۔ یہ استفتا مرکز اسلام مدینۃ المنورہ سے آیا تھا۔ طلاق، نکاح، میراث پر مشتمل تھا۔ جواب لکھنے کے بعد حضرت نے پہلے بحر العلوم حضرت مفتی سید افضل حسین مونگیری صاحب کو دکھایا انہوں نے دیکھنے کے بعد تحسین کی اور کہا کہ مولانا اسے اپنے نانا جان مفتی اعظم مولانا مصطفی رضا صاحب کو دکھایئے۔ حضرت نے اسے اپنے شیخ واستاذ، نانا محترم کو دکھایا۔ نانا صاحب نے دلائل و

براہین سے مزین فتوی کو دیکھ کر مسرت کا اظہار کیا اور صدائے تحسین بلند کی۔ حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس کے بعد مفتی اعظم ہند کی چاہت اور توجہ ہوئی بلکہ خاندانی بزرگ مولانا حبیب رضا صاحب کہتے ہیں کہ ''کبھی کبھی ناغہ ہوجاتا تھا تو حضرت کی اہلیہ محترمہ پیرانی اماں صاحبہ علیہا الرحمہ دریافت فرماتیں کہ آج اختر میاں نہیں آئے ہیں ان سے کہو کہ روزانہ آیا کریں۔ حضرت ان کو بہت پسند فرماتے ہیں''۔[۱۷]

حضور تاج الشریعہ خود اپنی فتوی نویسی کی ابتدا کے بارے میں لکھتے ہیں: ''میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم ہند) سے داخل سلسلہ ہوگیا ہوں۔ جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بنا پر فتوی کا کام شروع کیا۔ شروع شروع میں مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا۔ اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر فتوی دکھایا کرتا تھا، کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا، حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا''۔[۱۸]

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے انتقال کے بعد ۱۹۸۱ء سے لیکر مسلسل حضور تاج الشریعہ مرجع فتاویٰ ہیں۔ حضرت کا فتوی عالم اسلام میں سند کا درجہ رکھتا ہے۔ حضرت کے بے شمار فتوے مطبوعہ ہیں۔ حضرت تین زبانوں عربی، انگریزی، اُردو میں فتوے لکھتے ہیں، غالباً ہندوستان کے تنہا مفتی ہیں۔ جو تینوں زبانوں پر یکساں عبور رکھتے ہیں۔ حضرت نے اپنی ملکیت ونگرانی میں

ایک ماہنامہ بنام ’’سنی دنیا‘‘ ۱۹۸۳ء میں جاری کیا۔جس میں مستقل ایک کالم ’’باب الاستفتا‘‘ کے نام سے ہے۔اس میں چار یا پانچ صفحات فتاوی کے لیے مختص ہیں ۔اس میگزین میں حضرت کے فتاوی ۱۹۸۳ء سے لے کر ہنوز چھپ رہے ہیں۔اس کے علاوہ حضرت فارسی اور ہندی میں بھی جوابات رقم کرتے ہیں۔حضرت کے پاس کئی برّاعظم کے بیشتر ممالک سے سوالات آتے ہیں کثرت استفتا کی وجہ سے حضرت نے اپنے مرکزی دارالافتا میں ۱۰ رمفتیان کرام کی ٹیم مستعد کررکھی ہے۔جوسوالات کے جوابات لکھا کرتے ہیں ۔اورحضرت ان فتاویٰ پر تصدیق کرتے ۔اس کے علاوہ ہر جمعرات کو’’ازہری گیسٹ ہاؤس‘‘ کے ہال میں بعد مغرب تا عشا بیٹھتے۔جہاں شہروبیرون شہرکےافراد کثرت سے آکرسوالات دریافت کرتے۔حضرت ان کے زبانی جوابات دیتے۔جمعہ کے دن بعد نماز مغرب یا بعد نماز عشا شہر بریلی کی مختلف مساجد میں بھی’’سوال وجواب‘‘ کا پروگرام جاری رہتا۔ان مساجد میں بھی لوگ اپنی علمی تشنگی حضرت سے بجھاتے ۔ ہراتوارکو بعدنماز عشا 09:00 تا 10:30 بجے رات انٹرنیٹ پر دنیا بھرسے آئے سوالات کا جواب دیتے ۔

امامت وخطابت:

حضرت مفسر اعظم ہند نے اپنے فرزند حضورتاج الشریعہ کو’’رضا جامع مسجد‘‘ کی امامت وخطابت دوران طالب علمی ہی سے سپرد کردی تھی۔چنانچہ رضا جامع مسجد میں آپ مستقل امامت وخطابت کے فرائض انجام دینے لگے۔مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ بھی آپ کی اقتدا میں نماز ادا کرتے تھے۔بلکہ جب آپ ہمراہ ہوتے امامت کا حکم آپ ہی کے لیے ہوا کرتا۔پھر آپ

۱۹۶۴ء میں جامعہ ازہر مصر چلے گئے۔ جب وہاں سے واپس ہوئے پھر امامت وتدریس دونوں فرائض انجام دینے لگے۔ جب آپ منظر اسلام کے عہدۂ صدارت سے مستعفی ہوئے تو کچھ سال تک ملوکپور متصل محلہ کسگراں کی ایک مسجد میں امامت کی، آپ کے امامت کرنے کی وجہ سے آپ ہی کی طرف منسوب کرکے اس مسجد کا نام ''ازہری مسجد'' رکھ دیا گیا ہے۔ پھر کچھ سالوں بعد ''رضا جامع مسجد'' میں ہی امامت کے فرائض انجام دینے لگے۔ مصروفیات کی کثرت، اسفار کی زیادتی، پنج وقتہ امامت کے لیے مانع ہوگئ۔ فی الحال جب بریلی میں ہوتے ہیں ''رضا جامع مسجد'' میں جمعہ کا خطبہ دیتے ہیں اور وقت ضرورت نصیحت آمیز کلمات ارشاد کرتے ہیں اور جمعہ کی امامت کرتے ہیں۔ شہر بریلی کی عید گاہ محلہ باقر گنج میں ہے۔اعلی حضرت، حجۃ الاسلام، مفتی اعظم ہند، مفسر اعظم ہند کے بعد عیدین کی امامت وخطابت آپ کے سپرد ہے۔ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد سے آپ مستقل عیدین کی امامت وخطابت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ پورا شہر حضرت تاج الشریعہ کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے لیے عید گاہ میں کشاں کشاں اکٹھا ہو جاتا ہے۔ حضرت کی تلاوت وخطبہ، مصری عربی لہجے میں ہوتا ہے۔ لحن داؤدی کی تلاوت میں حضرت اپنی مثال آپ ہیں۔ دلائل وبراہین سے مزین خطاب کرتے ہیں۔ آیتیں اور احادیث درمیان خطابت خوب پڑھتے ہیں مطالب ومفاہیم بہت عمدہ بیان کرتے ہیں۔ سامعین کے ذہن پر آپ کے خطبات بوجھل نہیں ہوتے نیز سامع کا ذہن اکتاہٹ محسوس نہیں

کرتا، بلکہ مجمع سے یہ بات گونجتی ہے کہ تھوڑی دیر اور بیان کیجیے تھوڑی دیر اور بیان کیجیے۔

خطابت کی خصوصیت:

حضرت کا خطاب تین زبانوں میں ہوتا ہے۔ ہندو پاک و بنگلہ دیش میں اُردو میں، عرب ممالک میں عربی میں، یورپ میں انگلش میں، حضرت کے سیکڑوں خطبات ٹیپ ہیں۔ یوٹیوب (youtube) پر بھی بعض خطبات لوڈ ہیں۔ حضرت کا انداز بیان سادگی اور شائستگی لیے ہوتا ہے۔ اسلوب عمدہ ہوتا ہے، درمیان خطابت جوشیلا رنگ بھی آتا ہے جس سے مجمع بے دار اور مستعدی کے ساتھ دل کے کان سے سننے لگتا ہے۔ حضرت سب سے پہلے عربی میں خطبہ پڑھتے ہیں پھر آیت شریف کی تلاوت، اس کے بعد موضوع کی مناسبت سے عربی یا انگلش یا اُردو و فارسی میں اشعار پڑھتے ہیں۔ پھر اقوال ائمہ اور احادیث کریمہ اور آیات قرآنیہ کی روشنی میں تلاوت کردہ آیت مقدسہ پر حالات حاضرہ کی روشنی میں ایمان افروز بیان کرتے ہیں۔ دور حاضر کے ممتاز اسلامی اسکالر ممتاز المحدثین علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری لکھتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے آپ (تاج الشریعہ) کو کئی زبانوں پر ملکۂ خاص عطا فرمایا ہے، زبان اُردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے، ان دونوں زبانوں میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے جس پر آپ کی اُردو اور عربی نعتیہ شاعری شاہد عدل ہیں۔ آپ کے برجستہ اور فی البدیہہ نعتیہ اشعار فصاحت و بلاغت، حسن ترتیب اور نعت تخیل میں کسی کہنہ مشق استاذ کے

اشعار سے کم درجہ نہیں ہوتے۔عربی زبان کے قدیم وجدید اسلوب پر آپ کو ملکہ راسخ حاصل ہے۔آپ کی خطابت اور شاعری اور ترجمہ نگاری کسی پختہ کار عربی ادیب کے ادبی کارناموں پر بھاری نظر آتی ہے۔جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست و نزاکت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس ہی نہیں ہوتا۔ یہ واقعہ میرے سامنے کا ہی ہے کہ زمبابوے میں ایک مصری شیخ نے آپ کے حمدیہ اشعار سنے تو بہت ہی محظوظ ہوئے اور اس کی نقل کی فرمائش بھی کر ڈالی۔ حضرت کو میں نے انگلینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، زمبابوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر و وعظ کرتے دیکھا ہے۔اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں بھی سنیں، اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے"۔[۱۹]

حضرت کی بعض تقریریں کتابی شکل میں بھی آچکی ہیں۔حضرت کی خطابت دانشوران قوم وملت ہی کیا اغیار میں بھی پڑھا لکھا طبقہ بہت پسند کرتا ہے اور محظوظ ہوتا ہے۔حضرت تاج الشریعہ کی مجلسی گفتگو بھی بڑی دل نشیں اور اثر پذیر ہوتی ہے۔ وعظ ونصائح کی مجلس روز وشب سجی رہتی ہے۔خلق خدا کثرت سے رجوع کرتی ہے اور شاد کام ہوتی ہے۔ ہزاروں مسائل شرعیہ، مسائل اعتقادیہ، مسائل سماجیہ کا حل کرتے ہیں۔عوام الناس کیا خواص بھی آپ کی گفتگو سننے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔اور نصیحت آمیز کلمات سن کر

اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

حضرت اور علوم وفنون کی مہارت:

حضور تاج الشریعہ مندرجہ ذیل علوم وفنون میں مہارت رکھتے ہیں: (۱) علوم قرآن۔ (۲) اصول تفسیر۔ (۳) علم حدیث۔ (۴) اصول حدیث۔ (۵) اسماء الرجال۔ (۶) فقہ حنفی۔ (۷) فقہ مذاہب اربعہ۔ (۸) اصول فقہ۔ (۹) علم کلام۔ (۱۰) علم صرف۔ (۱۱) علم نحو۔ (۱۲) علم معانی۔ (۱۳) علم بدیع۔ (۱۴) علم بیان۔ (۱۵) علم منطق۔ (۱۶) علم فلسفہ قدیم و جدید۔ (۱۷) علم مناظرہ۔ (۱۸) علم الحساب۔ (۱۹) علم ہندسہ۔ (۲۰) علم ہیئت۔ (۲۱) علم تاریخ۔ (۲۲) علم مربعات۔ (۲۳) علم عروض وقوافی۔ (۲۴) علم تکسیر۔ (۲۵) علم جفر۔ (۲۶) علم فرائض۔ (۲۷) علم توقیت۔ (۲۸) علم تقویم۔ (۲۹) علم تجوید وقراءت۔ (۳۰) علم ادب (نظم ونثر عربی، نظم ونثر فارسی، نظم ونثر انگریزی، نثر ہندی، نظم ونثر اُردو)۔ (۳۱) علم زیجات۔ (۳۲) علم خطاطی۔ (۳۳) علم جبر ومقابلہ۔ (۳۴) علم تصوف۔ (۳۵) علم سلوک۔ (۳۶) علم اخلاق۔

حضرت قرآت عشرہ کے ماہر ہیں۔ تلاوت قرآن مصری لہجے میں لا جواب کرتے ہیں۔ اور کئی زبانوں پر مہارت رکھتے ہیں۔ عربی، فارسی، انگریزی، اُردو میں تو آپ کے ادبی شہ پارے ہیں۔ اس کے علاوہ ہندی، سنسکرت، میمنی، گجراتی، مراٹھی، پنجابی، بنگالی، تیلگو، کنڑا، ملیالم، بھوجپوری بولتے اور سمجھتے ہیں۔ حضرت اسلام کی ترویج و اشاعت اور ردِّ بدعات و

منکرات میں اونچا مقام رکھتے ہیں۔جس موضوع اور مسئلہ پر قلم اٹھاتے ہیں بے تکلف لکھتے چلے جاتے ہیں۔جس مسئلہ کی تحقیق کرتے ہیں دلائل کے انبار لگا دیتے ہیں۔امام احمد رضا کانفرنس بریلی ۱۴۲۵ھ میں محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی نے اپنی تقریر کے دوران کہا کہ ”علامہ ازہری کے قلم سے نکلے ہوئے فتوی کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ ہم اعلی حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالی عنہ کی تحریر پڑھ رہے ہیں۔آپ کی تحریر میں دلائل اور حوالجات کی بھرمار سے یہی ظاہر ہوتا ہے“۔[۲۰]

حضرت کی فن خطاطی کے بابت مولانا شہاب الدین لکھتے ہیں کہ:

”حضرت تاج الشریعہ فن خطاطی میں مہارت رکھتے ہیں اس لیے آپ کے مکاتیب، مضامین و مقالات اور فتاوی حسن تحریر کے لحاظ سے بے مثال ہیں ان تحریرات کو دیکھتے ہی دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔علم و فضل کے ساتھ ساتھ یہ خوبی بہت کم علما و مفتیان عظام میں پائی جاتی ہے۔حضرت کا طرز خطاطی عہد و زمان کے اعتبار سے بدلتا رہا ہے۔مگر ہر زمانہ کی تحریریں اپنے آپ میں اعلی نمونہ اور بے مثال خطاطی کی آئینہ دار ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موتیوں کی لڑیاں بکھری ہوئی ہیں۔درحقیقت حسن تحریر سے خود شخصیت کا وہ جمال مخفی بے حجاب ہو جاتا ہے جس تک رسائی بہت مشکل ہے،حضرت کے مکاتیب کے حسن ظاہری سے حسن معنوی آشکار ہوتا ہے۔راقم السطور کے پاس حضرت کی تحریرات عہد بعہد موجود ہیں۔زمانہ طالب علمی، بعد فراغت عہد درس و تدریس،عہد دارالافتا،عہد جانشینی، زمانہ شباب، اور موجودہ وقت

کی تحریرات موجود ہیں۔اس سے حسن تحریر اور فن خطاطی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔اور حضرت کی ایک خصوصیت ہے کہ فل اسکیپ کے کاغذ پر بغیر کچھ نیچے رکھے لکھتے جاتے ہیں۔ اور مجال ہے کہ کوئی لائن ذرا سی بھی ٹیڑھی ہو جائے‘‘۔[۲۱]

نیز حضرت کی عبور لسانیات سے متعلق وہ لکھتے ہیں:

’’تاج الشریعہ کو اللہ تعالی نے کئی زبانوں پر مکمل دسترس عطا فرمائی ہے۔ عربی، فارسی، اور اُردو میں جہاں بہترین ادیب نظر آتے ہیں تو وہیں دوسری طرف انگریزی زبان پر بھی آپ کو مکمل عبور حاصل ہے۔آپ نے اسلامیہ انٹر کالج بریلی میں معمولی ہندی اور انگریزی پڑھی تھی۔مگر خداداد ذہانت و فطانت کی وجہ سے آپ نے انگریزی میں بھی کمال حاصل کیا۔ساؤتھ افریقہ، ملاوی، زمبابوے، ہرارے ،ماریشش، جرمن، فرانس، ہالینڈ، انگلینڈ، امریکہ، کناڈا وغیرہ ممالک کی بین الاقوامی کانفرنس میں انگریزی ہی میں خطاب کرتے ہیں۔ انگریزی میں آپ نے سیکڑوں فتاوی تحریر فرمائے ہیں۔حضرت نے انگریزی میں سب سے پہلا فتوی ۷رمحرم الحرام ۱۴۱۲ھ ۲۰رجولائی ۱۹۹۱ء میں الحاج ہارون تار رضوی (لیڈی اسمتھ ساؤتھ افریقہ) کے استفتا کے جواب میں تحریر فرمایا جو دارالاسلام اور دارالحرب میں مسلم و ذمی کافر سے متعلق ہے۔انگریزی فتوے کے دو مجموعے ڈربن (ساؤتھ) سے شائع ہو چکے ہیں۔نائب انکم ٹیکس کمشنر جناب ظہور افسر خاں رضوی بریلوی (حال مقیم اجمیر) سے ابتدا مشورہ فرماتے تھے۔مگر موصوف کا

یہ تأثر تھا کہ ’’حضرت جن انگریزی الفاظ اور جملوں کا استعمال کرتے ہیں وہ لغات کے اعتبار سے بالکل درست ہوتے ہیں۔ اس طرح کی سلاست و روانی بھری تحریریں مجھے بہت کم دیکھنے کو ملیں‘‘۔ انگریزی کے علاوہ آپ کو میمنی گجراتی ،مراٹھی پنجابی ، بنگالی اور بھوجپوری وغیرہ زبانوں میں بھی صلاحیت حاصل ہے، آپ بخوبی ان علاقائی زبانوں کو سمجھتے اور حسب ضرورت استعمال کرتے ہیں۔ان زبانوں کو سیکھنے کے لیے کبھی بھی آپ نے کسی استاذ کے سامنے زانوئے ادب طے نہیں کیا۔ یہ خدا داد صلاحیتیں اللہ تعالی نے آپ کو ورثہ میں عطا فرمائی ہیں‘‘۔[۲۲]

عائلی زندگی:

حضرت کا عقد مسنون تعلیم و تربیت اور ارادت وسلوک کی منزلیں طے کرنے کے بعد اور جامعہ ازہر مصر سے واپسی پر تقریباً دوسال تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد خانوادہ ہی میں علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمۃ کی صاحبزادی سلیم فاطمہ عرف اچھی بی سے شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ ۳؍نومبر ۱۹۶۸ء بروز اتوار ہوا۔حضرت کی اھلیہ حسن کردار،تقوی وطہارت، مہمان نوازی،غربا پروری، انصاف ودیانت،سخاوت و پابندی شریعت میں انوکھی شان رکھتی ہیں۔حلقۂ ارادت میں پیرانی ماں سے مشہور ومعروف ہیں۔مصروفیت کے باوجود کتابوں کے مطالعہ کی عادی ہیں ۔ حضرت پیرانی امی متعنا اللہ بطول حیاتھا نیک سیرت خاتون ہیں فی زمانا رابعۂ عصر ہیں ۔

ڈاکٹر شوکت صدیقی آپ کی اہلیہ کی بابت لکھتے ہیں:

''حضرت حسنین رضا خاں کی سب سے چھوٹی صاحبزادی جانشین مفتی اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں دامت برکاتہم العالیہ سے منسوب ہوئیں۔ عربی و فارسی کی تعلیم گھر ہی پر والد ماجد سے حاصل کی۔ صوم و صلوٰۃ کی سختی سے پابند، نہایت ہی خوش اخلاق، انتہائی مہمان نواز، نہایت ہی متین و سنجیدہ ہیں۔ سارے گھر کا نظم و ضبط، ماہنامہ سنی دنیا کی اشاعت کی فکر، مرکزی دار الافتا کے مفتیان کا خیال، الرضا مرکزی دار الاشاعت سے کتابوں کی اشاعت اور آل انڈیا جماعت رضائے مصطفی کی سرگرمیوں کے لیے مالی تعاون کرتی ہیں۔ بڑی معاملہ فہم اور زیرک ہیں۔ اللہ تعالی نے حضور تاج الشریعہ کے گھر کے لئے آپ کا انتخاب فرمایا جس کی وجہ سے حضور تاج الشریعہ کو بڑی آسانیاں ہیں''۔ [۲۳]

آپ فقہی مسائل سے واقف اور دین حنفیہ کی شاندار مبلغہ ہیں۔ اُردو نثر میں شاندار مضامین تحریر کرتی ہیں۔ ماہنامہ اعلی حضرت، بریلی اور ماہنامہ سنی دنیا، بریلی میں چند مضامین شائع بھی ہوئے ہیں۔

اللہ تعالی نے حضرت کو پانچ صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ عطا فرمایا ہے۔ آپ نے سبھی کی بہترین دینی تربیت کی اور تعلیم سے آراستہ کیا۔ اور سبھی کی شادیاں بھی کر دیں۔ آپ کی صاحبزادیاں مندرجہ ذیل حضرات سے منسوب ہیں اور ماشاء اللہ سبھی صاحب اولاد ہیں۔

(۱) آسیہ فاطمہ: عالی جناب انجینئر محمد برھان رضا صاحب بیسلپوری سے

منسوب ہیں ، ایک صاحبزادہ محمد علوان رضا اور ایک صاحبزادی حنا فاطمہ ہیں۔فی الحال دہلی میں مقیم ہیں۔

(۲) سعدیہ فاطمہ: عالی جناب الحاج محمد منسوب رضا خاں، بہیڑی کو منسوب ہوئیں ایک صاحبزادی لجین فاطمہ اور ایک صاحبزادہ محمد منہال رضا ہیں۔ بہیڑی ضلع بریلی میں اقامت پذیر ہیں۔

(۳) قدسیہ فاطمہ: حضرت مولانا مفتی محمد شعیب رضا قادری، نجیب آباد بجنور کو منسوب ہوئیں ایک صاحبزادے محمد حمزہ خبیب اور ایک صاحبزادی نوار فاطمہ ہیں۔ایک صاحبزادہ کا بعد پیدائش انتقال ہو گیا اور اس کے بعد ایک صاحبزادی تولد ہوئیں۔ بریلی میں مقیم ہیں۔افسوس کہ حضرت مفتی محمد شعیب رضا نعیمی اب ہمارے درمیان نہ رہے۔اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔

(۴) عطیہ فاطمہ: حضرت مولانا محمد سلمان رضا خاں، کانکر ٹولہ بریلی سے منسوب ہوئیں ۔ دو صاحبزادے محمد سفیان رضا اور محمد شاذان رضا اور محمد ملحان رضا ہیں۔ایک صاحبزادہ کا ولادت کے کچھ ماہ بعد انتقال ہو گیا۔ بریلی اور رائے پور میں اقامت رکھتے ہیں۔

(۵) ساریہ فاطمہ: عالی جناب محمد فرحان رضا، خواجہ قطب، بریلی کو منسوب ہوئیں ایک صاحبزادہ نبہان رضا اور ایک صاحبزادی فلذہ فاطمہ ہیں۔بریلی میں اقامت پذیر ہیں اور بحیثیت ملازم جدہ سعودی عرب میں ہیں۔

شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا محمد عسجد رضا صاحب:

آپ کے اکلوتے صاحبزادے اور جانشین ہیں اور بہت سی خوبیوں کے

مالک ہیں اور بہت سے دینی امور میں سرگرم رہتے ہیں۔لہٰذا مولانا کا قدرے تفصیل سے ذکر کیا جاتا ہے۔

مولانا محمد عسجد رضا کی ولادت ۱۴؍شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء کو محلہ خواجہ قطب بریلی میں ہوئی۔حضور تاج الشریعہ کے یہاں پہلی ولادت تھی،خاندان والوں بالخصوص مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کو بے انتہا خوشی ہوئی۔تشریف لائے اور اپنا لعاب دہن نومولود کے منہ میں ڈالا اور اسی موقع پر نومولود کے منہ میں انگلی داخل کر کے داخل سلسلہ بھی کر لیا۔اس نومولود کا نام ''محمد'' رکھا گیا۔اور پکارنے کے لیے ''منور رضا محامد'' تجویز ہوا۔اور عرفیت محمد عسجد رضا قرار پائی اسی عرفیت سے مولانا عسجد رضا صاحب معروف ہوئے۔ والدین کے زیر سایہ تربیت پائی۔محمد نام پر شاندار عقیقہ ہوا جب آپ ۴؍سال ۴؍ماہ ۴؍دن کے ہوئے تو تسمیہ خوانی کا شاندار اہتمام ہوا۔حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے تسمیہ پڑھائی۔اور عالم بننے کی اور دین اسلام کے خادم بننے کی دعا کی۔ابتدائی تعلیم والدہ ماجدہ اور والد ماجد سے لی۔شعور بالغ ہونے کے بعد اسلامیہ انٹر کالج، بریلی میں داخل کیے گئے عصریات کی تعلیم انٹر تک وہاں مکمل کی اور دینیات کی تعلیم جامعہ نوریہ، بریلی اور مرکزی دار الافتا، بریلی سے مکمل کی۔دینیات کی ابتدائی اکثر کتابیں مفتی محمد ناظم علی بارہ بنکوی اور حضرت مولانا نظام الدین صاحب سے پڑھیں۔متوسطات کی تحصیل حضرت مفتی مظفر حسین کٹیہاری اور جامعہ نوریہ، بریلی کے اساتذہ سے کی اور اعلیٰ کتابیں صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا علیہ الرحمہ اور والد ماجد سے

پڑھیں۔آپ نے دینیات کی زیادہ تر کتابیں اپنے ماموں حضرت صدر العلما کے پاس پڑھیں اور بخاری شریف، طحاوی شریف، مسلم شریف، الاشباہ والنظائر، مقامات حریری، اجلی الاعلام، عقود رسم المفتی، فواتح الرحموت، توقیت وغیرہ کتب والد سے پڑھیں۔ ۲۰۰۱ء میں بموقع عرس رضوی جامعۃ الرضا، بریلی کے صحن میں حضرت ممتاز الفقہاء، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ نے ختم بخاری کرائی۔اور بے شمار علما و مشائخ کی موجودگی میں دستار فضیلت سر پر باندھی گئی۔

۲۰۰۳ء میں شہزادۂ تاج الشریعہ نے رضاعت سے متعلق فتوی لکھا جس پر استاذ الفقہا حضرت علامہ مفتی قاضی محمد عبدالرحیم بستوی علیہ الرحمہ اور مفتی ناظم علی بارہ بنکوی، مفتی مظفر حسین کٹیہاری اور والد ماجد تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد اختر رضا ازہری دام ظلہ العالی اور راقم السطور محمد یونس رضا نے تصدیق کی اور حضرت نے اس موقع سے مٹھائی منگوا کر حاضرین میں تقسیم بھی کروائی۔

غالباً ۲۰۰۶ء میں بموقع عرس رضوی امام احمد رضا کانفرنس، جامعۃ الرضا، بریلی میں حضرت نے سلسلہ قادریہ رضویہ کی اجازت و خلافت عطا کی اور اپنا جانشین نامزد کیا۔ ۲۰۱۳ء میں حضرت نے وہ تمام اجازتیں بھی تفویض کر دیں جو انہیں اپنے مشائخ بالخصوص مفتی اعظم ہند سے ملی تھیں۔ ۲۰۰۷ء میں مولانا نے والد ماجد کی موجودگی میں مشکوۃ شریف کا جامعۃ الرضا میں تقریباً سوا گھنٹے درس دیا جس کی والد ماجد نے تحسین فرمائی اور حاضرین سے مبارکبادی وصول کی۔

شہزادے کا عقد مسنون:

مولانا عسجد رضا صاحب کا عقد امین شریعت مفتی محمد سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ، مفتی اعظم ایم پی کی چھوٹی صاحبزادی محترمہ راشدہ نوری صاحبہ سے ۲ رشعبان المعظم ۱۴۱۱ھ/ ۱۷رفروری ۱۹۹۱ء بروز اتوار ہوا۔ ماشاء اللہ اس وقت آپ کے دو صاحبزادے محمد حسام احمد رضا اور محمد ہمام احمد رضا اور ۴رصاحبزادیاں اریج فاطمہ، آمر فاطمہ، جویریہ فاطمہ، مزینہ فاطمہ ہیں۔

مولانا بڑی صلاحیتوں کے مالک ہیں۔یہی وجہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ نے ساری روحانی امانتیں تفویض کیں۔حضرت امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا صاحب ،امین ملت ڈاکٹر سید امین میاں برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ، جانشین فاتح بلگرام رئیس الاتقیاء مولانا سید اویس مصطفی واسطی قادری سجادہ نشین خانقاہ عالیہ بلگرام ہردوئی نے بھی اجازت وخلافت، اورادو وظائف اور اعمال و اشغال میں مجاز و ماذون کیا۔ نیز گل گلزار اسماعیلیت حضرت علامہ مولانا سید گلزار اسماعیل واسطی مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ اسماعیلیہ، مسولی شریف نے بھی اجازت وخلافت عطا فرمائی ہے۔فی الحال آپ مندرجہ ذیل عہدوں پر فائز رہ کر دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

(۱) آپ آل انڈیا جماعت رضائے مصطفی کے قومی صدر ہیں۔اس جماعت سے ملی، سماجی، معاشی اور عائلی مسائل وغیرہ امور انجام پاتے ہیں۔

(۲) آپ مرکزی دارالافتا کے مہتمم ہیں۔ یہاں سے ملک و بیرون ملک کے

آئے ہوئے سیکڑوں سوالات کا فقہ حنفی کی روشنی میں جوابات دیے جاتے ہیں۔اور مفتیان کرام کی ٹیم تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا ازہری دام ظلہ العالی کی نگرانی میں فتاوی تحریر کرتے ہیں۔اُردو،عربی، فارسی، انگریزی، ہندی زبان میں فتاوے شائع کیے جاتے ہیں۔

(۳) مرکزی دارالقضا: رویت ہلال کے تعلق سے امور انجام پاتے ہیں اور مقدمے وغیرہ فیصل ہوتے ہیں۔آپ اس کے ناظم اعلیٰ ہیں۔

(۴) شرعی کونسل آف انڈیا: اس کے تحت جدید مسائل جن کا حل صراحت کے ساتھ قرآن واحادیث میں نہیں ہے وہ ملک و بیرون ملک کے فقہا یک جا ہوکر حل کرتے ہیں اب تک ۲۷/ جدید مسائل اس کے تحت فیصل ہو چکے ہیں۔یہ کونسل ہر سال ایک مرتبہ سیمینار کا انعقاد کرتی ہے۔آپ اس کے بھی ناظم اعلی ہیں۔

(۵) مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا: یہ حکومت اتر پردیش سے منظور شدہ عالیہ درجہ کا ادارہ ہے۔فی الحال اس میں تقریباً آٹھ سو طلبا زیر تعلیم ہیں۔اور تقریباً ۶۵/اسٹاف ہیں۔ہر سال یہاں سے بہت سے طلبا علمی تشنگی بجھا کر فارغ ہوتے ہیں۔یہ ادارہ عصریات و دینیات دونوں کی تعلیم دیتا ہے۔ادارے کا جامعہ ازہر، قاہرہ، مصر اور این۔آئی۔او۔ایس سے معادلہ ہے جس کی وجہ سے اسے غیر معمولی شہرت حاصل ہے۔مولانا اس ادارہ کے ناظم اعلی ہیں۔

(۶) امام احمد رضا ٹرسٹ: اس ٹرسٹ کے مولانا چیئرمین ہیں۔اس کے تحت

بے شمار قومی وملی مسائل کا حل ہوتا ہے۔اس کے منصوبہ جات میں بہت سے فلاحی کام شامل ہیں۔بعض منصوبے عملی جامہ پہن چکے ہیں اور بعض انتظار میں ہیں۔

حضرت عالمگیر سطح پر دورے بھی کرتے ہیں ہند و بیرون ہند میں بیشتر صوبہ جات اور ممالک کا دورہ کر چکے ہیں، زیارت حرمین شریفین سے بھی کئی مرتبہ مشرف ہو چکے ہیں۔مولانا قائدانہ صلاحیت کے مالک ہیں۔دینی و علمی مشغولیات میں مصروف رہتے ہیں۔مولیٰ تعالیٰ انہیں مزید خدمات کی توفیق بخشے۔

ارادت وسلوک:

حضور تاج الشریعہ کو بچپن ہی میں مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے بیعت کر لیا تھا آپ خود ہی لکھتے ہیں: ''میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ) سے داخل سلسلہ ہو گیا ہوں'' [۲۴] اور تقریباً ۲۰ رسال بعد مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے میلاد شریف کی محفل میں خلافت واجازت بھی عطا کر دی۔

مولانا شہاب الدین رضوی لکھتے ہیں:

''حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے مولانا ساجد علی خاں بریلوی مہتمم دار العلوم مظہر اسلام، بریلی کو حکم دیا کہ ۱۵ رجنوری ۱۹۶۲ء/ ۸ رشعبان ۱۳۸۱ھ کو صبح ۸ ربجے گھر پر محفل میلاد شریف کا انعقاد کیا جائے۔میلاد خواں حضرات علما و مشائخ اور طلبائے مدارس و فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کو دعوت شرکت دے دی جائے۔شدید سردی کے موسم میں کئی ہزار لوگوں نے میلاد شریف کی اس خصوصی تقریب میں شرکت کی۔محفل میلاد شریف کے آخر میں مفتی اعظم حضرت مصطفی رضا علیہ الرحمۃ تشریف لائے اور تاج الشریعہ علامہ

مفتی اختر رضا خاں ازہری کو بلوایا، اپنے قریب بٹھایا، دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر جمیع سلاسل عالیہ قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، چشتیہ، اور جمیع سلاسل احادیث مسلسل بالا ولیت کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ تمام اورادووظائف، اعمال واشغال، دلائل الخیرات، حزب البحر، تعویذات وغیرہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔'' [۲۵]

اس موقع پر مجاہد ملت حضرت علامہ حبیب الرحمن عباسی علیہ الرحمۃ رئیس اعظم اڑیسہ، برہان ملت مفتی برہان الحق جبل پوری، مولانا خلیل الرحمن محدث امروہوی، علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آبادی، مفتی نذیر الاکرم نعیمی مراد آبادی، مولانا محمد حسین سنبھلی، مولانا انوار احمد شاہجہانپوری، مولانا قاضی شمس الدین جعفری جونپوری، مولانا کمال احمد تلشی پوری، مولانا شعبان علی حبانی گونڈوی، صوفی عزیز احمد بریلوی وغیرہ جیسے جید علما و مشائخ موجود تھے۔ سبھی حضرات نے اٹھ اٹھ کر یکے بادیگرے تاج الشریعہ کو مبارکبادیاں دیں۔ [۲۶]

۱۵ر جنوری ۱۹۶۲ء کی بات ہے کہ اس مجلس میں مفتی اعظم ہند حضرت مصطفی رضا نوری علیہ الرحمۃ سے شمس العلماء قاضی شمس الدین احمد جعفری اور مولانا برہان الحق جبل پوری نے دریافت کیا کہ حضرت! آپ کا جانشین کون ہوگا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ: جانشین اپنے وقت پر ہی ہوگا جسے ہونا ہے'' اور حضرت تاج الشریعہ کے متعلق فرمایا کہ: ''اس (تاج الشریعہ) لڑکے سے بہت امیدیں وابستہ ہیں''۔ [۲۷]

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے اپنے آخری ایام میں اپنی جانشینی کے متعلق ایک تحریر خود لکھی جس میں حضرت تاج الشریعہ کو اپنا جانشین اور قائم

مقام نامزد کر دیا۔ اس تحریر کا عکس سیرت تاج الشریعہ صفحہ نمبر ۱۳۱ پر ہے جس میں خطبہ کے بعد سب سے پہلا جملہ یہ لکھا ہے:

''میں اختر میاں سلمہ کو اپنا قائم مقام کرتا ہوں''۔[۲۸]

حضور تاج الشریعہ اپنی زندگی کی کامیابی و کامرانی کے پیچھے سب کچھ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کا فیض اور ان کی نگاہ کرم کا صدقہ سمجھتے ہیں چنانچہ وہ خود کہتے ہیں:

''میں دار العلوم منظر اسلام، بریلی میں پڑھا اور پڑھایا، جامعہ ازہر میں بھی پڑھا، شروع سے ہی مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ اپنی درسی کتابوں کے علاوہ شروح وحواشی اور غیر متعلق کتابوں کا روزانہ کثرت سے مطالعہ کرتا، اور خاص خاص چیزوں کو ڈائری پر نوٹ کرلیا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ مجھے جو کچھ بھی ملا وہ حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی صحبت و استفادہ سے حاصل ہوا۔ ان کے ایک گھنٹہ کی صحبت، استفسارات اور استفادہ سالوں کی محنت و مشقت پر بھاری پڑتے تھے۔ میں آج ہر جگہ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کا علمی و روحانی فیضان پاتا ہوں۔ آج جو میری حیثیت ہے وہ انہیں کی صحبت کیمیا اثر کا صدقہ ہے۔''[۲۹]

۱۴ر ۱۵ر نومبر ۱۹۸۴ء کو مارہرہ مطہرہ میں عرس قاسمی کی تقریب میں احسن العلماء حضرت مفتی سید حسن میاں برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ نے حضور تاج الشریعہ کا استقبال ''قائم مقام مفتی اعظم علامہ ازہری زندہ باد'' کے نعرے سے کیا، اور مجمع کثیر میں علما و مشائخ اور فضلا و دانشوروں کی موجودگی میں ''جانشین مفتی اعظم'' کو یہ کہہ کر: ''فقیر آستانہ عالیہ قادریہ

برکاتیہ نوریہ کے سجادہ کی حیثیت سے قائم مقام مفتی اعظم علامہ اختر رضا خانصاحب کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کی تمام خلافت واجازت سے ماذون و مجاز کرتا ہے۔ پورا مجمع سن لے، تمام برکاتی بھائی سن لیں اور یہ علمائے کرام (جوعرس میں موجود ہیں) اس بات کے گواہ رہیں''۔ بعدہ احسن العلماء مولانا سید حسن میاں برکاتی علیہ الرحمۃ نے حضرت تاج الشریعہ کی دستار بندی کی اور نذر بھی پیش کی۔

سید العلما مولانا الشاہ سید آل مصطفی برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ نے جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی اور خلیفہ اعلی حضرت، حضرت مولانا برہان الحق رضوی جبل پوری علیہ الرحمہ نے بھی تمام سلاسل اورحدیث شریف کی اجازت سے نوازا۔

والد ماجد مفسر اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے فرزند ارجمند کو قبل فراغت ہی اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کا جانشین بنایا، اورایک تحریر بھی عنایت فرمائی۔

ریحان ملت مولانا محمد ریحان رضا بریلوی مہتمم منظر اسلام اپنی ادارت میں شائع ہونے والے ''ماہنامہ اعلی حضرت'' میں بعنوان ''کوائف دار العلوم'' میں تحریر فرماتے ہیں۔ (واضح ہو کہ یہ تحریر اس زمانے کی ہے جب مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا بریلوی قدس سرہ کی طبیعت بہت زیادہ علیل تھی، اور سارے لوگوں کو یہ امید تھی کہ اب مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا جیلانی بریلوی ظاہری دنیا سے رخصت ہوجائیں گے)۔

''بوجہ علالت یہ توقع نہیں کہ اب زیادہ زندگی ہو، بنابریں ضرورت تھی

کہ دوسرا قائم مقام ہو، لہذا اختر رضا سلمہ کو قائم مقام و جانشین اعلی حضرت بنا دیا گیا۔ جانشینی کا عمامہ باندھا گیا اور عبا پہنائی گئی۔ یہ دستار اور عبا اور طلبا کی دستار وعبا اہل بنارس کی طرف سے ہوئی‘‘۔[۳۰]

لہٰذا معلوم ہوا کہ مندرجہ ذیل مشائخ کرام روحانی مربی ہیں۔

(۱) حضرت مولانا مفتی محمد مصطفی رضا خاں علیہ الرحمۃ۔ بریلی، ملقب بہ، مفتی اعظم ہند۔

(۲) حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمۃ، ملقب بہ، مفسر اعظم ہند۔

(۳) حضرت مولانا برہان الحق رضوی علیہ الرحمۃ، جبل پور، ملقب بہ، برہان ملت۔

(۴) حضرت مولانا سید آل مصطفی برکاتی علیہ الرحمۃ۔ مارہرہ، ملقب بہ، سید العلما۔

(۵) حضرت مولانا سید حسن حیدر برکاتی علیہ الرحمۃ۔ مارہرہ، ملقب بہ، احسن العلما۔

حضرت کے مریدین و متوسلین تقریباً تمام برّ اعظم میں پائے جاتے ہیں، سلسلہ قادریہ کا فروغ جتنا اس دور میں حضرت سے ہوا وہ کسی اور شیخ سے نہیں ہوا۔ مولانا کے مریدین کروڑوں کی تعداد میں ہیں جن ممالک میں آپ کے مریدین کی کثرت ہے مندرجہ ذیل ہیں۔

ہندوستان، پاکستان، نیپال، لندن، تنزانیہ، آسٹریلیا، مدینہ منورہ، مکہ معظّمہ، بنگلہ دیش، موریشش، سری لنکا، برطانیہ، ہالینڈ، جنوبی افریقہ، امریکہ، عراق، ایران، ترکی، ملاوی، جرمنی، متحدہ عرب عمارات کویت، لبنان، مصر، شام، کناڈا، طرابلس، تبران، لیبیا وغیرہ۔ مریدین میں بڑے بڑے علما مشائخ وصلحا شعرا اور ادبا، مفکرین و قائدین، مصنفین، ریسرچ اسکالر، پروفیسر، ڈاکٹر اور محققین ہیں جو آپ کی غلامی پر فخر کرتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کے خلفاء کی تعداد بھی حیطۂ تحریر میں لانا ایک بڑا کام ہے۔سینکڑوں کی تعداد میں مختلف ممالک میں دین متین کی نشر واشاعت میں مصروف ہیں۔ چند خلفاء کے اسماء حیات تاج الشریعہ مصنفہ مولانا شہاب الدین رضوی اور تجلیات تاج الشریعہ مرتبہ مولانا شاہد القادری میں دیکھا جاسکتا ہے۔[۳۱]

یکم جمادی الاخری ۱۴۳۴ھ ۱۱/اپریل ۱۴۱۳ءشب جمعہ ۱۰/بج کر ۳۸/منٹ پر حضرت کے کاشانہ پر ڈاکٹر محمد ارشاد احمد رضوی ساحل شہسرامی کے اصرار پر ایک خصوصی درس کا اہتمام ہوا۔جس میں حضور تاج الشریعہ نے حدیث مسلسل بالاولیت کی تعلیم دی اور عملی طور پر اس کی اجازت بھی عطا فرمائی۔اس میں مندرجہ ذیل حضرات تھے۔

(۱) شہزادۂ تاج الشریعہ مولانا محمد عسجد رضا خاں صاحب۔

(۲) ڈاکٹر مفتی محمد ارشاد احمد رضوی، ساحل شہسرامی صاحب۔

(۳) حضرت مفتی محمد مطیع الرحمن نظامی استاذ جامعۃ الرضا۔

(۴) حافظ محمد اسلم رضوی، کراچی۔

(۵) حضرت مفتی مظفر حسین، فتح پور گیا۔

(۶) حضرت مولانا تبارک حسین، گیا۔

(۷) راقم السطور محمد یونس رضا۔

اس کے بعد راقم السطور کی گزارش پر وہ تمام اجازتیں جو حضرت کو مشائخ سے ملی ہیں اور جملہ سلاسل بالخصوص سلسلہ معمریہ منوریہ اور مصافحے نیز النورو

البہاء میں جو درج ہیں مندرجہ ذیل حضرات کو عطا فرمائیں۔

(۱) شہزادۂ تاج الشریعہ مولانا محمد عسجد رضا صاحب۔

(۲) ڈاکٹر ارشاد احمد رضوی ساحل شہسرامی صاحب۔

(۳) مفتی مطیع الرحمن نظامی صاحب۔

(۴) مولانا عاشق حسین کشمیری صاحب۔

(۵) راقم السطور محمد یونس رضا۔

زیارت حرمین شریفین:

ہر مومن بالخصوص عاشق صادق کی تمنا ہوتی ہے کہ حرمین شریفین کی زیارت سے خود کو مشرف کرے اللہ تعالی نے حضور تاج الشریعہ کو اس شرف سے بھی خوب نوازا ہے۔ آپ نے چھ حج کیے ہیں۔ پہلا حج ۱۴۰۳ھ مطابق ۸؍ستمبر ۱۹۸۳ء دوسرا حج ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۶ء تیسرا حج ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۷ء چوتھا حج ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء پانچواں حج ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰۰۹ء چھٹا حج ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء میں کیا۔ اس کے علاوہ انگنت بار آپ نے عمرہ کیا اور مدینہ منورہ کی حاضری دی۔ کبھی کبھی سال میں دو چار بار مدینہ منورہ حاضر ہو جاتے ہیں۔ علامہ کے اندر ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسی لیڈر، حکومت کے رعب و دبدبہ سے نہیں ڈرتے۔ مسائل حقہ کا اظہار برملا کر دیتے ہیں۔ انجام کی پرواہ نہیں کرتے۔ دوسرے حج کے موقع پر مولانا کو بعض مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے۔ حضور تاج الشریعہ اپنی اہلیہ کے ساتھ حج و زیارت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ عرفات سے واپس لوٹنے کے

بعد سعودی حکومت نے رات کے وقت مکہ معظّمہ میں آپ کو قیام گاہ سے گرفتار کرلیا۔ بلا وجہ گیارہ دن جیل میں رکھ کر بغیر مدینہ شریف کی زیارت کرائے ہندوستان بھیج دیا۔

ممبئی ۱۳؍ستمبر ۱۹۸۶ء؍۱۴۰۷ھ میں ابراہیم مرچنٹ روڈ مینارہ مسجد کے قریب رضا اکیڈمی ممبئی کے زیر اہتمام حضور تاج الشریعہ کے مکہ مکرمہ میں بے جا گرفتاری پر سعودی حکومت کے خلاف ایک شاندار اجلاس منعقد ہوا۔ اس کی صدارت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ رضوی امجدی نے فرمائی۔ ممبئی کے علاوہ ائمہ مساجد کے علاوہ باہر سے آئے ہوئے اکابر علماء نے شرکت فرمائی۔ مجمع تقریباً پچاس ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ مجمع جوش احتجاج میں سعودی حکومت کے خلاف نعرے بلند کرتا رہا۔ اخیر میں حضور تاج الشریعہ نے سعودی حکومت میں اپنی گرفتاری اور زیارت مدینہ منورہ کے بغیر واپس کیے جانے سے متعلق اپنا یہ مختصر سا بیان دیا۔

''۳۱؍اگست ۱۹۸۶ء شب میں تین بجے اچانک سعودی حکومت کے سی آئی ڈی پولیس کے لوگ میری قیام گاہ پر آئے اور مجھے بیدار کرکے پاسپورٹ طلب کیا۔ پھر میرے سامان کی تلاشی کا مطالبہ کیا۔ میرے ساتھ میری پردہ نشین بیوی تھیں۔ میں نے انہیں باتھ روم میں بھیج دیا۔ پھر سی۔آئی۔ڈی نے باتھ روم کو باہر سے مقفل کر دیا، اور وہ لوگ سپاہیوں کے ساتھ میرے کمرے میں داخل ہوئے۔ مجھے ریوالور کے نشانے پر حرکت نہ کرنے کی وارننگ دی۔ میرے سامان کی تلاشی لی۔ میرے پاس حضرت مولانا سید علوی مالکی

رضوی مدظلہ کی دی ہوئی چند کتابیں اور کچھ کتابیں اعلیٰ حضرت کی اور دلائل الخیرات تھی، ان تمام کتابوں کو اپنے قبضہ میں لیا۔ مجھ سے ٹیلیفون کی ڈائری مانگی۔ جو میرے پاس نہ تھی۔ میرا، میری بیوی کا اور میرے ساتھیوں کے پاسپورٹ ٹکٹ اور وہ کتابیں ہمراہ لے کر مجھے سی۔آئی۔ڈی آفس لائے اور یکے بعد دیگرے میرے رفقاء محبوب اور یعقوب کو بھی اٹھا لائے۔

مجھ سے رات میں رسمی گفتگو کے بعد پہلا سوال یہ کیا کہ آپ نے جمعہ کہاں پڑھا؟ میں نے کہا میں مسافر ہوں میرے اوپر جمعہ فرض نہیں۔ لہٰذا میں نے اپنے گھر میں ظہر پڑھی۔ مجھ سے پوچھا تم حرم میں نماز نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا میں حرم سے دور رہتا ہوں، حرم میں طواف کے لیے جاتا ہوں۔ اسی لیے میں حرم میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ مجھ سے کہا آپ کیوں اپنے محلہ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا کہ بہت سے لوگ ہیں جنہیں میں دیکھتا ہوں کہ وہ محلہ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے اور بہت سے لوگوں کے متعلق مجھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے تو مجھ سے ہی کیوں باز پرس کرتے ہیں؟ مجھ سے پھر بھی اصرار کیا گیا تو میں نے کہا کہ میرے مذہب میں اور آپ لوگوں کے مذہب میں اختلاف ہے، آپ حنبلی کہلاتے ہیں اور میں حنفی ہوں۔ اور حنفی مقتدی کی رعایت غیر حنفی امام اگر نہ کرے تو حنفی کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ اس وجہ سے میں نماز علیحدہ پڑھتا ہوں۔ مجھ سے حضرت علامہ سید علوی مالکی مدظلہ کی کتابوں کے متعلق پوچھا کہ یہ تمہیں کیسے ملیں؟ میں نے کہا مجھے یہ کتابیں انہوں نے چند روز پہلے دی ہیں،

جب میں ان سے ملنے گیا تھا۔ مجھ سے سوال کیا کہ یہ پہلی ملاقات تھی۔ میں نے کہا ہاں! یہ پہلی ملاقات تھی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی چند کتابیں دیکھ کر جو نعت اور مسائل حج کے متعلق تھیں پوچھا ان سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا وہ میرے دادا تھے۔ اس مختصر سی انکوائری کے بعد مجھے رات گزر جانے کے بعد فجر کے وقت جیل بھیج دیا گیا۔ دس بجے پھر سی-آئی-ڈی سے گفتگو ہوئی، اس نے مجھ سے پوچھا کہ ہندوستان میں کتنے فرقے ہیں، میں نے شیعہ، قادیانی وغیرہ چند فرقے گنائے اور میں نے واضح کیا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے قادیانیوں کا رد کیا ہے، اور اس کے رد میں چھ رسالے جزاء اللہ عدوہ، قہر الدیان، السوء العقاب وغیرہ لکھے ہیں۔ ہم پر کچھ لوگ یہ تہمت لگاتے ہیں اور آپ کو یہ بتایا ہے کہ ہم اور قادیانی ایک ہیں، یہ غلط ہے۔ اور وہی لوگ ہمیں ''بریلوی'' کہتے ہیں۔ جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ ''بریلوی'' کسی نئے مذہب کا نام ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہم ''اہل سنت و جماعت'' ہیں۔

سی-آئی-ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے کسی نئے مذہب کی بنیاد نہیں ڈالی بلکہ ان کا مذہب وہی تھا جو سرکار محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور صحابہ وتابعین کا اور ہر زمانے کے صالحین کا مذہب ہے۔ اور یہ کہ ہم اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت کہلوانا ہی پسند کرتے ہیں۔ اور ہمیں اس مقصد سے ''بریلوی'' کہنا کہ ہم کسی نئے مذہب کے پیرو ہیں، ہم پر بہتان ہے۔ سی-آئی-ڈی کے پوچھنے پر میں نے ''وہابی''

اور ''سنی'' کا فرق مختصر طور پر واضح کیا۔ میں نے کہا کہ وہابی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب، اور ان کی شفاعت، اور ان سے توسل، اور استمداد اور انہیں پکارنے کے منکر ہیں۔ اور ان امور کو شرک بتاتے ہیں۔ جب کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل جائز ہے، اور انہیں پکارنا بھی، اور یہ کہ وہ سنتے بھی ہیں، اور اللہ کے بتائے سے غیب کو جانتے بھی ہیں، اور اللہ نے ان کو شفاعت کا منصب عطا فرمایا، اور علم غیب پر سی-آئی-ڈی کے پوچھنے پر آیات قرآن سے میں نے دلیلیں قائم کیں اور یہ ثابت کیا کہ نبوت اطلاع علی الغیب ہی کا نام ہے، اور نبی وہی ہے جو اللہ کے بتانے سے علم غیب کی خبر دے۔ اور یہ کہ نبی کے واسطے سے ہر مومن غیب جانتا ہے جیسا کہ قرآن مقدس میں منصوص ہے۔ سی-آئی-ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد وصال بھی غیب کی خبر ہے۔ اس لئے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت باقی ہے اور نبوت غیب جاننے ہی کو کہتے ہیں۔ پھر یہ کہ آیتوں میں ایسی قید نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ بعد وصال سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب نہیں جانتے ہیں۔ ایک اور نشست میں سی-آئی-ڈی کے مطالبہ پر میں نے توسل کی دلیل میں وابتغوا الیہ الوسیلۃ آیت پڑھی اور یہ بتایا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل منجملہ اعمال صالحہ ہے، اور یہ کہ کسی عمل کا صالح ہونا اور وسیلہ ہونا اس شرط پر موقوف ہے کہ وہ مقبول ہو، اور سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا شبہ مقبول بارگاہ الوہیت ہیں بلکہ سید المقبولین ہیں، تو ان سے توسل بدرجہ اولیٰ جائز ہے اور توسل شرک نہیں۔

سی-آئی-ڈی کے کہنے پر میں نے مزید کہا کہ کسی سے اس طور پر مدد

مانگنا کہ اللہ کے سوا اس کو مستقل اور فاعل سمجھے شرک ہے اور ہم اس طور پر کسی سے مدد مانگنے کے قائل نہیں ہیں۔ ہاں اللہ کی مدد کا وسیلہ جان کر کسی مقبول بارگاہ سے مدد مانگنا ہرگز شرک نہیں ہے۔ سی-آئی-ڈی کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ہم میں اور وہابیوں میں یہ فرق ہے کہ وہ ہمیں توسل وغیرہ امور کی بنا پر کافر ومشرک بتاتے ہیں لیکن ہم ان کو محض اس بنا پر کافر ومشرک نہیں کہتے (یعنی اس کے وجوہات اور ہیں)

دوسرے دن میرے ان بیانات کی روشنی میں سی-آئی-ڈی نے میرے لئے ایک اقرار نامہ اس نے خود لکھ کر مجھے سنایا جو یوں تھا ''میں فلاں بن فلاں بریلوی مذہب کا مطیع ہوں'' میں نے اعتراض کیا کہ میں بارہا یہ کہہ چکا ہوں کہ بریلوی کوئی مذہب نہیں ہے اور اگر کوئی نیا مذہب بنام بریلوی ہے تو میں اس سے بری ہوں۔ آگے اقرار نامہ میں اس نے یوں لکھا کہ اعلی حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا پیرو ہوں اور بریلویوں میں سے ایک ہوں، اور ہمارا عقیدہ ہے کہ سرکار سے توسل، استغاثہ اور ان کو پکارنا جائز ہے۔ اور سرکار ﷺ غیب جانتے ہیں، اور وہابی ان امور کو شرک بتاتے ہیں اور یہ کہ میں ان کے پیچھے اس وجہ سے نماز نہیں پڑھتا ہوں کہ ہم سنیوں کو مشرک بتاتے ہیں۔ اقرار نامہ کے آخر میں میرے مطالبے پر اس نے یہ اضافہ کیا کہ ''بریلویت'' کوئی نیا مذہب نہیں ہے، اور ہم لوگ اپنے آپ کو ''اہل سنت وجماعت'' کہلوانا ہی پسند کرتے ہیں۔ پھر مختلف نشستوں میں بار بار وہی سوالات دہرائے، بعد میں مجھ سے میرے سفر لندن کے بارے میں پوچھا

اور کہا کہ کیا وہاں آپ نے کسی کانفرنس میں شرکت کی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ کانفرنس حکومت کے پیمانے اور سیاسی سطح پر ہوتی ہے، ہم لوگ نہ سیاسی ہیں نہ کسی حکومت سے ہمارا رابطہ ہے۔

سی-آئی-ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ لندن کے اس اجلاس میں جس میں شریک تھا، بنام بریلویت مسائل پر مباحثہ نہ ہوا، بلکہ اتحاد اسلام اور تنظیم المسلمین پر تقاریر ہوئیں، اور اس جلسہ کا خرچ وہاں کے سنی مسلمانوں نے اٹھایا، اور اس میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کے پیرو اہلسنت وجماعت کو ''رابطہ عالم اسلامی'' میں نمائندگی دی جائے۔ جس طرح ''ندویوں'' وغیرہ کو رابطہ میں نمائندگی حاصل ہے۔

سی-آئی-ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ یہ تجویز باتفاق رائے پاس ہوگئی تھی۔ تیسری نشست میں جب دونشستوں کی تفتیش ختم ہو چکی اور میرا اقرارنامہ خود تیار کر چکے، تو مجھ سے ایک بڑے سی-آئی-ڈی آفیسر نے کہا کہ میں آپ کا آپ کے علم، عمر اور شخصیت کی وجہ سے احترام کرتا ہوں، اور آپ سے مخصوص اوقات میں دعاؤں کا طالب ہوں۔ گرفتاری کا سبب میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ آپ کا کیس معمولی ہے، ورنہ اس وقت جب سپاہی ہتھکڑی ڈال کر آپ کو لایا تھا، میں آپ کی ہتھکڑی نہ کھلواتا۔

مختصر یہ کہ مسلسل سوالات کے باوجود میرا جرم میرے بار بار پوچھنے کے بعد بھی مجھے نہ بتایا، بلکہ یہی کہتے رہے کہ میرا معاملہ اہمیت نہیں رکھتا لیکن اس کے باوجود میری رہائی میں تاخیر کی اور بغیر اظہار جرم مجھے مدینہ منورہ کی حاضری سے

موقوف رکھا۔ اور گیارہ دنوں کے بعد جب مجھے جدہ روانہ کیا گیا تو میرے ہاتھوں میں جدہ ایئرپورٹ تک ہتھکڑی پہنائے رکھی، اور راستہ میں نماز ظہر کے لئے موقع بھی نہ دیا گیا اس وجہ سے میری نماز ظہر بھی قضا ہوگئی"۔ [۳۲]

بین الاقوامی احتجاجی مظاہرہ:

ستمبر ۱۹۸۶ء/ ۱۴۰۷ھ میں دوران حج حضور تاج الشریعہ کو حکومت سعودی عرب نے مکہ مکرمہ میں بلا جرم صرف غلبہ نجدیت کی خاطر گرفتار کر کے گیارہ دن تک قیدو بند میں رکھا۔ اور مزید ستم یہ کہ انہیں دیار حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری سے بھی محروم کر دیا۔ لیکن حضرت اپنے موقف اور مسلک پر قائم رہے اور ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔

آپ کی گرفتاری سے عالم اسلام میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی تھی، اور نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند بیشتر اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں سواد اعظم اہل سنت کے احتجاجات کا لمبا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اخبارات ورسائل نے بھی جانشین مفتی اعظم کی اس بیجا گرفتاری کی مذمت کی۔ ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ، رضا اکیڈمی ممبئی، سنی جمعیۃ العلما، جمعیۃ علماے اسلام پاکستان اور چھوٹی بڑی انجمنوں وجماعتوں نے زبردست احتجاجی مظاہرے پورے برصغیر میں کیے۔ اور حکومت سعودیہ سے معافی کا مطالبہ کیا۔

شاہ فہد، شہزادہ عبداللہ اور ترکی بن عبدالعزیز سے ملاقات:

حضرت کی گرفتاری کے رد عمل وقائدین ملت نے لندن میں سعودی حکومت کے بادشاہ شاہ فہد، شہزادہ عبداللہ (موجودہ بادشاہ) اور ترکی بن عبد

العزیز وزیر مملکت سے طویل ملاقاتیں کیں، جن میں علامہ ارشد القادری، مولانا عبدالستار خاں نیازی، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا سید غلام السیدین، مولانا شاہد رضا نعیمی، شاہ محمد جیلانی صدیقی، مولانا یونس کاشمیری، مولانا عبدالوہاب صدیقی اور شاہ فرید الحق اور دیگر علماء اہل سنت نے حکمران سعودیہ کو پرزور انداز میں گرفتاری پر احتجاج درج کرایا، اور حرمین شریفین میں ہر مسلک کے لوگوں کو اپنے عقیدہ کے مطابق نماز پڑھنے اور دیگر ارکان کرنے دینے کا مطالبہ کیا، جس پر ان سربراہان مملکت نے فوراً منظور کرلیا اور امت مسلمہ کیلئے سعودی حکومت نے ایک اعلانیہ جاری کیا کہ۔

حرمین شریفین میں ہر مسلک اور مذہب کے لوگ اب آزادانہ طریقوں سے عبادت کریں گے۔ کنز الایمان پر پابندی میرے حکم سے نہیں لگائی گئی ہے، مجھے اس کا علم بھی نہیں ہے اب میلاد کی محافل آزادانہ طریقے پر ہوں گی، کسی پر مسلط نہیں کیا جائیگا، سنی حجاج کرام کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔[۳۳]

بالآخر قربانی رنگ لائی اہل سنت کے احتجاجات نے حکومت سعودیہ کو یہ سوچنے پر مجبور کردیا اور لندن میں سعودی فرمانروا شاہ فہد کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ حرمین شریفین میں ہر مسلک کے لوگوں کو ان کے طریقوں پر عبادات کرنے کی آزادی ہوگی، ارکان ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ نے لندن میں شاہ فہد اور ان کے بھائی پرنس ترکی ابن عبد العزیز شہزادہ عبد اللہ (موجودہ بادشاہ حکومت سعودیہ) سے ملاقات کر کے اختلافی مسائل پر مذاکرہ کے سلسلہ میں

گفتگو کی۔علامہ ارشد القادری نے سعودی سفیر کو بزبان عربی ایک میمورنڈم بھی دیا۔

۲۱؍مئی ۱۹۸۷ء/۱۴۰۷ھ کو سعودی سفارت خانہ دہلی سے حضرت کے دولت کدہ پر ایک فون آیا اور خود سفیر سعودیہ برائے ہندوستان مسٹر فواد صادق مفتی نے آپ کو یہ خبر دی کہ حکومت سعودیہ عرب نے آپ کو زیارت مدینہ منورہ اور عمرہ کے لئے ایک ماہ کا خصوصی ویزا دیا۔اور ہم آپ سے گزشتہ معاملات میں معذرت خواہ ہیں۔

حضرت ۲۴؍مئی ۱۹۸۷ء/۱۴۰۷ھ کو سعودی فلائیٹ سے وایا جدہ مدینہ منورہ پہنچے۔سعودی سفارت خانہ نے آپ کی آمد کی اطلاع جدہ اور مدینہ ہوائی اڈوں پر دیدی تھی۔سعودی سفیر مسٹر فواد صادق نے اس معاملہ میں کافی دلچسپی لی۔مولانا ازہری عمرہ اور مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوکر سعودی میں سولہ روز قیام کے بعد وطن واپس آئے۔دہلی ہوائی اڈہ اور بریلی جنکشن پر ہزاروں عقیدتمندوں اور مریدین نے پر جوش استقبال اور خیر مقدم کیا۔[۳۴]

علمی وروحانی عہدے:

حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ اور حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال فرمانے کے بعد، جانشین اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند قاضی القضاۃ فی الھند ،عرب وعجم میں اسی حیثیت سے آپ کا تعارف ہے، علمی وروحانی دونوں کمالات کے اعتبار سے دانشوران اسلام نے آپ کو ”تاج

الشریعہ'' اور'' تاج الاسلام'' سے یاد کیا تاج الشریعہ آپ کا ایسا لقب ہے جو فی زمانا علم کی حیثیت رکھتا ہے، علما اہل سنت اور مفکرین اسلام مندرجہ ذیل القاب سے بھی یاد کرتے ہیں، مرجع العلماء والفضلاء، جامع العلوم والفنون، وارث علوم اعلیٰ حضرت، شیخ المحدثین، سراج المفسرین، استاذ الفقہاء، سلطان الفقہاء، فقیہ اعظم ، فقیہ عصر، فخر اہل سنن، سند المفتیین، بدر طریقت، جامع شریعت وطریقت، عارف حقیقت ومعرفت، امیر الہند، شیخ الکل، مرشد کامل، آبروئے اہل سنت وغیرہ وغیرہ۔[۳۵]

حضور تاج الشریعہ کے معمولات:

حضرت اوقات کے بہت پابند ہیں جب بریلی میں ہوتے ہیں تو مندرجہ ذیل مصروفیات کے ساتھ ایام گذارتے ہیں:

ہفتہ: بعد نماز فجر تلاوت، وظائف، ناشتہ سے فراغت کے بعد کتابیں سنتے ہیں یا فتاویٰ تحریر کرواتے ہیں یا فتاویٰ سن کر تصدیق فرماتے ہیں۔ دوپہر ا ربجے تک ڈرائنگ روم میں تشریف رکھتے ہیں، تخصص فی الفقہ کے طلبہ کو ۱۱ر یا ۱۲ ربجے کے بعد درس دیتے ہیں۔ کھانا تناول فرما کر قیلولہ کرتے ہیں، بعد نماز ظہر پھر کتابیں سنتے یا کتابیں لکھواتے ہیں، بعد نماز عصر دلائل الخیرات شریف پڑھتے ہیں، بعد نماز مغرب وظائف سے فارغ ہو کر پھر کتابیں سننا یا کتابیں لکھوانا پھر بعد نماز عشاء کھانا تناول فرماتے ہیں بعدہٗ تھوڑی دیر ٹہلتے ہیں پھر کتابیں سنتے ہیں یا لکھواتے ہیں ۱۱، ۱۲ربجے رات تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اسی دوران ملاقاتی ملاقات بھی کرتے ہیں، مرید

ہونے والے داخل سلسلہ ہوتے ہیں پھر حضرت فجر کی نماز ادا فرمانے کے بعد معمولات حسب سطور بالا انجام دیتے ہیں۔

اتوار: اس دن بعد نماز عشاء انٹرنیٹ پر آن لائن سوالات کے جوابات دیتے ہیں، انگلش سوال کا انگلش میں، عربی کا عربی میں، اردو کا اردو میں جواب ہوتا ہے۔ بقیہ معمولات حسب یوم ہفتہ۔

پیر: یہ دن حسب یوم ہفتہ گذرتا ہے۔

منگل: یہ دن بھی حسب یوم ہفتہ گذرتا ہے۔

بدھ: یہ دن بھی حسب یوم ہفتہ گذرتا ہے:

جمعرات: دوپہر میں دورۂ حدیث کے طلبہ کو بخاری شریف کا درس دیتے ہیں، بعد نماز مغرب ازہری گیسٹ ہاؤس کے ہال میں عوام اہل سنت کے سوالات کا جوابات دیتے ہیں، قرب و جوار کے علاوہ دور و دراز سے لوگ حضرت کی ''محفل سوال و جواب'' میں حاضر ہوتے ہیں۔ بقیہ معمولات حسب یوم ہفتہ۔

جمعہ: اس دن دیر سے ڈرائنگ روم میں تشریف لاتے ہیں، تقریباً ۱۰ر یا ۱۱ر بجے آجاتے ہیں، ملاقاتیوں سے ملاقات کے بعد تحریری کام کرواتے ہیں۔ ۱ر بجے گھر کے اندر تشریف لے جاتے ہیں پھر جمعہ کے وقت تیار ہوکر باہر آتے ہیں خطبہ دیتے ہیں اور نماز پڑھاتے ہیں، بعد نمازِ مغرب شہر کی کسی مسجد میں جب سوال و جواب کا پروگرام رکھا جاتا ہے وہاں تشریف لے جاتے ہیں پھر تشریف لانے کے بعد بقیہ معمولات حسب سابق۔

اس کے علاوہ کسی وقت نماز جنازہ کے لئے یا تعزیت وعیادت کے لئے یا قرب وجوار کے پروگرام میں بھی تشریف لے جاتے ہیں۔ سفر وحضر میں حتیٰ المقدور حضور تاج الشریعہ معمولات میں فرق نہیں آنے دیتے۔ وہ وقت جو اسٹیج یا ملاقات میں صرف ہوتا ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ سطور بالا میں جو مذکور ہوا اسی طور پر حضرت کے معمولات بیماری سے پیشتر تھے۔ فی الحال جب بریلی میں ہوتے ہیں تو دن میں دس بجے تا ڈیڑھ بجے دن اور بعد مغرب تا عشا زائرین سے ملاقات فرماتے ہیں اور تصنیف وتالیف کا کام کرتے ہیں۔

عقیدت اولیائے کرام:

اللہ والے محبوب الٰہی سے بڑی عقیدت ومحبت رکھتے ہیں، ان کا ادب کرتے ہیں، ان کی بارگاہ میں حاضریاں دیتے ہیں، ان کے وسیلے سے دعائیں مانگتے ہیں، ان کی روش کو اپناتے ہیں، ان کا زمانے بھر میں خطبہ پڑھتے ہیں، ان کے در سے وابستگی دین ودنیا کے لئے کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں، غرض ایک اللہ والے کو اللہ والے سے بڑی انسیت ہوتی ہے، عقیدت و محبت رہتی ہے۔ حضرت تاج الشریعہ ولی ابن ولی ابن ولی ہیں کہ انہیں دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے لہٰذا ان کے اندر اولیاء اللہ کی عقیدت ومحبت کا ہونا فطری بات ہے، چنانچہ آپ نے متعدد اولیائے کرام، مشائخ عظام، علمائے ذوی الاحترام کے مزارات پر حاضری دی ہے۔ بریلی شریف میں، سٹی قبرستان میں آرام فرما خانوادہ رضویہ کے افراد بالخصوص امام العلماء مولانا رضا علی، رئیس المتکلمین علامہ نقی علی، استاذ زمن علامہ حسن، درگاہ اعلیٰ حضرت،

درگاہ شاہ دانا ولی، درگاہ علامہ تحسین رضا خاں علیہم الرحمہ میں جب بھی موقع ملتا ہے حاضری دیا کرتے ہیں۔

بدایوں میں چھوٹے سرکار، بڑے سرکار، حضرت نظام الدین اولیاء کے والد ماجد، مارہرہ مطہرہ میں بزرگان مارہرہ، بلگرام شریف کے بزرگان دین، سادات کرام کالپی شریف، صدر الشریعہ، حافظ ملت علیہم الرحمہ بالخصوص خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، محدث دہلوی محقق عبد الحق، حضرت نظام الدین اولیاء، بزرگان دہلی، بزرگان ممبئی، بزرگان احمد آباد، سیدنا رزق اللہ شاہ داتا، کوڑی نار، اجمیر معلیٰ میں سرکار سلطان الہند غریب نواز علیہم الرحمہ کی بارگاہوں میں حاضری دیا کرتے ہیں۔آپ نے بزرگان پاکستان، بزرگان مصر، دمشق، جارڈن، اردن، عراق، بالخصوص سرکار غوث پاک، امام اعظم، کربلا شریف کے علاوہ مکہ معظّمہ مدینہ منورہ کے بزرگوں کی بارگاہ میں حاضری دی ہے۔

حضرت تاج الشریعہ کی حق گوئی و بے باکی:

حضرت ایک مضبوط دل، خوف خدا سے سرشار نفس رکھتے ہیں، بزرگوں اور اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے حضرت کو جن گونا گوں صفات سے متصف کیا ہے ان صفات میں ایک حق گوئی اور بے باکی بھی ہے۔آپ نے کبھی صداقت وحقانیت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ چاہے کتنے ہی مصلحت کے تقاضے کیوں نہ ہوں۔ چاہے کتنے ہی قید و بند، مصائب وآلام اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہننا پڑیں۔کبھی کسی کو خوش کرنے کے لئے اس کی منشا کے مطابق فتویٰ نہیں تحریر کیا۔ جب کبھی فتویٰ تحریر کیا تو

اپنے اسلاف، اپنے آباء واجداد کے قدم بقدم تحریر کیا۔ جس طرح جد امجد امام اہل سنت سیدی سرکار اعلی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے بے خوف وخطر فتاوے تحریر فرمائے اسی طرح اپنے آباء و اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت نظر آتے ہیں۔ اس حق گوئی کے شواہد آج آپ کے ہزاروں فتاویٰ اور واقعات ہیں جو ملک اور بیرون ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

نسبندی کے خلاف فتویٰ:

اندرا گاندھی سابق وزیر اعظم ہند کا مزاج آمرانہ تھا، ان کے دور اقتدار میں عوام پر ظلم وجبر کیا گیا، کانگریس پارٹی کی ساری قوت کا نقطہ ارتکاز صرف اور صرف اندرا گاندھی کی ذات تھی۔ اس نے یہ سب بلاشرکت غیر اقتدار پر اپنی گرفت قائم رکھنے کے لئے ہی کیا تھا۔ وہ سیاسی مخالفین کو بے دردی سے کچل دینے کے لئے سخت سے سخت اقدام کرنے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتی تھی۔ اندرا گاندھی کے ساتھ اس کے بیٹے سنجے گاندھی کا تانا شاہی نظریہ پس پشت کام کر رہا تھا۔ ١٩٧٥ء میں پورے ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا، تمام شہریوں کے بنیادی حقوق سلب کر لئے گئے، رقیبوں کو قیدِ سلاسل میں جکڑ کر نذرِ زنداں کر دیا گیا، ''میسا'' جیسے جابر قانون کو نافذ العمل کر دیا گیا۔ ان تمام حالات کے ساتھ ہی دو سے زیادہ بچہ پیدا کرنے پر سختی سے پابندی عائد کر دی گئی اور ان لوگوں پر نسبندی کرنا ضروری قرار دیا۔ پولیس عوام کو جبراً پکڑ پکڑ کر نسبندی کرا رہی تھی، اسی اثناء میں نسبندی کے جواز

یا عدم جواز پر شرعی نقطۂ نظر جاننے اور عمل کرنے کے لئے دارالافتاء بریلی سے عوام نے رجوع کرنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف دیوبند کے دارالافتاء سے قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے نسبندی کے جائز ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ ملک کی ہیجانی کیفیت اور امت مسلمہ میں انتشار کو دیکھتے ہوئے جابر و ظالم حکمراں کے خلاف تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے حکم پر حضرت نے نسبندی کے حرام و ناجائز ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔ اس فتویٰ پر حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے علاوہ حضرت مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی علیہ الرحمۃ، مولانا مفتی ریاض احمد سیوانی قدس سرہ کے دستخط ہیں۔

فتویٰ کی اشاعت کے بعد حکومت نے اس بات کے لئے دباؤ ڈالا کہ یہ فتویٰ واپس لے لیا جائے مگر حضرت نے فتویٰ سے رجوع کرنے سے انکار کر دیا اور نمائندگانِ حکومت سے صاف صاف کہہ دیا گیا کہ فتویٰ قرآن وحدیث کی روشنی میں لکھا گیا ہے کسی بھی صورت میں واپس نہیں لیا جا سکتا۔

امت مسلمہ کی فکرمندی:

حضرت جہاں امت مسلمہ ! کی مذہبی رہنمائی کر رہے ہیں، وہیں قومی و ملی مسائل میں بھی رہنمائی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ عالم اسلام کو درپیش مسائل کے حل اور علماء اہل سنت کے عندیہ کے اظہار اور بین الاقوامی طاقتوں پر دباؤ بنانے کے لئے آپ نے عرس رضوی کے حسین موقع پر ۲۲ رجولائی ۱۹۹۵ء میں مرکزی دارالافتاء سوداگران میں قائدین ملت، علماء، مشائخ اور ائمہ مساجد کا اجلاس بلایا، جس میں ملک و بیرون ملک میں امت

مسلمہ کے مختلف پیچیدہ مسائل پر بحث ومباحثہ کے بعد قرارداد پاس کی گئی۔ ان قراردادوں میں یکساں سول کوڈ کے نفاذ کی مخالفت، تنظیم ائمہ مساجد کے ذریعہ اوقاف پر غاصبانہ قبضہ، علوم دینی اور دنیاوی کی طرف مسلمانوں کی خصوصی توجہ مرکوز کرنے، آپسی انتشار واختلاف کو میدان جنگ وجدال کے بجائے اپنے قائدین کی بارگاہ میں طلبی، چیچینیا اور فلسطینی مسلمانوں کی حمایت، ٹاڈا کے تحت گرفتار مسلمانوں کی آزادی وغیرہ وغیرہ امور پر حکومت ہند سے مطالبات کئے گئے۔

اس مشترکہ اخباری اعلانیہ پر حضرت کے علاوہ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، مولانا عبد المبین نعمانی، مولانا عبد المصطفیٰ ردولوی، الحاج مولانا محمد سعید نوری، مولانا ریاض حیدر حنفی، مولانا انوار احمد قادری، مولانا آرزو اشرفی، علامہ سید محمد حسینی اشرفی، مولانا محمد حسین ابوالحقانی، مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی، مولانا بشیر القادری وغیرہ کے دستخط ہیں۔

مزارات پر عورتوں کی حاضری:

چند بہی خواہان مسلک اہل سنت وجماعت نے عرس رضوی میں عورتوں کی آمد پر حضرت کی توجہ مبذول کرائی، حضرت نے فوراً ۲۶ر جولائی ۱۹۹۵ء کو ایک اپنی طرف سے مضمون شائع کرایا کہ مزارات پر عورتیں نہ آئیں، اور یہی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ مولانا نے تمام مریدین ومتوسلین کے لئے ہدایت نامہ جاری کیا کہ ”اپنے ساتھ خواتین کو مزار شریف پر نہ لائیں“۔

تحفظ مسلم پرسنل لا کی تحریک:

حضور تاج الشریعہ امت مسلمہ کی رہنمائی اور قیادت میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ایک زمانہ وہ تھا جب شاہ بانو کے مسئلہ کو لے کر پورے ملک میں مسلم پرسنل لا پر حملے کئے جا رہے تھے، سپریم کورٹ نے شریعت اسلامیہ کے منشا و مبدا کے خلاف فیصلہ صادر کر دیا تھا، سپریم کورٹ کے فیصلہ کے خلاف علمائے اہل سنت نے چیلنج کیا اور پورے ملک میں احتجاجی مظاہرہ اور اجلاس کے ذریعہ اپنے جذبات و احساسات کو حکومت ہند تک پہنچایا۔عوامی سطح پر دباؤ اس قدر بڑھ گیا تھا کہ حکومت ہند کو مجبوراً پارلیمنٹ کے ذریعہ قانون بنا کر سپریم کورٹ کے فیصلہ کو کالعدم قرار دینا پڑا۔[۳۶]

حکومتی عہدہ سے استغناء:

اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ نارائن دت تیواری (گورنر آندھرا پردیش) خاندان اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔انہوں نے اپنے عہد میں حضرت کے برادر اکبر مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں کو ایم۔ایل۔سی نامزد کیا تھا۔ان کی مقررہ میعاد ختم ہو جانے کے بعد حضرت کے لئے کوشاں رہے مگر حضرت نے منع کر دیا۔۱۹۸۹ء میں جناب عثمان عارف نقشبندی (گورنر اتر پردیش) آپ کے درِ دولت پر حاضر ہوئے اور ایم۔ایل۔سی نامزد کرنے کی حکومت اتر پردیش کی منشا ظاہر کی مگر حضرت نے عہدہ قبول کرنے سے منع کر دیا۔اتر پردیش کے گورنر عثمان عارف نقشبندی نے آپ سے بہت منت و سماجت کی مگر آپ راضی نہ ہوئے۔عثمان عارف

صاحب آپ سے قلبی لگاؤ اور عقیدت رکھتے تھے۔ اولیائے کرام کے آستانوں پر حاضری دینا اور مشائخ سے دعائیں لینا ان کا معمول تھا۔ حضرت کی بے پناہ عزت اور ادب و احترام کرتے تھے۔ مگر قربان جائیے حضرت تاج الشریعہ پر کہ دنیا کو غالب ہونے نہ دیا اور حکومتی عہدہ سے ہمیشہ دور رہے۔ کیا آج کے ترقی یافتہ دور میں ایسا ممکن ہے؟

بابری مسجد کا قضیہ:

چارسو سالہ تاریخی بابری مسجد (اجودھیا، ضلع فیض آباد) کا مسئلہ اسلامیان ہند کے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ فرقہ پرستوں نے بزور طاقت ۶/دسمبر ۱۹۹۲ء کو شہید کردیا۔ بابری مسجد کی شہادت سے قبل اور بعد میں بازیابی کی تحریک میں حضرت تاج الشریعہ نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ حکومت ہند سے کانفرنسوں اور میمورنڈم کے ذریعہ مطالبات کی تحریک کو بآواز بلند پیش کرتے رہے۔ حضرت نے حافظ لئیق احمد خاں جمالی سجادہ نشین آستانہ جمالیہ رامپور اور مفتی سید شاہد علی رضوی کی قیادت میں چل رہی ''جیل بھرو تحریک'' کی مارچ ۱۹۸۲ء میں حمایت کا اعلان فرمایا، حضرت کے اعلان کے بعد تحریک میں جان آئی۔

اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ نارائن دت تیواری اور وزیر اعظم راجیو گاندھی کے سیاسی صلاح کار مسٹر ایم۔ ایل۔ بھوتے دار نے ۱۷/نومبر ۱۹۸۹ء میں بابری مسجد کے قضیہ پر آپ سے مفاہمت کی کوشش کی جس میں وہ ناکام رہے۔ دریں اثنا دوسرے قائدین نے اپنے کو مسلم کا رہنما پیش کر

کے کچھ مفاد حاصل کرنے کی کوشش کی جس پر آپ نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور ایسے رہنماؤں کے بائیکاٹ کی عوام سے اپیل کی۔[۳۷]

مولانا محمد شہاب الدین رضوی لکھتے ہیں:

''جنوری ۱۹۹۵ء دوپہر دو بجے کی بات ہے کہ وزیر اعظم پی وی نرسمہا راؤ کے خصوصی سیکریٹری جانشین مفتی اعظم (حضرت تاج الشریعہ) کی خدمت میں وزیر اعظم کا پیغام لے کر حاضر ہوئے وہ راقم السطور سے واقفیت رکھتے تھے، میں نے ان کی حضرت سے ملاقات کرائی، انہوں نے وزیر اعظم کا تحریر کردہ خط زبانی طور پر بتایا کہ وزیر اعظم ہند آپ کی شخصیت سے بہت متأثر ہیں اور ملاقات کر کے دعائیں لینا چاہتے ہیں۔ آپ دولت کدے پر آنے کی اجازت عنایت فرمادیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں مذہبی آدمی ہوں، مجھے میرے بزرگوں نے جن امور کی ذمہ داری دی ہے اسی کو انجام دینے میں مصروف ہوں، میں سیاسی نہیں ہوں، اور اس کے علاوہ وزیر اعظم کے ہاتھ بابری مسجد کی شہادت میں ملوث ہیں۔ پوری امت مسلمہ ناراض ہے۔ کسی بھی صورت میں ان سے ملاقات کرنا پسند نہیں ہے۔ اگر وہ ایک عقیدت مند کی طرح بغیر کسی سیاسی پروگرام کے آستانہ شریف آنا چاہتے ہیں تو آئیں اور حاضری دے کر چلے جائیں۔ میں عینی شاہد ہوں کہ باوجود ہزار کوشش کے حضرت نے ملاقات نہیں فرمائی جبکہ وزیر اعظم ہند ۲ گھنٹہ بریلی کے سرکٹ ہاؤس میں آپ کا انتظار کرتے رہے''۔[۳۸]

حالات حاضرہ کے شرعی تقاضے:

ایک مفتی کے لئے ضروری ہے کہ زمانہ کے حالات اور کوائف پر نظر رکھتے ہوئے شرعی اور عائلی قانونی رہنمائی کا فریضہ انجام دے۔ ۱۹۹۵ء میں حکومت ہند کے شعبہ ''الیکشن کمیشن'' نے تمام باشندگان ملک کے لئے ''شناختی کارڈ'' کا رکھنا اور استعمال کرنا ضروری قرار دے دیا تھا۔ اس ''شناختی کارڈ'' میں نام ولدیت اور پورا پتہ وعمر درج ہوتی ہے۔ ساتھ ہی فوٹو چسپاں ہوتا ہے۔ فوٹو حرام ہونے کی وجہ سے آستانہ عالیہ رضویہ کے مرکزی دارالافتا میں ''شناختی کارڈ'' بنوانے یا نہ بنوانے کے لئے سوالات کا انبار لگ گیا۔ دوسری طرف الیکشن کمیشن نے بھی سختی کرنا شروع کر دی کہ ہر کام میں مثلا بینک اکاؤنٹ، خرید وفروخت، ملازمت، تعلیم وتدریس اور ووٹنگ وغیرہ میں اسی شناختی کارڈ کے استعمال کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اسی دوران الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور میں ''مجلس شرعی'' کی میٹنگ کا اہتمام ہوا۔ حضرت تاج الشریعہ نے مجلس شرعی کی صدارت فرمائی۔ رئیس التحریر علامہ ارشد القادری کی تجویز پر آپ نے ''شناختی کارڈ'' بنوانے کی ان الفاظ کے ساتھ اجازت دی کہ ''اس صورت میں عندالطلب ضرورت ملجیہ یا حاجت شدیدہ متحقق ہوگی۔ لہٰذا خاص شناختی کارڈ کے لئے تصویر کھنچوانے کی اجازت ہوگی''۔ [۳۹]

عوام کی شدید ترین ضرورت کے تحت حضرت نے مشروط اجازت عطا فرمائی، تو ایک طبقہ میں نکتہ چینی شروع ہوئی، جب اس کی خبر مولانا کو ہوئی تو آپ نے ایک وضاحتی بیان جاری فرما کر بحث کو بند کر دیا۔ لکھتے ہیں:

''ایسے نئے مسائل جو فی الواقع فرعیہ عملیہ ہوں، اور ان سے متعلق کوئی صریح جزئیہ نہ مل سکے تو ہر عالم کی طرف نہیں بلکہ ماہر تجربہ کار مفتی کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اور اس مفتی پر لازم ہے کہ اصول شرعی کے پیش نظر اس کا حکم صادر فرمائے۔ اصول شرع سے ہٹ کر فتویٰ دینا ہرگز جائز نہیں۔ اگر اس نے جسے دلیل قرار دیا اور پھر واضح ہوا کہ یہ دلیل، دلیل شرعی نہیں تو فورا اس پر رجوع لازم ہے اور حق کا اعلان کرنا چاہئے۔ کسی حرام شئ کے مباح ہونے کا فتویٰ اس وقت دیا جائے گا جب کہ وہاں یہ ضابطہ صادق آئے۔ ''الضرورات تبیح المحظورات'' اور مفتی کو تیقن ہو جائے کہ اس ضرورت شرعیہ کے معارض کوئی دوسرا قاعدہ شرعیہ نہیں ہے''۔ [۴۰]

حضور تاج الشریعہ بحیثیت بانی:

حضرت نے مندرجہ ذیل ادارے قائم کئے ہیں:

(۱) مرکزی دارالافتا۔

(۲) مرکزی دارالقضا۔

(۳) شرعی کونسل آف انڈیا۔

(۴) مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا۔

(۵) ازہری مہمان خانہ۔

(۶) ازہری گیسٹ ہاؤس۔

مذکورہ بالا ادارے بحسن وخوبی اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں، دارالافتا سے فتاویٰ کافی تعداد میں صادر کئے جاتے ہیں اہل سنت و جماعت میں اس

دارالافتا کی بڑی اہمیت ہے، کہنہ مشق مفتی، ماہر جزئیات، استاذ الفقہا مفتی قاضی محمد عبدالرحیم ۱۹۸۳ء سے تاحیات یہیں رہے ان کے فتاویٰ کا اہم ذخیرہ یہیں موجود ہے۔ مرکزی دارالقضا میں رویت ہلال، مقدمے وغیرہ فیصل ہوتے ہیں۔ شرعی کونسل آف انڈیا کے تحت ۲۱/جدید عنوانات پر سمینار ہو چکے ہیں، جامعۃ الرضا میں ۵۵/اسٹاف وملازمین کا عملہ کام کر رہا ہے، تقریباً تقریباً ایک ہزار سے زائد طلبہ فی الحال زیر تعلیم ہیں، حفظ وقراءت، درس نظامی، تخصص فی الفقہ کے طلبہ ہر سال فارغ ہوتے ہیں، دینیات وعصریات پر مشتمل نصاب تعلیم ہے، دینی ودنیاوی دونوں شعور حاصل کرتے ہیں۔ زائرین کو کافی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس وجہ سے حضرت نے ان کے لئے قیام کا انتظام فرمایا، حضرت تاج الشریعہ نے پورا کاشانۂ اعلیٰ حضرت جو غیروں کے پاس چلا گیا تھا حاصل کر کے اس پر جدید تعمیر کروائی، مستقبل قریب میں ”حامدی مسجد“ دعوت نظارہ دے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت مندرجہ ذیل تنظیموں کی بذات خود سرپرستی کرتے ہیں:

(۱) آل انڈیا جماعت رضائے مصطفی، بریلی۔

(۲) آل انڈیا سنی جمیعۃ العلما۔

(۳) امام احمد رضا ٹرسٹ۔

اس کے علاوہ ہند و بیرون ہند کی مختلف تنظیموں، تحریکوں، اداروں، مکتبوں اور فلاحی وملی سوسائٹیوں اور ٹرسٹوں کی سرپرستی کرتے ہیں اور آپ کے اشارے پر چلتے ہیں، نیز سالانہ مجلّے، ششماہی میگزین، سہ ماہی اور

ماہنامے، ویکلی اور روزنامہ اخبارات وغیرہ بھی آپ کی سرپرستی میں شائع ہوتے ہیں۔ ان کی ایک طویل فہرست ہے، بطور نمونہ چند کے نام ذکر کئے جاتے ہیں:

اختر رضا لائبریری صدر بازار چھاؤنی، لاہور، (پاکستان)		مرکزی دار الافتا ڈین ہاگ، ہالینڈ
رضا اکیڈمی ڈونٹاڈ اسٹریٹ کھڑک ممبئ		جامعہ مدینۃ الاسلام ڈین ہاگ، ہالینڈ
الانصار ٹرسٹ ملکی پور، بنارس		الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رامپور
الجامعۃ النوریہ عینی قیصر گنج، ضلع بہرائچ		الجامعۃ الرضویہ و ماہنامہ نور مصطفی مغل پورہ پٹنہ، بہار
مدرسہ عربیہ غوثیہ حبیبیہ برہان پور، ایم۔ پی		مدرسہ اہل سنت گلشن رضا بکارو اسٹیل دھنباد، جھارکھنڈ
مدرسہ غوثیہ جشن رضا پٹلاد، گجرات		دار العلوم قریشیہ رضویہ گوہاٹی، آسام
مدرسہ رضاء العلوم گھوگھاری محلہ، بمبئ		مدرسہ تنظیم المسلمین بائسی، پورنیہ، بہار
مدرسہ فیض رضا کولمبو، سری لنکا		سنی رضوی جامع مسجد نیو جرسی، امریکہ
النور سوسائٹی و مسجد ہوسٹن امریکہ		اسلامک ریسرچ سینٹر کسگران، بریلی شریف

جامعہ امجدیہ ناگپور		دارالعلوم حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ
فیض العلوم جمشید پور، جھارکھنڈ		مدرسہ گلشن حسین جواہر نگر، جمشید پور، جھارکھند
جامعہ شہید شیخ بھکاری کھدیا، رانچی، جھارکھنڈ		جامعہ رضویہ گریڈیہہ، جھارکھنڈ
جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج، بریلی		الرضا دارالاشاعت بریلی
المجمع الرضوی بریلی		مکتبہ سنی دنیا بریلی
اختر رضا بکڈپو خواجہ قطب، بریلی		ادارۂ تصنیفات رضا بریلی
سالنامہ الرضا بریلی		سالنامہ تجلیات رضا بریلی
ماہنامہ سنی دنیا بریلی		ویکلی مسلم ٹائمز ممبئی
ویکلی ایوان رضا ممبئی		نیا دور کشمیر
ویکلی بہار سنت مالیگاؤں، مہاراشٹرا		ویکلی گلستان رضا کلکتہ

بیرون ممالک کے تبلیغی دورے:

حضرت کے دینی و مذہبی، مشربی وملی خدمات کے لئے دفتر درکار ہیں ایسے ہی مولانا کے تبلیغی دورے کو شمار کرنا اوراس پر تفصیل سے روشنی ڈالنا طوالت کا کام ہے۔ حضرت کے بابت ماہنامہ سنی دنیا شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء میں ہے:

''ہندو بیرون ہند میں کروڑوں کی تعداد میں مُریدین ومتوسلین، سیکڑوں کی تعداد میں خلفاہزاروں کی تعداد میں تلامذہ ہیں جو برّ اعظموں کے مختلف ممالک میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں مصروف عمل ہیں۔آپ برّاعظم، ایشیا، یورپ، امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا، وغیرہا کے متعدد ممالک میں تبلیغی دورے فرماتے ہیں''۔[۴۱]

پاکستان کراچی میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں متحدہ عرب امارات کے علاوہ متعدد ممالک کے علما آئے تھے اسی میں حضرت مہمان خصوصی کی حیثیت سے شریک ہوئے اور کانفرنس کو عربی میں خطاب کیا۔لندن میں حجاز کانفرنس منعقد ہوئی جس میں آپ کی صدارت تھی۔اس کانفرنس کے تعلق سے مولانا شہاب الدین لکھتے ہیں:

''عالم اسلام کے بنیادی اور عالمی مسائل کی پیچیدگیوں کے پیش نظر ورلڈ اسلامک مشن لندن کے زیر اہتمام ہونے والی حجاز کانفرنس میں جانشین مفتی اعظم اور علامہ ارشد القادری شرکت کے لئے ۲۱/اپریل ۱۹۸۵ء/ ۱۴۰۵ھ کو بذریعہ طیارہ لندن تشریف لے گئے۔۵/مئی کو کانفرنس کا انعقاد ہوا اور اس میں

جانشین مفتی اعظم نے خطاب فرمایا۔تقریر بی بی سی لندن سے نشر ہوئی۔حجاز کانفرنس میں شرکت کے بعد عمرہ کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے اور واپسی یکم جون ۱۹۸۵ء/ ۱۴۰۵ھ کو بریلی شریف ہوئی۔یاد رہے کہ حجاز کانفرنس کی صدارت آپ ہی نے فرمائی تھی،اس کانفرنس کی اہمیت اس لئے ہے کہ یہ بین الاقوامی کانفرنس تھی جس میں پوری دنیا کے قائدین نے شرکت کی اور درپیش مسائل پر کھل کر بحث ہوئی اور حل کے لئے لائحہ عمل تیار کیا گیا"۔[۴۲]

اسی طرح حضرت نے کئی ممالک کی کانفرنسوں میں بحیثیت صدر، سرپرست،مہمان خصوصی شرکت کی۔میں یہاں حضرت کے ۲۰۰۹ء کا دورۂ شام ومصر حاضر خدمت کرتا ہوں جسے سہ ماہی سفینۂ بخشش،کراچی،شمارہ ربیع الثانی تا جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ اور ماہنامہ معارف رضا،کراچی ۲۰۰۹ء نے شائع کیا ہے۔اسی سے متحدہ عرب میں حضرت تاج الشریعہ کی مقبولیت اور ان کے تبلیغی دورے کی اہمیت اجاگر ہوجاتی ہے۔

حضرت کا دورۂ مصروشام 2009ء:

عمرے اور زیارت مدینہ کے بعد حضور تاج الشریعہ مصر اور شام کے علمی، تبلیغی وروحانی دورے کے لئے پہلے شام تشریف لے گئے۔بدھ ۲۹/اپریل ۲۰۰۹ء حضور تاج الشریعہ دن 10:45 بجے دمشق ایئرپورٹ،شام پہنچے۔شیخ عمر عراقی (سابق مدرس جامعۃ الرضا، بریلی شریف) مولانا عامر اخلاق صدیقی،سید عامر علی شاہ،اجلال طیب اختر القادری آپ کے استقبال کے لئے ایئرپورٹ پر موجود تھے۔

بعد نماز عصر شام میں زیر تعلیم ہند و پاک کے طلبہ حضور تاج الشریعہ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اور نماز مغرب تک حضور سے مستفیض ہوتے رہے۔ بعد ازاں طلبہ نے آپ کی اقتدا میں نماز مغرب ادا کی پھر دست بوسی و دعاؤں کی درخواست کے ساتھ رخصت ہوئے۔

حضور تاج الشریعہ کو اعلم علمائے شام الشیخ عبد الرزاق حلبی (آپ کی عمر تقریبا 100 سال ہے اور آپ شام میں ثانی امام اعظم کے لقب سے مشہور ہیں) نے عشائیہ پر مدعو کیا۔ حضور تاج الشریعہ کو لینے کے لئے مفتی دمشق الشیخ عبد الفتاح البزم (آپ ۲۰۰۸ء میں عرس رضوی کے موقع پر حضور تاج الشریعہ کی دعوت پر بریلی شریف تشریف لائے تھے۔) کے صاحبزادے الشیخ وائل البزم تشریف لائے تھے اس موقع پر شیخ عبد الرزاق حلبی، شیخ عبد الفتاح البزم و دیگر نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ مفتی دمشق نے حضور تاج الشریعہ کا تعارف کرایا۔ بقول مفتی دمشق شیخ عبد الفتاح البزم جب حضور تاج الشریعہ اور الشیخ عبد الرزاق حلبی معانقہ فرما رہے تھے تو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ 2 روحیں مل رہی ہوں اور مدتوں کی شناسائی ہو حالانکہ دونوں بزرگوں کی یہ پہلی ملاقات تھی۔ رات گئے تک یہ علمی محفل جاری رہی۔

جمعرات ۳۰/اپریل حضور تاج الشریعہ دن کے تقریبا ۱۱/بجے شام کے شہر حمص کے لئے روانہ ہوئے۔ یہاں حضرت سب سے پہلے قاضی القضاۃ حمص الشیخ **سعید الکحیل** کے یہاں تشریف لے گئے۔ آپ نے حضور تاج الشریعہ کا شاندار استقبال فرمایا اور معانقہ و دست بوسی فرمائی۔ دورانِ

ملاقات حضور تاج الشریعہ نے سیدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتب ''الامن والعلیٰ لناعیتی المصطفیٰ بدافع البلاء'' اور ''قوارع القهار فی رد المجسمة الفجار'' (جن کی تعریب و تحقیق و تعلیق حضور تاج الشریعہ نے فرمائی ہے)، اپنی کتب سد المشارع، الصحابة نجوم الاهتداء اور عربی قصائد کا مجموعہ شیخ سعید کو پیش کیا۔ جواب میں شیخ سعید نے حضور تاج الشریعہ سے دعاؤں کی درخواست کی اور اپنی کچھ کتب پیش کیں۔ حضور تاج الشریعہ نے شیخ سعید الکحیل کو اجازت حدیث عطا فرمائی اور بریلی شریف آنے کی دعوت بھی دی۔

بعد ازاں حضور تاج الشریعہ نے شیخ سعید کے ہمراہ عظیم الشان جامع مسجد حمص جامع سیدنا خالد بن ولید میں حضرت خالد بن ولید کے مزار شریف پر حاضری دی۔ (شیخ سعید اس مسجد کے خطیب و امام ہیں) یہاں حضور تاج الشریعہ نے نماز ظہر کی امامت فرمائی اس موقع پر جمِ غفیر نے حضور تاج الشریعہ سے ملاقات و دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔

بعدہٗ حضور تاج الشریعہ حمص کے مشہور قبرستان ''مقبرۃ القدیف'' تشریف لے گئے۔ اس قبرستان کے بارے میں مشہور ہے کہ یہاں تقریبا 800ر صحابۂ کرام مدفون ہیں۔ حدیث مبارکہ میں اس قبرستان کی فضیلت میں آیا ہے کہ یہاں مدفون 70ر ہزار خوش نصیب بغیر حساب و کتاب جنت میں جائیں گے۔ (او کما قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہاں سے حضور تاج الشریعہ واپس دمشق روانہ ہوئے۔

بعد نماز مغرب رہائش گاہ پر ملاقات کے لئے آنے والوں کو حضرت نے زیارت ودست بوسی کا شرف بخشا۔ بعد نماز عشا آپ ''جامعۃ التوبہ'' دمشق کی دعوت پر وہاں منعقدہ ''مجلس الوفا'' میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ (یہ مجلس جامعۃ التوبہ میں ہر اسلامی مہینے کی پہلی جمعرات کو منعقد ہوتی ہے) مسجد جامعۃ التوبہ کے امام وخطیب شیخ ہشام برہانی (آپ حضور تاج الشریعہ کے جامعہ ازہر کے زمانہ طالب علمی کے ساتھی بھی ہیں) نے حضور تاج الشریعہ کا پرتپاک استقبال کیا اور آپ کو منبر شریف پر جگہ پیش کی۔ شیخ ہشام برہانی کے جامعہ سے فارغ ہونے والے قرأۃ حفص اور سبعہ عشرہ کے طلبہ کو حضور تاج الشریعہ نے اپنا عربی قصیدہ بھی سنایا نیز محفل کے اختتام پر دعا بھی فرمائی۔ اس موقع پر بے شمار افراد نے آپ سے ملاقات اور دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔

جمعہ 1 رمئی ۲۰۰۹ء دن میں حضور تاج الشریعہ زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ سب سے پہلے دمشق میں ''باب الصغیر'' کے قبرستان تشریف لے گئے جہاں کئی صحابۂ کرام اور اہل بیت خصوصا حضرت بلال حبشی، ام المومنین سیدہ حفصہ، ام المومنین سیدہ ام سلمہ اور عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ کے مزارات ہیں۔ اس کے بعد آپ ''جامع اموی'' تشریف لے گئے۔ یہ دنیا کی قدیم ترین مساجد میں شمار ہوتی ہے۔ یہاں حضرت یحییٰ بن زکریا علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کا مزار شریف واقع ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے ۲ رکعت نماز نفل ادا فرمائی اور مزار شریف پر حاضری دی۔ یہاں سے آپ شیخ محی الدین ابن عربی

کے مزار شریف واقع ''قاسیون'' کے لئے روانہ ہوئے۔

بعد نماز مغرب حضرت کی جانب سے علمائے شام کے لئے دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ محفل کا آغاز تلاوتِ کلام پاک ونعت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا۔ محفل میں علمائے شام کی بڑی تعداد تشریف فرما تھی چند اکابر علما کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) الشیخ عبدالہادی الخرسہ (۲) الشیخ عبدالفتاح البزم

(۳) الشیخ عبدالجلیل العطا (۴) الشیخ نضال آلی دلشی

(۵) الشیخ عبدالقادر طاہر (۶) الشیخ عبدالتواب الروظان

(۷) الشیخ علاءالدین حائک (۸) الشیخ محمد خیر طرشان

(۹) الشیخ اسماعیل زیبی (۱۰) دکتور عبدالرزاق ایمن شوا

محفل میں الشیخ علاءالدین حائک اور الشیخ محمد خیر طرشان (یہ حضرات حضور تاج الشریعہ کی دعوت پر ۲۰۰۹ء میں عرس رضوی کے موقع پر بریلی شریف تشریف لائے تھے) نے حضور تاج الشریعہ کا شاندار تعارف پیش کیا اور ہندوستان میں حضرت کی علمی اور روحانی خدمات پر روشنی ڈالی۔

محفل مبارکہ میں حضور تاج الشریعہ سے ملاقات کے لئے الشیخ فاتح الکتانی بھی تشریف لائے۔(فاتح الکتانی سید ہیں آپ کی عمر سو سال کے قریب ہے) حضور تاج الشریعہ نے شیخ الکتانی کے متعلق فرمایا، مجھے چاہئے تھا کہ میں ان کی زیارت کے لئے جاتا۔

محفل میں مفتی دمشق شیخ عبدالفتاح البزم، شیخ اسماعیل زیبی اور شیخ نضال آلی دلشی نے بھی خطاب فرمایا۔ مفتی دمشق نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ

آپ (حضور تاج الشریعہ) کے آنے سے ہمارا شام روشن ومنور ہوگیا۔ نیز انہوں نے بریلی میں اپنی حاضری کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں نے آپ سے محبت کرنے والوں کو دیکھا تو مجھے صحابہ کی محبت کی یاد تازہ ہوگئی کیونکہ ایمان یہ کہتا ہے کہ اپنے اساتذہ اور مشائخ کی اسی طرح قدر کرنی چاہئے۔ محفل کا اختتام حضور تاج الشریعہ کے عربی سلام اور آپ کی دعا پر ہوا اور آپ کی کتب علما کو پیش کی گئیں۔ ہفتہ ۲/مئی ۲۰۰۹ء دن کے تقریباً ۱۱/بجے ''دیرالزور'' (عراقی سرحد کے قریب واقع شام کا شہر) سے علما کا وفد ملاقات کے لئے تشریف لایا۔ بعدہٗ دمشق کے ''**معهد الدولی لتعلیم اللغة العربیه والشریعة**'' کے مدیر تشریف لائے۔ دورانِ ملاقات مختلف علمی موضوعات زیر بحث آئے۔

شام 04:30 بجے صاحبزادہ مفتی دمشق شیخ وائل البزم حضور تاج الشریعہ کو الشیخ رمضان سعید بوطی (آپ شام کے علمی حلقوں میں امام کی حیثیت رکھتے ہیں) سے ملاقات کے لئے لے جانے کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔ یہاں بھی علمی گفتگو رہی اور شیخ رمضان سعید بوطی نے حضور تاج الشریعہ سے ملاقات پر اظہار مسرت فرمایا۔ اس موقع پر دونوں بزرگوں کے درمیان کتب کا تبادلہ بھی ہوا۔ رہائش گاہ واپسی پر حضرت نے منتظر طلبہ وطالبات سے علیحدہ علیحدہ ملاقات فرمائی۔ خواہش مند مقامی اور بیرونی طلبہ کو شرفِ بیعت سے نوازا، طلبہ نے نماز عشا حضرت کی امامت میں ادا کی۔

بعد نماز عشا شیخ علاء الدین حائک حضور تاج الشریعہ کو رات کے کھانے

کے لئے اپنے گھر لے گئے۔اس موقع پر مفتی دمشق بھی موجود تھے۔یہیں سے حضور تاج الشریعہ الشیخ ابو الہدیٰ الیعقوبی سے ملنے ان کے گھر پہنچے(آپ شام کے جید عالم دین ہیں۔اجازت حدیث کے لیے محفل منعقد کرتے ہیں۔صحاح ستہ کی اجازت بالسماع عنایت کرتے ہیں)۔علمی گفتگو اور کتب کا تبادلہ بھی ہوا۔آپ نے ایک طغرہ جس پر عربی قصیدہ نقش تھا حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں پیش کیا۔روانگی کے وقت الشیخ ابوالہدیٰ الیعقوبی نے اپنے اور بچوں کے لئے دعا کی درخواست کی،حضرت نے ان کو دعاؤں سے نوازااور پانی دم کر کے عنایت فرمایا۔

اتوار ۳/مئی ۲۰۰۹ءتقریباً دن 12/بجے الشیخ ابوالخیر الشنارتشریف لائے۔حضورتاج الشریعہ کی کتب پر اپنی علمی رائے پیش کی اوراپنی کتب بھی حضرت کی بارگاہ میں پیش کیں۔ بعدہٗ طلبہ سے ملاقات فرمائی اور انہیں آٹوگراف اورنصائح سے نوازا۔ہندوپاک کے طلبہ نے بیعت،تجدید بیعت یا طالب ہونے کا شرف حاصل کیا۔

تقریباً ۳/بجے حضورتاج الشریعہ مصر کے لئے روانہ ہوگئے آج حضور تاج الشریعہ تقریباً 43/سال بعد مصر تشریف فرما ہوئے۔آپ نے جامعہ ازہر مصر سے 1966ءمیں سند فراغت حاصل کی تھی۔

پیر 4/مئی 2009ءیوں تو جامعہ ازہر کے لاتعداد فرزند ایسے ہیں جن پر افراد اور خاندانوں، علاقوں اور خطوں ہی کونہیں خود جامعہ ازہر بلکہ تمام عالم اسلام کو ناز ہے لیکن آج جس شخصیت نے جامعہ میں ورود فرمایا، اہل جامعہ ہی

نہیں جامعہ کے در و دیوار بھی ان کے منتظر تھے، ایک بہارِ جانفزا جامعہ کی فضاؤں میں اتر آئی تھی۔ 11 تا 12ر بجے حضور تاج الشریعہ کی ملاقات مصر کے امام اکبر، شیخ الازہر علامہ سید محمد طنطاوی سے ہوئی۔ مختلف موضوعات پر دونوں بزرگوں کے درمیان گفتگو ہوئی۔ شیخ الازہر نے ۲ر مسائل جن میں پہلے آپ کا موقف حضور تاج الشریعہ سے مختلف تھا اس ملاقات میں حضور کے موقف کی تائید فرمائی۔

1......حدیث مبارکہ ''اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم'' کو شیخ الازہر موضوع خیال فرماتے تھے لیکن اب آپ فرماتے ہیں ''یہ حدیث تلقی بالقبول سے مقبول ہوگئی ہے اور موضوع نہیں ہے''۔

2......حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کا نام ''تارح'' تھا۔ ''آزر'' جس کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا، جو مشرک تھا۔ یہ مسئلہ بھی حضرت شیخ الازہر نے قبول فرمایا۔

ان دونوں موضوعات پر حضور تاج الشریعہ کی تصانیف موجود ہیں جو مصر اور بیروت سے شائع ہو چکی ہیں۔ حضرت شیخ الازہر آپ کے علمی مقام اور ورع و تقویٰ سے بے حد متأثر نظر آئے۔ شیخ الازہر نے علمائے ہند اور علمائے مصر کے درمیان روابط پر زور دیا اور خود ہندوستان تشریف لانے کا وعدہ فرمایا۔ نیز جامعہ ازہر اور حضور تاج الشریعہ کے ادارے جامعۃ الرضا، بریلی شریف کے درمیان ہر قسم کے علمی تعاون کی یقین دہانی بھی کرائی۔ حضور تاج الشریعہ نے اپنی اور سیدی اعلیٰ حضرت کی کتب بھی شیخ الازہر کو پیش کیں۔

شام 4/بجے جامعہ از ہر مصر کے مرکز صالح عبداللہ کامل میں حضور تاج الشریعہ کے اعزاز میں عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں طٰہ ابو کریشہ (نائب رئیس جامعہ از ہر)، الشیخ طٰہ حبیشی الدسوقی، دکتور فتحی حجازی، دکتوراحمد ربیع احمد یوسف، دکتور حازم احمد محفوظ، شیخ جمال فاروق الدقاق، شیخ محمود حبیب کے علاوہ جامعہ از ہر، جامعہ عین الشّمس، جامعہ قاہرہ، جامعہ دول العربیہ کے اساتذہ اور دنیا بھر سے تعلق رکھنے والے طلبہ نے شرکت کی۔ علامہ جلال رضا الازہری نے نظامت کے فرائض سرانجام دیے۔ کانفرنس سے پروفیسر عبدالقادر نضار، علامہ طٰہ حبیشی الدسوقی، علامہ سعد جاویش وغیرہم نے خطاب فرمایا۔ خصوصی خطاب حضور تاج الشریعہ نے فرمایا۔ 35/منٹ دورانیہ کے اس بیان میں حضور تاج الشریعہ نے فصاحت و بلاغت اور علم وفن کے وہ جوہر دکھائے کہ حاضرین عش عش کر اٹھے۔ بعدازاں سوال وجواب کی نشست ہوئی اور آخر میں علامہ گل محمد الازہری نے کلمات تشکرادا کئے۔ اس موقع پر حاضرین کے لئے پُرتکلف طعام کا اہتمام بھی تھا۔ کانفرنس کے بعد علمائے کرام اور طلبہ سے حضور تاج الشریعہ نے ملاقات فرمائی۔ یہ کانفرنس اس اعتبار سے منفرد تھی کہ برّصغیر کے کسی عالم دین کے اعزاز میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی کانفرنس تھی۔

منگل ۵/مئی ۲۰۰۹ء، ۱/بجے دوپہر حضور تاج الشریعہ کی خصوصی ملاقات جامعہ از ہر کے صدر الشیخ احمد طیب اور مشہور عرب قلم کار الشیخ عبداللہ کامل سے ادارۃ الجامعہ میں ہوئی۔ اس موقع پر حضور تاج الشریعہ کا شاندار

استقبال کیا گیا۔ ملاقات میں علمی موضوعات زیر بحث آئے۔ یہاں بھی علمائے مصر و ہند کے درمیان مضبوط روابط پر زور دیا گیا۔ الشیخ احمد طیب نے اس بات پر بھی اظہارِ مسرت فرمایا کہ جامع ازہر میں حضور تاج الشریعہ کے مریدین، معتقدین و تلامذہ تقریباً 90 کے قریب ہیں آخر میں شیخ احمد طیب نے حضور تاج الشریعہ کی علمی اور دینی خدمات کے اعتراف میں جامعہ ازہر کا خصوصی ایوارڈ ''الذراع الفخری'' (Pride of perfomance) دیا۔ یہ ایوارڈ کبار علمی شخصیات کو دیا جاتا ہے۔

بعد نماز عصر حضور تاج الشریعہ کی قیام گاہ پر درسِ حدیث کا اہتمام تھا۔ عراق، لیبیا، سوڈان، الجزائر، یمن، ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور سری لنکا وغیرہ کے طلبہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی حضور تاج الشریعہ نے تقریباً 1 رگھنٹہ مسلم شریف کا درس ارشاد فرمایا۔

رات میں حضور تاج الشریعہ دکتور محمد خالد ثابت (آپ کا قاہرہ میں بہت بڑا مکتبہ ہے) کے یہاں دعوت پر تشریف لے گئے۔ یہاں کثیر علمائے کرام خصوصاً شیخ یسری رشدی (مدرس بخاری شریف، جامعہ ازہر) اور شیخ احمد شحاتہ بھی موجود تھے۔ محفل میں حضور تاج الشریعہ نے اپنا عربی قصیدہ بھی سنایا۔ آخر میں شیخ یسری نے کئی سوالات کیے جن کے حضور نے مدلل و مبرہن جوابات عربی میں عنایت فرمائے۔ حضور تاج الشریعہ کے علمی مقام اور تقوے سے متأثر ہو کر شیخ یسری اور دیگر علما نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ اس موقع پر حضور تاج الشریعہ نے علما کو اجازت حدیث اور اجازت سلاسل بھی عطا فرمائیں۔

بدھ ۶ رمئی ۲۰۰۹ء حضور تاج الشریعہ نے قاہرہ میں مزارات اولیائے کرام کی زیارت فرمائی۔ مسجد سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آپ نے نماز ظہر اور مسجد سیدتنا زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں نماز عصر کی امامت فرمائی۔ بعض دیگر جید علما نے بھی بذریعے فون اجازات حاصل کیں۔

6رمئی کو ہی حضور تاج الشریعہ مصر سے واپس بریلی شریف تشریف لے گئے۔ انشاء اللہ! حضور کا یہ دورہ علمائے عرب اور علمائے ہندوستان کے درمیان مضبوط علمی، تحقیقی، تعلیمی اور روحانی تعلقات کے لئے سنگِ میل ثابت ہوگا۔[۴۳]

عرب کے دانشور علما سے حضرت تاج الشریعہ کے بڑے مضبوط رابطے ہیں، مندرجہ ذیل علما حضرت تاج الشریعہ سے ملاقات کرنے کے لئے بریلی آچکے ہیں جن کے تأثرات جامعۃ الرضا کے معائنہ رجسٹر میں درج ہیں:

(۱) حضرت علامہ سید علوی مالکی محدث مکۃ المکرمہ۔ (۲) حضرت علامہ شیخ عمر بن سلیم، خطیب وامام، امام اعظم مسجد، محلہ اعظمیہ، بغداد۔ (۳) حضرت علامہ شیخ جمیل فلسطینی، سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ۔ (۴) حضرت علامہ عبد الجلیل العطا، محدث دمشق، دمشق۔ (۵) حضرت علامہ شیخ طٰہٰ حبیشی، استاذ قسم الفلسفہ والعقیدہ جامع ازہر مصر۔ (۶) حضرت علامہ مفتی عبد الفتاح البزم، مفتی اعظم دمشق۔ (۷) حضرت علامہ سید محمد فاضل جیلانی، مرکز الجیلانی للبحوث العلمیہ، استنبول، ترکی۔ (۸) حضرت علامہ سید ہاشم محمد علی حسین مہدی، مکۃ المکرمہ۔ (۹) حضرت علامہ شیخ محمد خیر طرشان، استاذ حدیث وفقہ،

دمشق۔ (۱۰) حضرت علامہ علاء الدین الحائک، استاذ حدیث وفقہ، دمشق۔ (۱۱) حضرت علامہ شیخ وائل البزم، استاذ حدیث وفقہ، دمشق۔ (۱۲) حضرت علامہ شیخ جمال فاروق الدقاق، استاذ کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ، جامع ازہر، مصر۔ (۱۳) حضرت علامہ شیخ اسامہ سید محمود الازہری، استاذ کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ، جامع ازہر، مصر۔[۴۴]

تاج الشریعہ اور ایوارڈ:

آپ کی خدمات دینی وملی اظہر من الشّمس ہے۔ جب آپ جامع ازہر میں کلیہ اصول الدین قسم التفسیر والحدیث میں ایک نمبر پر آئے تو وہاں کرنل جمال عبدالناصر نے ایوارڈ دیا۔

۲۰۰۹ء میں جب آپ نے مصر کا دورہ فرمایا تو جامع ازہر تشریف لے گئے، وہاں آپ کے اعزاز میں جلسہ منعقد ہوا، شیخ الجامعہ علامہ محمد طنطاوی، جامع ازہر قاہرہ ان کے علاوہ جامعہ کے دیگر عہدے داران کی موجودگی میں جامع ازہر کی طرف سے ''الذراع الفخری'' نامی ایوارڈ دیا گیا۔

اس کے علاوہ متعدد جلسوں، پروگراموں میں ہند و بیرون ہند سے لوگوں نے ایوارڈ پیش کئے، چاندی، روپے وغیرہا سے تولنے کی بات بھی متعلقین ومتوسلین نے کی، مگر حضرت تاج الشریعہ نے اس سے منع کر دیا۔

اس کے علاوہ پوری دنیا کے معززین کا امریکہ کی جارج ٹاؤن یونیورسٹی کے اسلامک کرسچین انڈر اسٹینگ سینٹر نے شمار کیا تو اس میں ۵۰۰ بااثر شخصیات کو شامل کیا اس میں حضرت تاج الشریعہ کو آٹھائیسویں نمبر پر رکھا۔[۴۵]

حضور تاج الشریعہ اور ماہنامہ سنی دنیا:

حضرت شاندار ادیب ہیں۔ اردو ادب کے فروغ کے لئے انہوں نے ایک ماہانہ میگزین کا اجرا کیا جس کا نام ''ماہنامہ سنی دنیا'' ہے۔ یہ رسالہ ۱۹۸۳ء سے مسلسل نکل رہا ہے۔ حضرت اس کے خود ناشر اور ایڈیٹر تھے۔ تبلیغی دورے اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے حضرت تاج الشریعہ نے ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی کو اس کا مدیر مقرر کر دیا۔ یہ مذہبی ادب کے ساتھ ساتھ اردو ادب اور جدید ادب کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ اسلامیات، شخصیات، فقہیات، وفیات، حالات حاضرہ پر مضامین، حمد، نعت و مناقب تفسیر و احادیث، پیش قدمیاں اور اہم خبریں، سیاسیات، اخلاقیات پر مشتمل مضامین اشاعت پذیر ہوتے ہیں۔ حضرت تاج الشریعہ اس میں خود لکھتے ہیں۔ ان کے فتاویٰ پابندی سے شائع ہوتے ہیں، گاہے بگاہے اہم مضامین بھی شائع ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا نعتیہ کلام بھی پابندی سے شامل اشاعت ہوتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ اور شاعری:

حضرت کو شعر و شاعری سے پوری ذہنی مناسبت ہے وہ ایک فطری شاعر ہیں۔ اردو ،عربی اور فارسی میں یکساں مہارت کے ساتھ شاعری کرتے ہیں۔ آپ کا عربی کلام سن کر اہل عرب انگشت بدنداں رہتے ہیں۔ حضرت کی حیات کے مطالعہ سے اجاگر ہوتا ہے کہ ان کی زندگی کے خزانے میں وہ تمام جواہر پائے جاتے ہیں جو ایک کامیاب نعت گو کے لئے ضروری ہے۔ دینی و

دنیاوی علوم میں گہرائی، فقہی بصیرت، عالمانہ تبحر، فکری وذہنی صلاحیت، سبھی کچھ ان کے دامن میں موجود ہے ان کی نعتیہ شاعری، دلکشی ورعنائی سے لبریز اور دل ودماغ کو معطر کرنے والی ہے یعنی عشق ووارفتگی کا ایک حسین گلدستہ ہے جس میں خلوص کی خوشبو، عقیدت کی روشنی، ایمان کی لذت وحلاوت اور بیان کی نفاست وپاکیزگی ہے۔ ہم یہاں حضرت کی شاعری کا مختصر طور پر فنی جائزہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت نے کتنی صنعتوں پر طبع آزمائی کی ہے۔ دیوان میں ذکر کردہ اشعار میں سے چند صنعتیں ملاحظہ کیجیے۔

صنعت استعارہ:

اس صنعت کو کہتے ہیں کہ شاعر اپنے کلام میں کسی لفظ کے حقیقی معنی ترک کر کے اس کو مجازی معنی میں استعمال کرتا ہے اور ان حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان تشبیہ کا علاقہ ہوتا ہے۔[۴۶]

حضور تاج الشریعہ لکھتے ہیں:

اختؔر خستہ کیوں اتنا بے چین ہے تیرا آقا شہنشاہ کونین ہے
لولگا تو سہی شاہ لولاک سے غم مسرت کے سانچے میں ڈھل جائے گا

شہنشاہ کونین/ شاہ لولاک سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

وجہ نشاط زندگی راحت جاں تم ہی تو ہو
روح روان زندگی جان جہاں تم ہی تو ہو

جان جاں/ جان جہاں سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جاں توئی جاناں قرار جاں توئی
جان جاں جان مسیحا آپ ہیں

جان جاں/ جان مسیحا سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

منور میری آنکھوں کو مرے شمس الضحیٰ کر دیں
غموں کی دھوپ میں وہ سایۂ زلف دوتا کر دیں

شمس الضحیٰ سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تیری جاں بخشی کے صدقے اے مسیحائے زماں
سنگریزوں نے پڑھا کلمہ ترا جانِ جمال

مسیحائے زماں سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

صنعت تشبیہ:

ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند ٹھہرانا یا اس کی صفت میں شریک قرار دینا۔[۴۷]

حضور تاج الشریعہ لکھتے ہیں:

روئے انور کے سامنے سورج
جیسے اِک شمع صبح گاہی ہے

اس شعر میں شاعر نے سورج کی تابش کو چہرۂ انور کے سامنے ''شمع صبح گاہی'' سے تشبیہ دی ہے۔

صنعت مبالغہ:

کسی بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا۔یعنی سننے والے کو یہ گمان نہ رہے کہ اس وصف کا اب کوئی مرتبہ باقی ہو یعنی حد سے زیادہ تعریف و بڑائی کرنا۔[۴۸]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

مہ و خورشید و انجم میں چمک اپنی نہیں کچھ بھی
اجالا ہے حقیقت میں انہیں کی پاک طلعت کا

قمر آیا ہے شاید ان کے تلووں کی ضیا لینے
بچھا ہے چاند سا بستر مدینہ آنے والا ہے

قدم سے ان کے سر عرش بجلیاں چمکیں
کبھی تھے بند کبھی وا تھے دیدہ ہائے فلک

نور کے ٹکڑوں پر ان کے بدر و اختر بھی فدا
مرحبا کتنی ہیں پیاری ان کی دلکشا ایڑیاں

مہر خاور پہ جمائے نہیں جمتی نظریں
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

صنعت تضاد:

شعر میں ایسے دو الفاظ جمع کرنا جو معنی اور وصف میں ایک دوسرے کے خلاف ہوں یعنی ضد ہوں۔ پھر خواہ وہ دونوں اسم ہوں یا فعل ہوں، اس صنعت کو صنعت طباق اور مطابقت بھی کہا جاتا ہے۔[۴۸]

حضور تاج الشریعہ لکھتے ہیں:

جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کر دیں
زمیں کو آسماں کر دیں ثریا کو ثرا کر دیں

زمین v/s آسمان - ثریا v/s ثرا (متضاد الفاظ)

میری مشکل کو یوں آساں مرے مشکل کشا کر دیں
ہر اِک موج بلا کو میرے مولیٰ ناخدا کر دیں

مشکل v/s آساں

تبسم سے گماں گزرے شب تاریک پر دن کا
ضیاءِ رُخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کر دیں

شب v/s دن - تاریک v/s روشن

کسی کو وہ ہنساتے ہیں کسی کو وہ رلاتے ہیں
وہ یوں ہی آزماتے ہیں وہ اب تو فیصلہ کر دیں

ہنساتے ہیں v/s رُلاتے ہیں

خلد زار طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا
پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا

پیچھے پیچھے v/s آگے آگے

یہ خاک کوچۂ جاناں ہے جس کے بوسہ کو
نہ جان کب سے ترستے ہیں دیدہائے فلک

فلک v/s خاک

صنعت تجنیس کامل:

شعر میں دو ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو حروف اور اعراب میں مساوی ہوں لیکن دونوں لفظوں کے معنی الگ الگ ہوں۔ یعنی وہ دو الفاظ تلفظ میں یکساں ہو لیکن دونوں کا استعمال مختلف معنوں میں کیا گیا ہو۔[۵۰]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

صنعت تجنیس ناقص:

شعر میں دو ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو حروف میں یکساں ہوں لیکن اعراب میں مختلف ہوں اور دونوں لفظ مختلف معنی میں استعمال ہوئے ہوں۔[۵۱]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

موت عالم سے بندھی ہے موت عالم بے گماں
روح عالم چل دیا عالم کو مردہ چھوڑ کر

تم کیا گئے مجاہد ملت جہاں گیا
عالم کی موت کیا ہے عالم کی ہے فنا

صنعت مراعات النظیر

شعر میں ایسی کئی چیزوں کا ذکر کرنا جن میں باہم مناسبت ہو۔اس کو تناسب،توفیق،ایتلاف اور تلفیق بھی کہتے ہیں۔[۵۲]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

سر ہے سجدے میں خیال رُخ جاناں دل میں
ہم کو آتے ہیں مزے ناصیہ فرسائی کے

(سر+سجدہ+ناصیہ فرسائی (سب کا آپس میں مناسبت ہے)

یہی کہتی ہے رندوں سے نگاہ مست ساقی کی
در میخانہ وا ہے میکشوں کی عام دعوت ہے

(رند+ساقی+میخانہ+میکشوں (آپس میں مناسبت ہے)

یہ مجھ سے کہتی ہے دل کی دھڑکن کہ دست ساقی سے جام لے لے
وہ دور ساغر کا چل رہا ہے شراب رنگیں جھلک رہی ہے

(ساقی+جام+دور+ساغر+شراب+چھلکنا (آپس میں مناسبت ہے)

اٹھاؤ بادہ کشو! ساغر شراب کہن
وہ دیکھو جھوم کے آئی گھٹا مدینے میں
(بادہ کشو+ساغر+شراب+جھومنا (آپس میں مناسبت ہے))

اصل شجر میں ہو تم ہی نخل و ثمر میں ہو تم ہی
ان میں عیاں تم ہی تو ہو ان میں نمایاں تم ہی تو ہو
(شجر+نخل+ثمر+(آپس میں مناسبت ہے))

صنعت ترصیع:

شاعری کی اس صنعت کو کہتے ہیں جس میں دونوں مصرعوں کے الفاظ ہم وزن ہوں۔[۵۳]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

صداقت ناز کرتی ہے امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے مروت ناز کرتی ہے

صنعت مقابلہ:

شعر میں پہلے چند ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو ایک دوسرے کے ساتھ موافقت رکھتے ہوں۔ ان کا ذکر کرنے کے بعد پھر ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو اول الذکر کے اضداد ہوں۔[۵۴]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

سحر دن ہے اور شام طیبہ سحر ہے
انوکھے ہیں لیل و نہار مدینہ

سحر اور نہار میں موافقت اور لیل و شام میں موافقت۔ شام کے مقابلے میں سحر اور لیل کے مقابلے میں نہار۔

صنعت تنسیق الصفات:

کسی کا تذکرہ بہت صفات کے ساتھ کرنا، پھر چاہے وہ تعریف میں ہو یا مذمت میں ہو۔[۵۵]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

وہی تبسم، وہی ترنم، وہی نزاکت، وہی لطافت
وہیں ہیں دزدیدہ سی نگاہیں کہ جس سے شوخی ٹپک رہی ہے

تاج وقار خاکیاں، نازش عرش و عرشیاں
فخر زمین و آسماں، فخر زماں تم ہی تو ہو

تم جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا تم جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو
جان جہاں تم ہی تو ہو، جان جناں تم ہی تو ہو

صنعت مقلوب مستوی:

شعر میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا کہ اس لفظ کو الٹا کر کے پڑھا جائے، تو بھی وہ سیدھی طرح رہتا ہے یعنی سیدھا اور الٹا یکساں پڑھا جائے مثلاً دید۔[۵۶]

حضور تاج الشریعہ لکھتے ہیں:

ہزاروں درد سہتا ہوں اسی امید میں اختر
کہ ہرگز رائیگاں فریاد روحانی نہیں جاتی

درد الفت میں دے مزہ ایسا
دل نہ پائے کبھی قرار سلام

کس دل سے ہو بیاں بے داد ظالماں
ظالم بڑے شریر ہیں یا غوث المدد

صنعت مسمط:

وہ نظم جس کے ہر شعر مطلع کے علاوہ تین تین ٹکڑے ہم قافیہ ہوں۔ اس نظم میں تین سے لے کر دس اشعار ہوں اور ان تمام اشعار میں کئی جگہ ایک قسم کا قافیہ ہو۔[۵۷]

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

کسی کو وہ ہنساتے ہیں، کسی کو وہ رلاتے ہیں
وہ یونہی آزماتے ہیں، وہ اب تو فیصلہ کردیں

صداقت ناز کرتی ہے، امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے، مروت ناز کرتی ہے

روح رواں زندگی، تاب وتوان زندگی
امن وامان زندگی، شاہ شہا تم ہی تو ہو

صنعت اشتقاق:

اشتقاق ایک کلمہ سے دوسرے کلمہ بنانا یعنی شاعر کا اپنے شعر میں ایسے چند الفاظ کا استعمال کرنا جو ایک ہی ماخذ اور ایک ہی اصل سے ہوں۔ نیز وہ الفاظ معنیٰ کے اعتبار سے بھی موافقت رکھتے ہوں۔

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

ہوا طالب طیبہ مطلوب طیبہ
طلب تیری اے منتظر ہو رہی ہے

طالب مطلوب اور طلب کا ماخذ ایک ہی ہے۔

گنہگارو! نہ گھبراؤ کہ اپنی
شفاعت کو شفیع المذنبیں ہیں

شفاعت اور شفیع کا ماخذ ایک ہی ہے۔

تصانیف وتراجم:

حضورتاج الشریعہ اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود قلم سے اٹوٹ رشتہ بنائے ہوئے ہیں۔آپ نے متعدد موضوعات پر کتابیں تصنیف کی ہیں اور بہت سی کتابوں کا ترجمہ بھی کیا ہے ذیل میں ہم ان کی اجمالی فہرست درج کرتے ہیں اس کے بعد جائزہ پیش کریں گے۔

نمبرشمار	اسمائے کتب	زبان	تفصیل
۱	شرح حدیث نیت	اردو	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، ادارہ معارف رضا، پاکستان
۲	ہجرت رسول	اردو	مطبوعہ المجمع الرضوی، ادارہ معارف رضا، پاکستان
۳	آثار قیامت	اردو	مطبوعہ المجمع الرضوی، ادارہ معارف رضا، پاکستان
۴	سنو چپ رہو	اردو	ادارہ معارف رضا، پاکستان/ برکاتی پبلشرز، کراچی
۵	ٹائی کا مسئلہ	اردو	مطبوعہ المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۶	تین طلاقوں کا شرعی حکم	اردو	مطبوعہ اختر بکڈپو، خواجہ قطب، بریلی
۷	تصویروں کا حکم	اردو	مطبوعہ اختر بکڈپو، خواجہ قطب، بریلی
۸	دفاع کنزالایمان-۲ جز	اردو	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی
۹	الحق المبین	اردو	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی
۱۰	ٹی۔وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم	اردو	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی

۱۱	القول الفائق بحکم اقتداء الفاسق	اردو	المجمع الرضوی،سوداگران، بریلی
۱۲	حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر،مقالہ	اردو	المجمع الرضوی،سوداگران، بریلی
۱۳	کیا دین کی مہم پوری ہوچکی؟،مقالہ	اردو	المجمع الرضوی،سوداگران، بریلی
۱۴	جشن عید میلاد النبی،مقالہ	اردو	المجمع الرضوی،سوداگران، بریلی
۱۵	متعدد فقہی مقالات	اردو	مطبوعہ/غیر مطبوعہ
۱۶	سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی	اردو	مطبوعہ ماہنامہ سنی دنیا،سوداگران، بریلی
۱۷	المواہب الرضویہ فی الفتاویٰ الازہریہ	اردو	مطبوعہ دو جلد/غیر مطبوعہ
۱۸	منحۃ الباری فی شرح البخاری	اردو	جامعۃ الرضا، بریلی شریف
۱۹	تراجم قرآن میں کنزالایمان کی فوقیت	اردو	اس پر کام جاری ہے
۲۰	نوح حامیم کیلر کے سوالات کے جوابات (کفر بایمان،تکفیر)	اردو	غیر مطبوعہ،قلمی
۲۱	الحق المبین	عربی	مطبوعہ المجمع الرضوی
۲۲	الصحابۃ نجوم الاھتداء	عربی	مطبوعہ دار المقطم،مصر
۲۳	شرح حدیث الاخلاص	عربی	المجمع الرضوی
۲۴	سد المشارع علیٰ من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع	عربی	دار المقطم،قاہرہ،مصر
۲۵	تحقیق ان ابا ابراہیم تارح لا آزر	عربی	مطبوعہ دار المقطم،قاہرہ،مصر
۲۶	نبذۃ حیاۃ الامام احمد رضا	عربی	دار المقطم،قاہرہ،مصر
۲۷	مرآۃ النجدیہ بجواب البریلویہ (حقیقۃ البریلویۃ)	عربی	دار المقطم،قاہرہ،مصر
۲۸	حاشیۃ الازہری علیٰ صحیح البخاری	عربی	مطبوعہ مجلس برکات،مبارکپور

۲۹	حاشیۃ المعتقد والمستند	اردو	مطبوعہ، المجمع الرضوی، بریلی
۳۰	سفینۂ بخشش (دیوان)	عربی/اردو	مطبوعہ، متعدد بار، المجمع الرضوی، بریلی
۳۱	انوار المنان فی توحید القرآن	اردو	المجمع الرضوی
۳۲	المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند (ترجمہ)	اردو	المجمع الرضوی، بریلی
۳۳	الزلال الانقی مع بحر سبقۃ الاتقی (ترجمہ)	اردو	ادارہ سنی دنیا، بریلی
۳۴	اھلاک الوہابین علی توہین القبور المسلمین (تعریب)	عربی	المجمع الرضوی، بریلی
۳۵	شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام (تعریب)	عربی	شائع از سعودی، مطبع کا نام نہیں ہے
۳۶	الھاد الکاف فی حکم الضعاف (تعریب)	عربی	دار السنابل، دمشق
۳۷	برکات الامداد لاھل الاستمداد (تعریب)	عربی	جمیعۃ رضا المصطفیٰ، کراچی
۳۸	عطایا القدیر فی حکم التصویر (تعریب)	عربی	المجمع الرضوی، بریلی
۳۹	تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون (تعریب)	عربی	المجمع الرضوی، بریلی
۴۰	قوارع القہار فی رد المجسمۃ الفجار (تعریب)	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق
۴۱	سبحان السبوح (تعریب)	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق
۴۲	قمع المبین لامال المکذبین	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق
۴۳	النھی الاکید (تعریب)	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق
۴۴	حاجز البحرین (تعریب)	عربی	دار النعمان للعلوم، دمشق
۴۵	فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ (تعریب)	عربی	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۴۶	ملفوظات تاج الشریعہ	اردو	غیر مطبوعہ، قلمی

۴۷	تقدیم تجلیۃ السلم فی مسائل نصف العلم	اردو	مطبوعہ اختر بک ڈپو، خواجہ قطب، بریلی
۴۸	ترجمہ قصیدتان رائعتان	اردو	غیر مطبوعہ، قلمی
۴۹	Few English Fatawa	انگلش	مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، بریلی
۵۰	ازہر الفتاویٰ	انگلش	مطبوعہ حبیبی دارالافتاء ڈربن، ساؤتھ افریقہ
۵۱	ٹائی کا مسئلہ	انگلش	ادارہ سنی دنیا
۵۲	A Just Answer to the blased author	انگلش	مطبوعہ، از: ساؤتھ افریقہ (مطبع کا نام نہیں ہے)
۵۳	فضیلت نسب (ترجمہ اراءۃ الادب لفاضل النسب)	اردو	مکتبہ سنی دنیا، بریلی
۵۴	ایک غلط فہمی کا ازالہ	اردو	برکات رضا، پور بندر، گجرات
۵۵	حاشیہ انوار المنان	اردو	المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی
۵۶	الفردہ فی شرح قصیدۃ البردہ	عربی	ناشر مولانا عسجد رضا (مطبع کا نام نہیں ہے)
۵۷	رویت ہلال	اردو	مشمولہ ماہنامہ سنی دنیا شمارہ جنوری ۲۰۱۴ء
۵۸	چلتی ٹرین پر نماز کا حکم	اردو	مشمولہ ماہنامہ سنی دنیا شمارہ جنوری ۲۰۱۴ء
۵۹	افضلیت صدیق اکبر و فاروق اعظم	اردو	مطبوعہ
۶۰	تعریب فتاویٰ رضویہ، جلد اول	اردو	کمپوزنگ جاری ہے۔
۶۱	نغمات اختر	عربی	مطبوعہ

نوٹ: مذکورہ بالا تصانیف کے علاوہ بشکل آڈیو، قیمتی باتیں، بخاری شریف کا اردو میں درس انٹرنیٹ پر ہر اتوار کو بعد نماز عشا آن لائن، عربی سوال کا عربی میں انگلش سوال کا انگلش میں، اردو سوال کا اردو میں جواب، انٹرنیٹ پر موجود ہے، اللہ تعالیٰ اہل علم عقیدت مندوں میں سے کسی کو توفیق بخشے اور اسے تحریر کا

جامہ پہنا کر منظر عام پر لے آئے۔

جن کتابوں کا آپ نے ترجمہ فرمایا ہے خواہ عربی میں ہوں یا اردو میں ان پر آپ کا حاشیہ بھی ہے، میں نے صرف المعتقد مع المعتمد المستند اور انوار المنان کے حاشیے کا تصانیف میں تذکرہ کیا ہے، ان حواشی کو بھی آپ کی تصانیف میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ دوران مطالعہ مرکزی دار الافتا میں، میں نے دیکھا کہ وہ کتابیں جو مولانا ازہری کے زیر مطالعہ رہی ہیں ان میں سے بعض کتابوں پر آپ کی تعلیقات و حواشی ہیں، انہیں میں نے تحریرات مولانا ازہری میں شمار نہیں کیا ہے۔

آپ نے جو خطوط لکھے ہیں بعض کی کاپیاں دار الافتا میں تھیں انہیں میں نے پڑھا ہے، وہ زبردست علمی کاوشیں ہیں، اگر حضرت کے خطوط مل جائیں اور انہیں یکجا کر دیا جائے تو وہ بھی مستقل ایک کتاب کی حیثیت رکھیں گے۔

آپ نے علمائے اہل سنت کی کتابوں پر جو تقریظیں تحریر کی ہیں وہ کثیر تعداد میں ہیں انہیں بھی یکجا کیا جائے تو اردو نثر میں اضافہ ہوگا۔ مدارس، مساجد، مکاتب، تنظیم، تحریک جن کا تعلق اہل سنت سے ہے، ان کے معائنے یا سرپرستی قبول کرنے کی تحریریں، یا تعاون کے سلسلے میں مولانا کی بابرکت تحریریں بھی اس قدر ہیں کہ انہیں یکجا کیا جائے تو نثریات اردو میں شاہکار ثابت ہوں گی۔

تعارف کتب

۱-شرح حدیث نیت:

یہ صدق واخلاص کے موضوع پر معلوماتی کتاب ہے۔ دراصل یہ رسالہ حدیث نیت ''انما الاعمال بالنیات'' کی شاندار شرح ہے، ماضی قریب کے مایہ ناز مفتی حضرت مولانا قاضی محمد عبدالرحیم بستوی صدر مرکزی دارالافتا بریلی اس کے تعلق سے ''پیش گفتار'' کے تحت رقمطراز ہیں: ''اگرچہ حضور تاج الشریعہ کے معمولات کا دائرہ وسیع تر ہے۔ دورۂ تبلیغ وفتویٰ نویسی جیسے اہم امور کے سبب آپ کی زندگی بے حد مصروف ہے لیکن اس کے باوجود زیر نظر رسالہ ''شرح حدیث نیت'' آپ کی وسعت علمی وبصیرت دینی کا حسین مرقع ہے حدیث نیت کے بارے میں بہت عمدہ وگرانمایہ سرمایہ ہے اور اردو زبان میں نادر تحفہ ہے''۔[۵۹]

حضرت نے حدیث نیت کی تشریح جس علمی انداز میں کی ہے اسے چند خانوں میں بانٹ کر کتاب کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے یعنی اسے ہم محدثانہ، فقیہانہ، صوفیانہ، نحویانہ، فلسفیانہ، منطقیانہ تشریح سے موسوم کر سکتے ہیں اس میں شاندار سلیس اردو کا استعمال ہے۔

اس کتاب کے دو نسخے میرے پیش نظر ہیں۔ ایک نسخہ ادارہ سنی دنیا پوسٹ بکس ۲۳۵، رضا نگر سوداگران، بریلی نے جون ۱۹۸۷ء میں ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی کے اہتمام سے شائع کیا تھا۔ کتاب درمیانی سائز میں

۲۳؍صفحات پر مشتمل ہے۔ صفحہ نمبر ۲ پر حضرت کا پیش لفظ اور صفحہ ۴ تا ۶ مفتی عبدالرحیم بستوی کی پیش گفتار ہے اصل کتاب ص ۷ سے شروع ہے۔ اور شوال ۱۴۲۸ھ/ اکتوبر ۲۰۰۷ء میں ادارہ معارف نعمانیہ شاد باغ لاہور پاکستان نے بھی کمپوز کرا کے خوبصورت ٹائیٹل کے ساتھ شائع کیا ہے۔

۲-ہجرت رسول:

اس رسالہ کے نام ہی سے موضوع ظاہر ہے۔ تاریخ اسلام میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ ہجرت ایک انقلاب آفریں موڑ ہے۔ حضرت نے بڑے ہی اچھوتے انداز میں رقم کیا ہے۔ رسالہ اردو نثر میں ہے اور سلاست و بلاغت سے بھرپور ہے۔ کہیں کہیں قرآن کی آیتیں اور احادیث واقوال ائمہ شواہد کے طور پر مرقوم ہیں۔

یہ رسالہ المجمع الرضوی، ۸۲؍سوداگران، بریلی سے شائع ہوا ہے اس میں ٹوٹل ۲۳؍صفحات ہیں، سال اشاعت درج نہیں ہے۔ ادارۂ معارف نعمانیہ، لاہور نے بھی یہی نسخہ شائع کیا ہے۔

۳-آثار قیامت:

قیامت برحق اور مذہب اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے قرآن واحادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ یہ کتاب اسی تعلق سے تبشیر وانذار پر مشتمل ہے اردو زبان میں بڑی اچھی کتاب ہے یہ کتاب دراصل کنز العمال مصنفہ علامہ علاء الدین متقی ہندی علیہ الرحمہ کی ایک طویل حدیث اور قیامت کے تناظر میں بلیغ و فصیح تشریح ہے یہ حدیث کنز العمال کی چودھویں جلد صفحہ ۵۷۳ تا ۵۷۴ سے

ماخوذ ہے اس کے مشمولات مندرجہ ذیل ہیں:

☆ جب لوگ نماز کو ضائع کرنے لگیں۔ ☆ جب امانت رائیگاں کردی جائے۔ ☆ جب سود خوری کی جانے لگے۔ ☆ جب رشوت ستانی کی جانے لگے۔ ☆ جب قرآن کو گانا ٹھہرالیا جائے۔ ☆ جب اولاد دل کی گھٹن ہوجائے۔ ☆ جب علما اہل ثروت کے لئے سینوں پر ہاتھ باندھے جھکیں۔ ☆ جب مسجدیں آراستہ کی جائیں۔ ☆ جب مہینے گھٹ جائیں۔ ☆ جب عورتیں ترکی گھوڑوں پر بیٹھیں۔ ☆ جب عورتیں مردوں سے/مرد عورتوں سے مشابہت کریں۔ ☆ جب غیر اللہ کی قسم کھائی جائے۔ ☆ جب آدمی بغیر طلب کے گواہی میں سبقت کرلے۔ ☆ جب عہدے میراث ہوجائیں۔ ☆ جب عورتیں عورتوں میں، مرد مردوں میں رغبت کرنے لگیں۔

المجمع الرضوی، ۸۲؍سوداگران، بریلی نے شائع کیا ہے، کتاب درمیانی سائز میں ۹۶؍صفحات پر مشتمل ہے۔ سال اشاعت درج نہیں ہے۔ اس کتاب کو ادارۂ معارف نعمانیہ، لاہور، پاکستان نے بھی شائع کیا ہے۔

۴-تین طلاقوں کا شرعی حکم:

یہ رسالہ بھی اردو نثر میں ہے۔ یہ دراصل ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ سوال ہے کہ ایک مرتبہ میں اگر شوہر نے تین طلاق بیوی کو دے دیں تو تین طلاقیں واقع ہوں گی یا ایک۔ اس پر حضرت نے قرآن واحادیث اور فقہائے کرام کی متعدد کتابوں سے ثابت کیا کہ بیوی پر تین طلاق پڑیں گی۔ رسالہ شاندار لب ولہجہ اور فصیح وبلیغ اردو پر مشتمل ہے۔ جواب کا ابتدائی

حصہ ملاحظہ کیجئے:

''فی الواقع ائمہ اربعہ و جماہیر اہل سنت کا سلفاً و خلفاً اس امر پر اجماع ہے کہ یکبارگی تین طلاقیں دینے کی صورت میں بیوی پر تین ہی واقع ہوں گی۔ اس امر میں کسی معتد بہ کا اختلاف نہیں''۔ [۶۰]

یہ رسالہ ۱۴۱۰ھ/۱۹۸۹ء میں لکھا گیا۔ اسے مکتبہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی نے شائع کیا۔ رسالہ ۴۸ رصفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

۵-سنو چپ رہو:

یہ کتاب بھی فقہ میں آداب قرأت سے متعلق ہے اور اردو میں ہے حضرت کی اس کتاب کو جناب مولانا ابوالسخا محمد عبدالرشید نوری ایم۔اے۔ پاکستان نے مرتب کرکے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اکیڈمی شعبۂ تحقیق بزم رضا پاکستان کے تعاون سے صفر ۱۴۱۱ھ/ستمبر ۱۹۹۰ء میں طبع کرایا ہے جسے برکاتی پبلشرز کراچی پاکستان نے شائع کیا۔ اس میں مکمل ۱۴۴ رصفحات ہیں۔ کتاب کے ٹائیٹل پر یہ تحریر مکتوب ہے: ''مسئلہ حق نبی عند القرأۃ پر تحقیقی کتاب ''سنو چپ رہو''۔'' یہ رسالہ اس طرح معرض وجود میں آیا کہ حضرت ۱۹۸۹ء میں حیدرآباد پاکستان ایک جلسہ کو خطاب کرنے گئے وہاں دیکھا کہ لوگ آیت صلوٰۃ میں ''علیٰ النبی'' پر حق نبی کا نعرہ لگاتے ہیں جو شرعاً آداب قرأت کے خلاف ہے اس پر پاکستان کے مولانا محمد زبیر نقشبندی کو اعتراض ہوا اور ایک استفتا حضرت کے پاس وہیں روانہ کیا اور ساتھ ہی ایک رسالہ ''مسئلہ حق نبی'' لکھ کر شائع بھی کر دیا۔

حضرت نے ان کے خطوط کے شبہات کا جواب وہیں فی الفور دیا۔
حیدرآباد سے آپ کو لاہور جانا تھا، چلے گئے۔ مولانا نے حیدرآباد، پاکستان میں مولانا زبیر کے شبہات کا ازالہ ۲۵/ذیقعدہ ۱۴۰۹ھ کو بشکل استفتا کا جواب لکھا۔ دوسرا جواب ۲۷/ذیقعدہ ۱۴۰۹ھ کو لکھا اور پھر ان کے تمام شبہات اور اعتراض اور ''مسئلہ حق نبی'' کے موقف کا رد کرتے ہوئے لاہور سے یکم ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ کو تفصیلی جواب بھیجا جس کے بعد وہ خاموش ہو گئے اور دلائل سے واضح کیا کہ قرآن کا حکم ہے کہ تلاوت قرآن جب ہو تو خاموشی سے سنو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا {وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُواْ لَهُ وَأَنصِتُواْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ} یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنو اور چپ رہو تاکہ تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ حضرت کے موقف کی تائید ۴۳/علمائے کرام وفقہائے عظام نے کی۔ اٹھارہ جید علما ہندوستان کے ہیں اور بقیہ علما پاکستان کے ہیں۔ ان میں بعض علما وہ ہیں جنہوں نے پہلے مولانا زبیر نقشبندی کے موقف کی تائید کردی تھی مگر جب انہوں نے آپ کے مدلل تحریر کو دیکھا تو اس سے رجوع کرلیا وہ یہ ہیں: مفتی غلام مصطفی رضوی، ملتان، مفتی عبد الرشید رضوی، جھنگ، مفتی غلام سرور قادری، لاہور، مفتی مختار احمد، فیصل آباد، پاکستان۔ کتاب کے آخر میں دو قطعے بھی مکتوب ہیں جو کتاب کے نام اور مضامین کتاب کے ماحصل کو ظاہر کرتے ہیں۔ ع

تلاوت کلام الٰہی کی جب ہو کسی کی سنو تم نہ اپنی کہو
تقاضائے آداب الفت یہی ہے ہے واجب یہ تم پر ''سنو چپ رہو''

[محمد حماد رضا خاں]

پڑھا جائے جس وقت قرآن حسانؔ یہ لازم ہے تم پر ''سنو چپ رہو''
کہ حکم خدا انصتوا ہے تو بے شک جو حکم خدا ہے وہی تم کرو

[محمد حسان رضا خاں]

۶-ٹائی کا مسئلہ:

یہ رسالہ مسلمانوں کے لئے ٹائی کا استعمال جائز ہے یا ناجائز اس سے متعلق ہے۔ حضرت نے ٹائی کی تحقیق کی ہے اور دلائل کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ ٹائی نصاریٰ کا مذہبی شعار ہے۔ اور مسلمانوں کو اس کا استعمال کرنا حرام اشد حرام ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی اور سولی پر لٹکا یا لہٰذا عیسائی اس کی یاد میں صلیب کا نشان جسے کراس (CROSS) کہتے ہیں، گلے میں ٹائی (پھندہ) باندھتے ہیں جبکہ یہ عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ قرآن عظیم میں ہے: {وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَـٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ (الیٰ قولہ) وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا} یعنی یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہ کیا نہ انہیں سولی دی بلکہ ان کے لئے ان کی شبیہ کا دوسرا بنا دیا گیا (الیٰ قولہ) اور یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یقینا قتل نہ کیا۔ [۶۱]

آج کل ماڈرن طبقہ بلا جھجک اسے فیشن کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ یہی ان کی چال ہے کہ لوگ دانستہ غیر دانستہ ہماری چیزوں کو فالو (Follow) کریں حضرت نے اس پر سخت گرفت کی ہے۔ حضرت کے موقف کی تائید اکاون بڑے بڑے مفتیان کرام و علمائے عظام نے کی ہے۔

یہ رسالہ متعدد بار ہند و پاک سے شائع ہو چکا ہے۔ میرے پیش نظر اس کا تازہ نسخہ ہے جسے المجمع الرضوی، ۸۲ر سوداگران، بریلی نے شائع کیا ہے۔ یہ ۳۶X۲۳/ ۱۶ میں مکمل ۸ ۴ر صفحات پر مشتمل ہے۔ صفحہ ۷ ۴ تا ۸ ۴ مولانا مصطفی رضا کے ''فتاویٰ مصطفویہ'' سے ایک فتویٰ اخذ کر کے بطور سند چھاپا گیا ہے۔ اس میں ادیبانہ طرز کی اردو کا استعمال ہے۔

۷۔ تصویروں کا حکم:

یہ رسالہ اردو زبان میں ہے۔ حضرت کے اس تحقیقی معیاری رسالے کو آپ کے بڑے بھائی مولانا ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ نے رضا برقی پریس، بریلی سے شائع کیا ہے یہ ۸ ۴ر صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

ماہنامہ ''المیزان'' مجریہ ممبئی شمارہ بابت ماہ فروری ۱۹۷۶ء میں ایک تحریر عکسی تصاویر سے متعلق مولانا محمد ہاشمی کچھوچھوی کی شائع ہوئی۔ اس پر حضرت نے یہ تحقیقی رسالہ قلمبند کیا۔ کتاب کے ابتدائی صفحے پر لکھتے ہیں:

''اس شمارے میں نہایت حیرت انگیز امر جس نے سب کو چونکا دیا ہے اور جس پر تمام اصحاب فکر بلکہ ہر دینی شعور رکھنے والوں کی نظریں جم گئیں جو عکسی تصاویر کے متعلق ایک استفتا ہے جو صورتاً استفتا ہے مگر اپنے انداز و اطوار کے اعتبار سے گویا فتویٰ ہے'' [۶۲]

حضرت کی اس کتاب پر دو جلیل القدر عالم و فاضل کی تصدیق ہے۔ مفتی اعظم مولانا مصطفی رضا لکھتے ہیں: ''الحمد للہ، ماشاء اللہ ''تصویروں کا شرعی حکم'' میں نے سنا۔ بہت خوب لکھا ہے مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے اور جزائے

خیر دے اور قبول فرمائے اور خدمت دین کی ایسی ہی مزید توفیق عطا فرمائے‘‘۔[۶۳]

بحر العلوم مفتی سید افضل حسین صاحب لکھتے ہیں:

’’جاندار کی تصویر بنانے کی حرمت میں احادیث کثیرہ شہیرہ ہیں۔ عزیزم محترم فاضل مکرم جناب علامہ اختر رضا خاں سلمہٗ ربہٗ کا فتویٰ اس بارے میں نہایت قوی دلائل پر مشتمل ہے جو اوہام ضعیفہ اور شبہات سخیفہ کے ازالہ کے لئے کافی ووافی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اتباع حق کی توفیق بخشے۔ وھو الھادی‘‘۔[۶۴]

۸-ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن:

یہ کتاب حضرت کی شاندار علمی ادبی تحقیقی مواد پر مشتمل ہے اس کا موضوع ٹی وی اور ویڈیو کا شرعی حکم ہے۔ ٹیلی ویژن سائنس کی ان ایجادات میں سے ہے جنہوں نے ماحول کے بگاڑ، فحاشی کے پھیلاؤ، بے پردگی و دینی حمیت کی پامالی میں انتہائی مکروہ کردار ادا کیا ہے۔ کیبلز اور ڈش کے ذریعے دیکھے جانے والے چینلز مغربی ننگی تہذیب کے جو گھناؤنے اثرات چھوڑ رہے ہیں وہ کسی صاحب عقل سلیم پر مخفی نہیں۔ ایسے ماحول میں دینی پروگرام کا نشر بھی خرافات سے خالی نہیں ہوتے۔ لہٰذا اس سلسلے میں کہ ٹی وی اور ویڈیو کا استعمال شرعی پروگرام کے لئے جائز ہے یا ناجائز۔ تو اس میں مولانا سید مدنی میاں کچھوچھوی نے جواز کا قول کیا اس پر حضرت کے ایرادات تھے پھر جانبین سے اس سلسلے میں تحریری مباحثہ ہوا۔ حضرت نے قرآن واحادیث

اور سائنسی اقوال کی روشنی میں عدم جواز کے قول کو راجح قرار دیا۔ آپ کے اقوال کی حمایت دور حاضر کے محققین علمائے کرام و مفتیان عظام نے کی ہے بلکہ جو پہلے مولانا مدنی کے موقف کی تائید کر چکے تھے انہوں نے بھی جب آپ کی تحریر پڑھی تو اپنے نظریے پر نظر ثانی کرتے ہوئے آپ کے موقف کی تائید کر دی۔ یہ کتاب پہلے پہل ''ماہنامہ سنی دنیا'' بریلی نے دو قسطوں میں شائع کی پھر ادارہ سنی دنیا نے کتابی شکل میں شائع کی جس کے مرتب ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی ہیں اس میں انہوں نے ابتدائیہ میں ''دو باتیں سچی سچی'' کے عنوان سے اس کا خلاصہ اور کتاب کیوں معرض وجود میں آئی، لکھا ہے پھر ایک صفحہ میں ''عرض ازہری'' مرقوم ہے۔ اور دوسرا کمپوز شدہ نیا ایڈیشن ہے جسے آل انڈیا جماعت رضائے مصطفی، مہاراشٹر نے ۲۵ صفر ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء میں البرکات دار الکتب، مالیگاؤں، ضلع ناسک، مہاراشٹر سے شائع کیا ہے یہ رسالہ دو حصوں پر مشتمل ہے اور اس نسخہ میں یکجا ہے۔ رسالہ درمیانی سائز میں ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر عزیزی لکھتے ہیں:

''زیر نظر کتاب ''ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن'' جانشین مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری اور جانشین محدث اعظم علامہ مدنی میاں صاحب کے مضامین، اور علامہ ازہری صاحب کے فتویٰ (عدم جواز) علمائے اہل سنت کی تصدیقات پر مبنی ایک معلوماتی اور علمی کتاب ہے۔ علما، طلبا اور دانشوران ملت مطالعہ کریں''۔ [۶۵]

کتاب کے آخر میں سائنسی تھیوری والیکٹرانکس کی کتب میں ٹی وی اور ویڈیو کے بارے میں پیش کردہ نظریات کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں بھی لگادی گئی ہیں۔ یہ کتاب بھی اردو زبان میں اپنی مثال آپ ہے۔

۹-دفاع کنزالایمان، ۲جز:

حضرت کی یہ کتاب دراصل ایک جارحانہ مضمون کا جواب ہے۔ مولوی امام علی قاسمی رائے پوری نے ''قرآن پر ظلم'' نامی مقالہ لکھا اور ۱۹۷۶ء میں اسے مدرسہ رئیس العلوم، کھیری لکھیم پور سے شائع کیا۔ اعلیٰ حضرت نے قرآن کا ترجمہ بنام کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن کیا۔ علمی حلقوں اور مذہبی حلقوں میں یہ ترجمہ مقبول ہوا۔ اس پر مولوی قاسمی کے اعتراض تھے جس کا دندان شکن جواب دیا۔ یہ مقالہ ماہنامہ ''المیزان'' نے امام احمد رضا نمبر میں شائع کیا پھر ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی نے اسے مزید اضافے کے ساتھ ادارہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی کے توسط سے سائما پریس، بریلی سے طبع کرایا۔ اس میں مکمل ۱۱۹ رصفحات ہیں۔ سن اشاعت جون ۱۹۸۹ء درج ہے۔ یہ رہا جز اول۔ دوسرا جز جو کنزالایمان پر متعدد اعتراضات کے جوابات پر مشتمل ہے وہ اعتراض الجمیعۃ نامی اخبار میں شائع ہوئے تھے ان کا جواب کئی قسطوں میں سنی دنیا میں اور دیگر رسائل جرائد میں ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی نے کتاب کے شروع میں ''کچھ اس کتاب کے بارے میں'' سرخی لگا کر کچھ معلوماتی باتیں درج کی ہیں اس میں نوٹ کر کے یہ تحریر لکھی ہے۔

''دہلی کے ایک مولوی قاسمی نے الجمیعۃ نامی اخبار میں چند سال قبل

اعتراضات، کنزالایمان کے سلسلہ میں اور بھی اٹھائے تھے ان کا بھی مسکت جواب حضورتاج الشریعہ نے دفاع کنزالایمان کے نام سے دیا تھا جو ماہنامہ سنی دنیا کے علاوہ دیگر سنی رسائل میں بھی شائع ہوئے تھے اور جن کی دوایک قسطوں کو رضا اکیڈمی، ممبئ اور سنی تبلیغی جماعت باسنی ناگور نے کتابی شکل میں بھی شائع کیا تھا۔ دفاع کنزالایمان کی وہ قسطیں ''دفاع کنزالایمان حصہ دوم'' کے نام سے جلد ہی علیحدہ سے کتابی شکل میں پیش کی جائیں گی''۔[٦٦]

یہ دوسرا حصہ مجھے دستیاب نہیں ہوا۔

۱۰-۱۱-المعتقد المنتقد اور المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد کا اردو ترجمہ:

المعتقد المنتقد علم کلام میں ایک معرکۃ الآرا کتاب ہے اس کتاب کا نام تاریخی ہے جس سے ۱۲۷۰ھ برآمد ہوتی ہے۔ یہ کتاب عالم جلیل حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی (۱۲۱۳ھ/م ۱۲۸۹ھ) کی تصنیف ہے اور اس کتاب پر مولانا احمد رضا خاں صاحب نے حواشی تحریر کئے جس کا تاریخی نام المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد (۱۳۲۰ھ) ہے۔ یہ دونوں عربی زبان میں ہیں۔ حضرت نے معاصر علما کے اصرار پر اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب کے اردو ترجمے کی ضرورت اور اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اس پر ہندو پاک کے ۲۲/جید علمائے کرام کی تقریظیں اور آرا شامل ہیں۔

حضرت مفتی محمد صالح رضوی بریلوی ترجمہ پڑھ کر ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''ترجمہ نے معتقد و مستند کو گویائی زندگی و تابندگی دے دی''۔

اور اسی میں آگے لکھتے ہیں:

''ترجمہ کی وقعت کا اندازہ حضرت مترجم کی شان عالمیت دیکھ کر ہر کس و ناکس بآسانی لگا سکتا ہے البتہ ترجمہ کی خوبیاں گننا اور بیان کرنا اور بات ہے''۔

پھر چند سطروں کے بعد آپ لکھتے ہیں:

''ستائش وخوبی کی بات تو یہ ہے عام فہم زبان میں بامحاورہ وسلیس ترجمہ ہے۔ اسلوب ترجمانی میں قدرے ندرت بھی ہے اور شگفتگی بھی''۔[۶۷]

حضور تاج الشریعہ نے جس مقام کی بحث کو گنجلک دیکھا وہاں پر دونوں کتابوں میں حواشی بھی تحریر کئے ہیں۔ میرے پیش نظر اس کے دو نسخے ہیں۔ پہلی مرتبہ اسے المجمع الرضوی، ۸۲ر سوداگران، بریلی نے ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء میں طبع کرایا۔ پہلی اشاعت میں علما کی تقریظیں نہیں ہیں دوسری اشاعت میں ۲۲ر جید علما و محققین کی تقریظیں شامل ہیں اور اسے راقم السطور نے ترتیب دیا ہے۔ کتاب درمیانی سائز میں ۱۷۴ر صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۲-انوار المنان فی توحید القرآن کا اردو ترجمہ:

یہ بھی علم کلام کے موضوع پر حضور سیدی اعلیٰ حضرت کی لاجواب کتاب ہے۔ یہ کلام لفظی اور کلام نفسی کی تحقیق پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ حضور تاج الشریعہ نے کیا ہے۔ اس میں بھی مغلق مقام کی تشریح حضرت نے قوسین کے درمیان کی ہے اور بعض مقامات پر حاشیہ بھی تحریر کیا ہے۔ یہ کتاب المعتقد مع المستند کے ترجمہ کے ساتھ ضم کر کے جامعۃ الرضا، بریلی نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب ص ۴۱۸ تا ۴۷۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلی بار ۲۰۰۸ء میں شائع ہوئی تھی۔

۱۳-فضائل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق:

یہ سیدی اعلیٰ حضرت کی عربی تصنیف ''الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی'' (سب سے بڑے تقوی والے کی سبقت کے دریا کا صاف ستھرا پاکیزہ ترین پانی) کا اردو میں بامحاورہ ترجمہ ہے۔

پیش لفظ کے تحت مولانا عبدالمبین نعمانی لکھتے ہیں:

''یہ کتاب اب تک زیور طبع سے محروم تھی، جانشین مفتی اعظم، وارث علوم مجدد اعظم، مرجع اہل سنت امام ملت حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری قادری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ صدر مفتی مرکز اہل سنت بریلی کا خدا بھلا کرے کہ انہوں نے اس کتاب عظیم وجلیل کو سنبھال کر رکھا اور اس کی اشاعت کا انتظام کیا اور اردو داں طبقے کے افادے کی غرض سے اس کا نہایت سلیس اور رواں اردو ترجمہ بھی فرمایا جو ہم پر موصوف کا احسان عظیم ہے''۔[۶۸]

یہ کتاب پہلی بار ادارہ سنی دنیا ۸۲/سوداگران، بریلی نے صفر ۱۴۱۵ھ/ اگست ۱۹۹۴ء میں شائع کی ہے۔ یہ کتاب ۲۱۶/صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کتاب کو ادارہ معارف نعمانیہ، لاہور، پاکستان نے کمپوز کرا کے شاندار ٹائیٹل کے ساتھ صفر ۱۴۲۸ھ/ مارچ ۲۰۰۷ء میں شائع کیا ہے۔ یہ نسخہ ۲۱۴/صفحے پر پھیلا ہوا ہے۔

۱۴-تقدیم تجلیۃ السلم فی مسائل من نصف العلم:

''تجلیۃ السلم''، اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے، اس پر حضور تاج الشریعہ کی بڑی زوردار تقدیم ہے۔ حضرت تقدیم میں لکھتے ہیں:

''ان (اعلیٰ حضرت) کی یہ تصنیف بھی فوائد گراں قدر کا خزانہ اور تنقیح و تصحیح کا مجلّٰی آئینہ ہے ہمارا قصہ بعونہ تعالیٰ یہ ہے کہ یہاں بعض فوائد نفسیہ کا اجمالی بیان کر دیں اور بعض ابحاث عالیہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ جو عربی عبارت میں ہیں ان کا ترجمہ وخلاصہ کریں''۔[۶۹]

یہ رسالہ حضور تاج الشریعہ کی کوشش سے پہلی بار زیور طبع سے آراستہ ہوا، وہ لکھتے ہیں:

''سیدنا اعلیٰ حضرت کے گنجینۂ جواہر کا ایک اور انمول موتی ہدیۂ ناظرین ہے۔ میری مراد رسالۂ مبارکہ ''تجلیۃ السلم فی مسائل من نصف العلم'' سے ہے جو اب تک زیور طبع سے آراستہ نہ ہوا تھا۔ رسالہ کیا ہے مسائل میراث میں اپنے نام کے بمصداق مشعل راہ ہدایت ہے جس سے نہ مبتدی کو بے نیازی نہ منتہی کو استغنا''۔[۷۰]

یہ رسالہ اعلیٰ حضرت کا تحریر کیا ہوا ہے مگر اس کی ابتدا میں تقدیم حضور تاج الشریعہ کا تحریر کردہ ہے۔

۱۵-القول الفائق بحکم اقتداء بالفاسق:

ایسا شخص جس کی داڑھی حد شرع سے کم ہو، وہ قابل امامت ہے یا

نہیں؟ اس کا جواب پاکستان کے مفتی، حضرت مولانا ڈاکٹر غلام سرور قادری جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن، پاکستان نے لکھا۔اس میں انہوں نے جواز کا قول کیا وہی سوال وجواب حضور تاج الشریعہ کے پاس بھیجے گئے۔ حضرت نے اس کا جواب لکھا اور مفتی صاحب کی سخت گرفت فرمائی۔ یہ رسالہ ''مجموعہ فتاویٰ مرکزی دارالافتاء'' میں شامل ہے۔ اس کی ترتیب مولانا عبدالرحیم نشتؔر فاروقی اور راقم السطور نے دی ہے۔ الرضا مرکزی دارالاشاعت، ۸۲رسوداگران، بریلی نے ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء میں شائع کی ہے۔ فتاویٰ میں مکمل ۴۲۴رصفحات ہیں۔ اس کا سائز ۲۰X۳۰/ ۸ ہے۔

۱۶-ایک غلط فہمی کا ازالہ:

یہ رسالہ بھی اردو میں ہے۔ اس رسالہ میں حضرت نے خواجۂ خواجگاں، غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی سے اعلیٰ حضرت کی عقیدت و محبت کیسی تھی، اس کی حقیقت بیان کی ہے اور لگائے گئے بعض الزامات کا جواب بھی رقم کیا ہے۔ مرکز اہل سنت برکات رضا، امام احمد رضا روڈ، پور بندر، گجرات نے ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء میں شائع کیا ہے۔ رسالہ کا سائز ۲۰X۳۰/ ۸ ہے مکمل صفحات ۸ رہیں۔

۱۷-حاشیہ المعتقد المنتقد:

المعتقد المنتقد کے ترجمے کے ساتھ شائع ہوا ہے۔

۱۸-حاشیہ المستند المعتمد:

یہ بھی اصل کتاب کے ساتھ شائع ہوا ہے۔

۱۹- حاشیہ انوار المنان:

یہ اردو حاشیہ بھی اصل ترجمہ کے ساتھ چھپا ہے۔

۲۰- فقہ شہنشاہ وأن القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ:

یہ رسالہ اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے نہایت قیمتی ابحاث اس میں درج ہیں۔ حضرت نے اس کا عربی ترجمہ کیا ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت کے دیوان ''حدائق بخشش'' میں مطبوعہ دو مصرعے

''حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو''

اور

''بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا''

پر سوال کا جواب ہے۔ یہ رسالہ ۵۶- صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور المجمع الرضوی ۸۲ر سوداگران، بریلی نے شائع کیا ہے۔ سال اشاعت درج نہیں ہے۔

۲۱- عطایا القدیر فی حکم التصویر:

یہ اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے جس میں تصور شیخ اور معظمان دین کی تصاویر بنانے سے متعلق حکم شرعی درج ہے۔ اس کا عربی ترجمہ حضرت نے عربوں کی فرمائش پر کر دیا ہے۔ اسے بھی المجمع الرضوی، ۸۲ر سوداگران، بریلی نے طبع کرایا ہے۔ ۵۶ر صفحات پر مشتمل ہے۔ سال طباعت درج نہیں ہے۔

۲۲- برکات الامداد لأ ھل الاستمداد:

یہ رسالہ بھی اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے جس کا عربی میں ترجمہ حضور تاج الشریعہ نے کر دیا ہے۔ کتاب اولیائے کرام سے استعانت حاصل

کرنے کے موضوع پر ہے۔جمیعۃ رضاء المصطفیٰ کراچی، پاکستان نے شائع کیا ہے۔اس کتاب پر حضرت کا اصلی نام محمد اسماعیل الازہری درج ہے۔ یہ کتاب درمیانی بڑے سائز میں ۴۸؍صفحات پر مشتمل ہے۔سن طباعت درج نہیں ہے۔

۲۳-تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون:

یہ رسالہ بھی اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے، حضور تاج الشریعہ نے تعریب کا کام کیا ہے اور بعض مقامات پر اپنی تقریرات وتحقیقات بھی قلمبند کی ہیں۔مرتب رسالہ (راقم السطور محمد یونس رضا) لکھتے ہیں:

''مجھے اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ حضور تاج الشریعہ کی تبحر علمی کسی سے مخفی نہیں اس رسالہ کی تقریب پڑھ کر یہ محسوس کریں گے کہ ہم کسی عرب عالم کی تحریر سے لطف اندوز ہو رہے ہیں''۔[۷۱]

یہ کتاب درمیانی بڑے سائز میں ۴۸؍صفحات پر مشتمل ہے۔المجمع الرضوی، ۸۲؍سوداگران، بریلی نے شائع کیا ہے۔سال اشاعت درج نہیں ہے۔

۲۴-الھاد الکاف فی حکم الضعاف:

یہ اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے۔حدیث ضعیف، اصول حدیث پر لاجواب کتاب ہے۔اس کا ترجمہ بھی حضرت نے عربوں کی فرمائش پر کیا ہے۔ یہ کتاب دار السنابل، دمشق، سوریہ اور دار الحاوی، بیروت لبنان سے ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی۔عرب دنیا نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور عربی علما نے اس پر تقریظیں لکھیں۔بعض کی تحریریں کتاب کے آخر میں

درج ہیں۔ یہ کتاب ۲۸۰ رصفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور دیدہ زیب ٹائیٹل کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

۲۵-اھلاک الوہابین علیٰ توہین قبور المسلمین:

اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے حضرت نے اس کا عربی ترجمہ کیا ہے۔ اس میں وہ مسائل درج ہیں جن کی اشاعت شیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب نے کی تھی۔ اعلیٰ حضرت اس نظریہ سے متفق نہیں ہیں۔ لہٰذا انہوں نے اپنے نظریات کو قرآن واحادیث کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ المجمع الرضوی، ۸۲ رسوداگران، بریلی نے شائع کی ہے۔ اس نسخہ میں حضرت نے بخاری شریف پر جو حاشیہ لکھا ہے وہ موضوع کی مناسبت سے اس کے شروع میں ضم ہے۔ یہ کتاب ۸۰ رصفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ سن طباعت درج نہیں ہے۔

۲۶-النہی الأکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید:

یہ اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے۔ حضرت نے اس کی تعریب کی ہے۔ فضیلت الشیخ عبدالجلیل العطا البکری محدث دمشق نے کتاب پر تقدیم اور مصنف ومعرب کے مختصر حالات لکھے ہیں یہ کتاب بھی دارالنعمان للعلوم دمشق نے ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء میں طبع کرائی۔ ٹائیٹل نہایت عمدہ ہے ٹوٹل صفحات ۹۶ رہیں کتاب درمیانی سائز سے بڑی ہے۔

۲۷-شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام:

یہ اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے جس میں انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ سرکار علیہ السلام کے آباؤ اجداد اور امہات سب کے سب موحد تھے کوئی بھی

شرک وکفر سے آلودہ نہ تھا۔ حضرت نے تعریب وتحقیق کی ہے اور حضرت کے صاحبزادے مولانا محمد عسجد رضا قادری نے اپنے صرفہ سے چھپوائی ہے۔ مراجع کتب و مآخذ کی تخریج وتفتیش مولانا محمد شعیب رضا قادری نے کی ہے۔ عرب کے مطبع سے چھپی ہے۔ مطبع کا نام درج نہیں ہے۔ دیدہ زیب ٹائیٹل ہے اور مکمل ۱۹۶ر صفحات پر ہے۔ کتاب بڑے سائز میں ہے۔

۲۸-الفردہ فی شرح البردہ:

حضرت کی یہ لاجواب کتاب ہے۔ امام بوصیری علیہ الرحمہ کا قصیدہ بردہ بڑا مشہور ومعروف ہے۔ اس کی بے شمار شرحیں مختلف زبانوں میں لکھی گئیں عربی شرحیں بھی بہت لکھی گئیں۔ مگر حضرت نے اس کی عربی شرح ایسی لکھی ہے جو علمی حلقوں میں بے حد مقبول ہے۔ عربوں نے سراہا ہے۔ حضرت کے صاحبزادہ مولانا عسجد رضا قادری نے اپنے صرفے سے اسے شائع کیا ہے۔ مطبع کا نام درج نہیں ہے نہ سال اشاعت مکتوب ہے کتاب بڑے سائز میں ۳۰۹ر صفحات پر مشتمل ہے۔ اس شرح کی مقبولیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ مدارس اسلامیہ کے عربی ادب کے نصاب میں داخل درس ہے۔ یہ پورا قصیدہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف پر مشتمل ہے۔

۲۹-سد المشارع فی الرد علیٰ من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع:

یہ کتاب بھی اپنی مثال آپ ہے اس میں حضور تاج الشریعہ نے ایک باطل نظریہ کا رد کیا ہے۔ نظریہ یہ کہ مذہب اسلام کو شارع علیہ السلام حضرت

محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ نظریہ سراسر اسلام کے خلاف ہے اور یہودی ذہن رکھنے والوں کا ہے۔ اس کتاب کو دارالمقطم للنشر والتوزیع ۵۰/شارع الشیخ ریحان-عابدین القاہرہ-جمہوریہ مصر العربیہ نے ۲۰۱۱ء میں شائع کیا ہے۔ ٹوٹل صفحات ۱۰۴ ہیں اور سائز ۲۴X۱۷ ہے۔

۳۰-الحق المبین:

ابوظہبی سے ایک مجلہ الھدیٰ نکلتا تھا۔ جس میں مذہب حقہ کے خلاف نظریات سامنے آئے۔ اس کا رد حضور تاج الشریعہ نے عربی میں لکھا ہے اور اسے الحق المبین کے نام سے موسوم کیا ہے۔ المجمع الرضوی، ۸۲/سوداگران، سے رسالہ شائع ہوا۔ ٹوٹل صفحات ۴۸/ہیں۔ سال طباعت درج نہیں ہے۔

۳۱-نموذج حاشیۃ الازہری علیٰ صحیح البخاری:

قرآن شریف کے بعد سب سے اصح کتاب بخاری شریف ہے۔ حضرت نے بعض مغلق مقام پر حاشیہ لکھا ہے اور بعض پر محشی احمد علی صاحب کی عبارت پر گرفت کی ہے۔ جس کا ایک حصہ ''نموذج حاشیۃ الازہری'' کے نام سے المجمع الرضوی، ۸۲/سوداگران، بریلی نے طبع کرایا ہے۔ ٹوٹل ۴۸/صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں عربی میں مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی کی تقریظ ہے۔ اور کلمۃ المرتب کے نام سے راقم نے محدث ازہری کی بعض خوبیوں کو اجاگر کیا۔ رسالہ کی ترتیب کا کام راقم السطور نے کیا ہے۔

۳۲-(حقیقۃ البریلویۃ) معروف بہ مرأۃ النجدیہ بجواب البریلویہ:

یہ کتاب عربی زبان میں ہے اور حضور تاج الشریعہ کی تحقیق وتنقید اور تعاقبات اور مسائل حقہ کے اظہار پر مشتمل ہے۔ اہل سنت و جماعت کے عقائد وافکار والی ذات اعلیٰ حضرت کی ہے انہوں نے اس حوالے سے ہزار سے زائد کتب تصنیف کی ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے انہیں افکار ونظریات کوفروغ دیا ہے جو علمائے سلف کے ہیں۔ مگر وہ حضرات یعنی جو اہل سنت و جماعت کے نظریات کے مخالف ہیں، انہوں نے بعض امور کی بنا پر اسے دنیا کے سامنے نیا فرقہ ثابت کرنے کی کوشش کی ان میں سے ایک غیر مقلد عالم احسان الٰہی ظہیر ہیں جنہوں نے اس حوالے سے ایک کتاب بنام ''البریلویہ عقائد و تاریخ'' لکھی ہے درحقیقت یہ کتاب اسی کا رد ہے اور اس میں حضرت نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ احسان الٰہی ظہیر کے لگائے گئے الزامات سے اہل سنت و جماعت کے علما بَری ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے کسی نئے نظریہ کونہیں بلکہ سلف کے نظریہ کو ہی فروغ دیا ہے۔ چنانچہ وہ رسالہ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

''فھذہ الرسالۃ التی بین ایدیکم تھدف اِلی تقدیم اجابۃ تفصیلیۃ عما اورد اِحسان الٰھی ظھیر فی کتابہ ''البریلویہ عقائد و تاریخ'' من أن الامام احمد رضا القادری البریلوی رضی اللہ عنہ تؤکد بأنہ لم یأت بأی فکر یتصادم مع الفکر الاسلامی بل أحیا أحکام الشریعۃ الاسلامیۃ باتباع سنۃ سیدنا رسول اللہ۔ صلیٰ اللہ علیہ و سلم۔ و ما سلک بہ الصحابۃ الکرام و التابعون العظام''۔ [۷۲]

اس کے دو نسخے میرے پیش نظر ہیں۔ایک نسخہ وہ ہے جو پہلی مرتبہ شائع ہوا تھا۔ یہ ۲۵/ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ/ ۲۵/نومبر ۱۹۸۹ء میں مرکزی دارالافتا، سوداگران، بریلی، یوپی سے طبع ہوئی ہے۔اس میں ٹوٹل ۱۷۳/ صفحات ہیں۔دوسرا نسخہ وہ ہے جو دارالمقطم للنشر والتوزیع، ۵۰-شارع شیخ ریحان-عابدین القاہرہ، جمہوریہ مصر العربیہ نے چھاپی ہے۔اس میں ٹوٹل ۲۲۴/صفحات ہیں اور حجم کتاب 24x17 ہے،سن اشاعت ۲۰۰۹ءمکتوب ہے۔یہ کمپوز شدہ نسخہ ہے۔اس کا ٹائیٹل بڑا خوبصورت اور مجلد ہے۔مولانا محمد امام الدین قادری اور ان کے رفقا نے جماعت رضائے مصطفی، مانچسٹر کے اہتمام اور تعاون سے اس کو چھپوایا ہے۔

۳۳-الصحابۃ نجوم الاھتداء:

یہ رسالہ بھی عربی زبان میں ہے۔صحابہ کرام کی ذات اسلام میں کتنی اہمیت کی حامل ہے اور سرکار علیہ السلام نے ان حضرات کے بابت کیا کیا ارشاد فرمائے ہیں۔حضرت نے اس میں اچھے لب ولہجہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ بالخصوص حدیث پاک ’’**أصحابی کالنجوم بأیھم اقتدیتم اھتدیتم**‘‘ پر تفصیل سے بحث کی اور اس مفہوم کی متعدد حدیثوں کو زیر بحث لے کر آئے اور اس حدیث کی فنی حیثیت کیا ہے، موضوع ہے یا نہیں، فن اصول حدیث کے ساتھ اس کا جائزہ لیا ہے۔ دارالمقطم للنشر والتوزیع، ۵۰-شارع شیخ ریحان-عابدین قاہرہ، جمہوریہ مصر العربیہ نے ۲۰۰۹ء میں اس کو شائع کیا ہے۔ یہ رسالہ بھی مولانا محمد امام الدین قادری نے اپنے

رفقاء کے ساتھ جماعت رضائے مصطفی مانچسٹر کے اہتمام سے طبع کرایا ہے۔
اس میں مکمل ۷۴ر صفحات ہیں۔

۳۴-تحقیق أن أبا ابراھیم علیہ السلام تارخ ولیس آزر:

یہ رسالہ بھی عربی زبان میں ہے۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہے یا تارح۔ قرآن شریف کی آیت {وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ- [الانعام ۷۴]} میں آزر کو اب سے ذکر کیا ہے جس کا معنیٰ ہے باپ اور آزر ایک بت پرست تھا تو کیا یہی اس اولوالعزم پیغمبر کے والد ہیں۔ حضرت نے ائمہ لغت اور علم الانساب اور متعدد آیتوں اور حدیثوں سے ثابت کیا کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا جو بت پرست تھا۔ آپ کے والد کا نام تارح ہے جو صاحب ایمان تھے۔ اور ساتھ ساتھ یہ تحقیق بھی فرمائی کے سرکار علیہ السلام کے آباء و اجداد اور امہات اول تا آخر سب کے سب صاحب ایمان موحد تھے کوئی بھی کفر و شرک میں مبتلا نہ ہوئے۔ یہ بھی ۲۰۰۹ء میں دار المقطم مصر نے شائع کی ہے۔ اس میں ٹوٹل ۳۶ر صفحات ہیں۔

۳۵-نھایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لھب یوم الاثنین:

یہ عربی زبان میں ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے۔ ولادت کی خوشخبری ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے ابولہب کو دی۔ اس خوشی میں ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کر دیا۔ اس عمل کی وجہ سے پیر کے دن ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ اس کو بعض حضرات نے کہا کہ یہ جھوٹ ہے۔ اس پر حضور تاج الشریعہ نے اپنی تحقیق پیش کی ہے۔ ۱۸ر ذی

الحجہ ۱۴۳۱ھ/ ۲۸/نومبر ۲۰۱۰ء کو مدینہ منورہ میں یہ سوال درپیش ہوا۔ حضرت خطبہ کے بعد لکھتے ہیں:

''فقد سئلت وأنا بالمدينة المنورة يوم الأحد ۱۸/ذی الحجه ۱۴۳۱ھ الموافق ۲۸/نوفمبر ۲۰۱۰ء عما يزعمه المعترض علىٰ ماورد فی الحديث عن ثويبة مرضعة النبی صلىٰ الله تعالىٰ عليه وسلم التی أعتقها أبو لهب مستبشرا بمولد النبی صلىٰ الله تعالىٰ عليه وسلم، وأنه يخفف عنه العذاب يوم الأثنين لذالک زعم المعترض أن الحديث كذب لما زعم من معارضة الآيات والاجماع''۔ [۷۳]

اس کتاب پر دمشق کے محدث شیخ عبدالجلیل العطا البکری نے تقدیم اور مصنف کے مختصر حالات لکھے ہیں۔ اس میں ٹوٹل ۴۸ صفحات ہیں کتاب بڑے سائز میں ہے۔ سن اشاعت ۱۴۳۳ھ/ 2012ء درج ہے۔

۳۶-ترجمہ قصیدتان رائعتان:

اعلیٰ حضرت کے عربی قصیدے ہیں، قصیدتان رائعتان کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ یہ مدارس کی درس نظامی میں فن ادب میں پڑھائے جاتے ہیں۔ مولانا محمد مطیع الرحمن نظامی، استاذ جامعۃ الرضا، بریلی شریف کے اصرار پر حضرت نے اس قصیدے کا اردو ترجمہ املا کروایا ہے۔ ترجمہ قلمی شکل میں جامعۃ الرضا، بریلی میں محفوظ ہے۔

۳۷-العطایا الرضویہ بالفتاویٰ الازھریہ:

یہ حضرت نے عربی سوالات کے عربی میں جوابات ہیں۔ اس میں

بیشتر مستفتی علما ہیں یا عربی حضرات ہیں۔ مرکزی دارالافتا، ۸۲ رسوداگران، بریلی کے نقل فتاویٰ رجسٹر میں قلمی صورت میں محفوظ ہیں۔ ان میں سے کچھ کمپوز کئے جارہے ہیں تاکہ جلد زیور طباعت سے آراستہ کیا جاسکے۔

۳۸۔ملفوظات تاج الشریعہ:

اس میں وہ علمی شہ پارے ہیں جن کا تعلق فرمودات وارشادات سے ہے۔ تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔ کمپوز ہو چکا ہے۔ جلد ہی مطبوع ہو کر منظر عام پر لایا جائے گا۔ قلمی صورت میں مرکزی دارالافتا میں محفوظ ہے۔ یہ ملفوظات اردو زبان میں ہیں۔

۳۹۔نبذۃ حیاۃ الامام احمد رضا:

یہ عربی زبان میں ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے اس میں سیدنا امام احمد رضا صاحب کی سوانح عمری بڑے مختصر انداز میں تحریر کی ہے۔ حضرت نے اعلیٰ حضرت کی جن کتابوں کی تعریب کی ہے ان کے شروع میں یہ سوانح عمری شامل اشاعت ہے۔

۴۰۔سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح۔

۴۱۔دامان باغ سبحان السبوح۔

۴۲۔القمع المبین لآمال المکذبین۔

یہ تینوں کتابیں اعلیٰ حضرت کی تصنیف لطیف ہیں۔ جنکی تعریب و تحقیق حضرت نے کی ہے۔ ہر سہ رسالہ کا تعلق اس مسئلہ سے ہے کہ ایک گروہ اس عقیدہ کا حامل ہے جو کہتا ہے کہ (معاذ اللہ) خدا جھوٹ بول سکتا ہے بلکہ

یہاں تک لکھ دیا کہ جھوٹ بول چکا۔اس ناپاک عقیدے کی اسلام میں کوئی جگہ نہیں۔اسی نظریہ کے بطلان میں سیدنا امام احمد رضا نے یہ مذکورہ کتابیں لکھی ہیں۔ یہ معرب کتاب دارالنعمان للعلوم، دمشق نے ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء میں یکجا طبع کرائی ہے۔ان تینوں کتابوں پر محدث شیخ عبدالجلیل العطا البکری کی تقدیم اور مصنف و معرب کے حالات درج ہیں۔ سبحان السبوح میں ٹوٹل ۱۰۷ر صفحات ہیں۔ دامان باغ میں ۱۸ر صفحات ہیں اور القمع المبین ۳۶ر صفحات پر مشتمل ہے۔کتاب کے بیک ٹائیٹل پر تعارف کتاب مکتوب ہے۔کتاب درمیانی بڑے سائز میں ہے۔

۴۳-قوارع القهار فی الرد علی المجسمة الفجار:

اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیف ہے یہ کتاب علم کلام وعقائد سے متعلق ہے ذات باری تعالیٰ کے بابت کیا اعتقاد رکھنا چاہئے وہ بیان کیا گیا ہے۔بعض حضرات ذات باری تعالیٰ کے جسم و جسمانیت کے قائل ہیں درحقیقت یہ اس کا رد بلیغ ہے۔حضرت نے اس کا عربی میں ترجمہ کیا ہے۔اور تعلیقات و تحقیقات سے بھی اسے مزین کیا ہے۔یہ دارالنعمان للعلوم، دمشق، سادات نے ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء میں اپنے صرفے سے شائع کی ہے کتاب کے شروع میں حضرت نے اعلیٰ حضرت کے حالات مختصر انداز میں لکھے ہیں پھر خالد مکی نے مترجم کے حالات کو قلمبند کیا ہے پھر محدث عبدالجلیل العطا البکری کی تقدیم شامل اشاعت ہے۔ یہ بھی بڑے سائز میں ہے۔ٹوٹل صفحات ۱۲۸ر ہیں۔

۴۴-حاجز البحرین الواقع من جمع الصلاتین:

اس کا ایک نام منیر العینین فی حکم تقبیل الا بھامین ہے۔ یہ انگوٹھا نام پاک پر چومنے اور دونمازوں کا ایک ساتھ ملا کر پڑھنے کے بابت ہے۔ اعلیٰ حضرت کی نہایت معرکتہ الآرا کتاب ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے تعریب کی اور تعلیقات وتحقیقات سے مزین بھی کیا ہے۔ دار النعمان للعلوم، دمشق، سادات نے ۱۴۳۲ھ/ ۲۰۱۱ء میں طبع کرائی ہے۔ صفحہ ۲۶ سے شروع ہوتی ہے۔ یہ کتاب ۲۷۶ رصفحات پر بڑے سائز میں دیدہ زیب ٹائیٹل کے ساتھ دعوت مطالعہ پیش کرتی ہے۔

۴۵-الأمن والعلا لناعتی المصطفیٰ بدافع البلا:

اس کتاب کا تاریخی نام کمال الطامہ علیٰ شرک سوی بالأمور العامہ ہے۔ اعلیٰ حضرت کی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کودافع البلا کہنے کے بابت شاندار اردو تصنیف ہے۔اس کے علاوہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے تعلق سے متعدد مسائل کا تذکرہ بھی ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے تعریب کے ساتھ تحقیق وتعلیق بھی اسپر لکھی ہیں۔ دنیائے عرب میں بے حد مقبول ہے۔ دارالنعمان للعلوم، دمشق، سادات سے ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء میں چھپی ہے۔ کتاب درمیانی بڑے سائز میں ۲۴۴ رصفحات پر مشتمل ہے۔ صفحہ ۹ رتک مصنف کے حالات درج ہیں اور صفحہ ۱۰ تا ۱۳ رمعرب کے حالات قلمبند ہیں۔ صفحہ ۱۴ تا ۱۶ دمشق کے محدث حضرت شیخ عبدالجلیل العطا البکری کی تقدیم شامل اشاعت ہے۔

۴۶-سفینۂ بخشش:

یہ حضور تاج الشریعہ کا دیوان ہے جس میں اردو کے علاوہ عربی اور فارسی میں اشعار کہے گئے ہیں۔ اختر تخلص ہے۔ حضرت قادر الکلام شاعر ہیں۔ شاعری حضرت کو ورثے میں ملی ہے۔ زبان و بیان سلیس شستہ اور رواں دواں ہے۔ حضرت کے کلام میں اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم ہند اور استاذِ زمن علامہ حسن کا رنگ بجا طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ حضرت کا دیوان نہایت مقبول ہے، ہندو پاک سے متعدد مرتبہ منظر عام پر آچکا ہے۔ اسے پاکٹ سائز میں المجمع الرضوی، ۸۲ ؍سوداگران، بریلی نے بھی شائع کیا ہے۔ سن اشاعت درج نہیں ہے۔ اسی نسخہ کو ادارۂ معارف نعمانیہ، لاہور، پاکستان نے بھی شائع کیا ہے۔ ۱۴۱۴ھ میں کیل کو ممبئی-۳ نے بھی شائع کیا ہے۔ یہ دیوان درمیانی سائز میں ۸۰ ؍صفحات پر مشتمل ہے۔

۴۷-A JUST ANSWER TO THE BASED AUTHOR:

یہ حضور تاج الشریعہ کی انگلش میں شاندار کتاب ہے۔ علم کلام وعقائد کے موضوع پر ہے اور اس میں ایمان، کفر اور تکفیر کے مباحث دلائل و براہین کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ نوح حامیم کیلر کے چند اٹھائے گئے بے جا اعتراض کا علمائے حرمین کے حوالے سے عمدہ تعاقب بھی حضرت نے کیا ہے۔ اس کتاب کو حضرت نے بذات خود اپنے صرفے سے شائع کیا ہے۔ اس میں مکمل ۱۱۲ ؍صفحات ہیں۔ کتاب درمیانی سائز میں دیدہ زیب ٹائیٹل کے ساتھ چھپی ہے۔ مطبع کا نام اور سن اشاعت درج نہیں ہے۔

۴۸-FEW ENGLISH FATWA:

اس کتاب میں حضور تاج الشریعہ سے بعض انگلش میں پوچھے گئے سوالات کے جوابات ہیں۔ داڑھی کی شرعی حیثیت، داڑھی منڈے کی امامت، داڑھی منڈے حفاظ کی اقتدا میں نماز تراویح، دارالحرب اور دارالاسلام کا حکم، بینک اور ڈاکخانہ میں جمع شدہ رقوم پر زیادتی لینا جائز ہے یا نہیں۔ ولی اور ولایت کیا چیز ہے وغیرہ اہم مسائل کے شرعی جوابات ہیں۔ کتاب کے ابتدائیہ میں ڈاکٹر عبدالنعیم نے حضور تاج الشریعہ کا انگلش میں تعارف لکھا ہے۔ ادارہ سنی دنیا، ۸۲/سوداگران، بریلی نے شائع کیا ہے۔ مکمل ۱۶/صفحات پر مشتمل ہے۔ سن اشاعت درج نہیں ہے۔

۴۹-ازہر الفتاویٰ-۳/جز:

یہ فتاویٰ بھی انگلش زبان میں ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے اس میں ان سوالوں کے جوابات درج کئے ہیں جن کا تعلق بیرون ممالک کے مسائل سے ہیں۔ علامہ ازہری کی شخصیت ایسی مرجع ہے کہ ملک و بیرون ممالک سے بیشتر حضرات دینی مسائل میں رجوع کرتے ہیں۔ اس میں مختلف موضوعات کے مسائل درج ہیں۔ یہ مکمل ۳/حصوں میں ہے۔ ازہری اسلامک مشن پوسٹ باکس نمبر 48928۔ کل برٹ 4078، ڈربن ساؤتھ افریقہ سے طبع ہوئی ہے۔ یہ متعدد بار شائع ہوئی ہے۔ 1998ء سے لے کر 2008ء تک ۱۰/مرتبہ چھپی ہے۔ اس میں ٹوٹل ۸۴/صفحات ہیں۔

:FATWA ON WEARING OF THE TIE-۵۰

ٹائی پہننا مسلمانون کے لئے جائز ہے یا نہیں اس سلسے میں حضرت نے اردو میں اور انگلش میں حکم شرعی لکھا ہے۔ٹائی عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے اور وہ لوگوں کو مغالطہ میں رکھ کر ہر طبقہ کے گلے میں دیکھنا چاہتے ہیں۔اس لئے اسے فیشن کے طور پر فروغ دے رہے ہیں۔لیکن علامہ ازہری نے اس کا پردہ فاش کیا اور حکم شرعی کو اجاگر کیا تاکہ نصاریٰ کی اس عیاری سے بچا جا سکے۔ ۲۵/مارچ ۲۰۰۶ء/۲۵/صفر ۱۴۲۷ھ میں رضوی فاؤنڈیشن، لاہور پاکستان نے شائع کیا ہے۔اس میں ٹوٹل ۲۴/صفحات ہیں۔کتاب درمیانی سائز میں ہے۔یہ انگلش والا رسالہ متعدد مطابع سے متعدد مرتبہ منظر عام پر آ چکا ہے۔

حضور تاج الشریعہ کی نثر نگاری:

حضرت جہاں ایک قادر الکلام شاعر ہیں، وہیں ایک اچھے انشا پرداز بھی ہیں ان کی نثری خدمات متعدد کتابوں پر مشتمل ہیں، ان میں مذہبی مسائل اور فتاویٰ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، فنی موضوعات میں علمی زبان کا استعمال ہوتا ہے مگر اس کے باوجود ان کی کتب کا مطالعہ کرنے سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ہر موضوع پر ادیبانہ اسلوب اختیار کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ ان کی تحریروں میں سلاست و روانی پائی جاتی ہے۔ دینی اور مذہبی تصنیفات اور فتاویٰ میں حسن تحریر اور لطف انشا پیدا کرنا مشکل کام ہے مگر حضرت کی تحریروں میں دین وشریعت کے حوالے ہی سے سیاسی، معاشرتی اور ادبی نوعیات کے بھی کچھ مسائل کے جوابات ہیں، نیز باطل عقائد ونظریات

اور بدمذہب کے رد و تعاقب پر بھی تحریرات ہیں لہٰذا حضرت نے مسائل و موضوع کی مناسبت سے اسلوب اختیار کرلیا ہے اور انہیں کے حوالے سے ان کی تحریروں میں نثری جمال وجلال کی جلوہ گری موجود ہے۔ حضرت کے کچھ نثری نمونے ملاحظہ کیجئے۔ جب قرآن کی تلاوت کی جائے تو شرع کا حکم ہے کہ خاموشی سے سنو سامع کب چپ ہوگا اس مفہوم کو حضرت بڑی سادگی کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

''قرآن سننے میں سعی کرو اور طلب وسعی سماع، نام ہے قصد سماع کا اور قصد وارادہ فعل پر مقدم ہوتا ہے تو لامحالہ قرآن نے قریب تلاوت سامعین کو پہلے ہی سے مستعد سماعت رہنے کا حکم دیا اور اس لئے کہ انصات (چپ رہنا) بلکہ ہر مخل استماع سے باز رہنا لازم، لہٰذا ثابت ہوا جب قاری بتلاوت کے لئے مستعد ہو جب ہی سے سامع پر انصات فرض ہے''۔[۴۷]

اس میں عربی الفاظ اور تراکیب فارسی کی آمیزش ہے، پھر بھی استدلال حکم میں رواں ہے اور نتیجہ پر پہنچنے میں کوئی دشواری بھی نہیں ہے۔

حضرت بڑے سادے انداز میں منظر نگاری کا منظر نامہ پیش کرتے ہیں جو ایک صاحب طرز ادیب کا کمال ہے۔ وہ اپنی کتاب ''ہجرت رسول'' میں اس کی منظر کشی کرتے ہیں سرکار علیہ السلام ہجرت کے لئے روانہ ہو گئے اور کفار قریش دار الندوہ کے مشورے کے مطابق آپ کو قتل کرنے کے لئے آپ کے گھر کو گھیرے رہے، مولانا لکھتے ہیں:

''مشرکین نے رات یوں کاٹی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر

اقدس پر سوئے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چوکسی کرتے رہے اور انہیں گمان یہ تھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اسی حال میں ان کے پاس کوئی جوان ان کے ساتھ نہ تھا آن کر بولا یہاں کیا انتظار کر رہے ہو؟ وہ بولے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی راہ دیکھتے ہیں، اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ناامید کیا۔خدا کی قسم وہ تو تمہارے سامنے سے گئے اور تم میں کسی کو نہ چھوڑا جس کے سر پر خاک نہ ڈالی ہو''۔[۷۵]

اسی طرح حضور تاج الشریعہ اچھی نیت اور بُری نیت کے تعلق سے ایک حکایت نقل کر کے استدلال میں اچھی نیت اور بُری نیت کے ثمرات کو بڑے اچھوتے اور دل نشیں انداز میں لکھتے ہیں، جو حکایت نگاری کی حسن ادا کے پیچ وخم کو اجاگر کرتی ہے اور ساتھ ہی اس سے قوت استدلال پر بھی روشنی پڑتی ہے۔مولانا کے اس ادیبانہ اسلوب کو ملاحظہ کیجئے:

''نوشیرواں ایک مرتبہ شکار پر اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا اور ایک باغ میں جا پہنچا وہاں ایک بچے سے کہا مجھے انار دے تو اس بچے نے اسے انار دیا، نوشیرواں نے اس کے دانوں سے بہت سا رس نکالا جس سے اس کی پیاس تھم گئی، اب باغ اس کو پسند آیا اور دل میں باغ کو اس کے مالک سے لینے کی ٹھان لی اور پھر اس بچے سے دوسرا انار مانگا، اب یہ انار کڑوا، خشک اور کم رسیلا نکلا تو نوشیرواں نے بچے سے اس کا ماجرا پوچھا تو اس بچے نے کہا شاید بادشاہ نے ظلم کا ارادہ کر لیا ہے۔ یہ سننے کے بعد نوشیرواں کا دل ظلم کے ارادے سے باز آیا اور اس نے اس بچے سے تیسرا انار مانگا تو اسے پہلے سے

بھی زیادہ خوشتر پایا تو بچے نے کہا شاید بادشاہ نے ظلم سے توبہ کرلی‘‘۔[۷۶]

اب حضرت اس کے بعد رقمطراز ہیں:

’’معلوم ہوا کہ نیت کے اثرات بہر حال مرتب ہوتے ہیں۔ نیت اچھی ہو تو اس کے اچھے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور نیت بُری ہو تو بُرے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ دیکھو! نوشیرواں کافر کو اس کی حسن نیت کا فائدہ ہوا اور جب مجرد نیت کا یہ عالم ہے تو نیت کے ساتھ عمل بھی پایا جائے تو اس کے نتائج بھی ضرور ظاہر ہوں گے، اچھی نیت کے ساتھ اچھا عمل نتیجہ دکھائے گا اور بُری نیت سے جو عمل ہوگا وہ بُرا اثر دکھائے گا۔ اس حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ طاعت صلاح عالم کا سبب ہے اور کافر اگرچہ طاعت کا اہل نہیں اور نہ اس کا کوئی عمل صحیح ہے، لیکن جب اس کی حسن نیت کا دنیا میں یہ اثر ظاہر ہوا جو اس حکایت سے صاف معلوم ہوا تو اولیائے کرام جو مجسم اللہ و رسول کے حکم کی عملی تصویر ہیں، ان کے افعال حسنہ صلاحِ عالم میں کیسا دخل رکھتے ہوں گے وہ اس حکایت سے ظاہر ہے‘‘۔[۷۷]

صاحب طرز ادیب اور انشا پرداز حضرات کے تحریری کمالات و حسن میں ایک اسلوب چلا آرہا ہے کہ وہ نثر میں جن باتوں کو بیان کرتے ہیں اسی کا خلاصہ ایک شعر میں تحریر کے آخر میں کر دیتے ہیں یا ایک مصرعے سے اشارہ کرتے ہیں اور کبھی کبھی ایسا کرتے ہیں جو انہیں نثر میں لکھنا ہوتا ہے اسی مفہوم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک شعر سے اس کا آغاز کرتے ہیں۔ یہ انداز اسلوب قدیم و جدید دونوں ادبا کی تحریروں میں جا بجا ملتی ہیں۔

حضرت کے یہاں بھی یہ اسلوب ان کی تحریروں میں دکھائی دیتا ہے۔ بڑے دل نشیں انداز بیان میں رقمطراز ہیں:

''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح، تمام روحوں کی آنکھ کی پتلی اوران کی اصل اوران کے وجود کی بنیاد اور اللہ کی پہلی مخلوق ہے، نیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی روح ہیں جو وجود میں وضع کی گئی ہے جس سے اس کی بقا ہے اگر حضور نہ ہوں عالم فنا ہو جائے ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

[۷۸]

اسی میں ایک مقام پر مدمقابل کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کیوں معترض بہادر صاحب! اپنے پیر کے لئے اللہ سے حقیقی مکالمہ ثابت کرنا تو عین ایمان ہے۔ پیر کا عالم قدس کی اشیائے غیبیہ کا اپنی آنکھوں سے دیکھنا تو تمہارے امام کے نزدیک شرک نہیں۔ ہاں! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب کی خبر جاننا بھی شرک ہے ؎

اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ - جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

[۷۹]

معترض صاحب کے دعوے کو دلائل سے رد کرتے ہوئے مصرعے سے کس طرح نثری مفہوم کو اختتام میں اس کے مآل کو بتاتے ہوئے استعمال کرتے ہیں، ملاحظہ کیجئے:

’’معترض بہادر صاحب! اب تو کھل گیا کہ آپ نے یہ کہہ کر رد کر دیا تھا کہ الفاظ کا ترجمہ بھی نہیں ہو سکتا وہ وجوہ قرآن میں سے ایک وجہ ہے جسے ایسے جلیل القدر علمانے افادہ فرمایا ہے، معترض بہادر صاحب اب کہئے یہ اعتراض تو امام احمد رضا پر نہیں، علما پر نہیں بلکہ خود قرآن پر ہو گیا اور آپ کی قرآن فہمی اور پیروی سلف کا بھرم کھل گیا۔ مگر یہ کہ۔۔۔ع:

بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہو گا۔ [۸۰]

اسی طرح ایک مقام پر لکھتے ہیں:

’’ہاں ان سب علما کو ان حضرات کے ترجمے دکھایئے اور ان سب سے کہئے کہ آپ سب پر ہمارے حضرات کی پیروی لازم ہے، یہ منہ اور پیروی سلف کا دعویٰ۔۔۔۔ع

شرم تم کو مگر نہیں آتی۔ [۸۱]

حضرت نے آغاز مضمون میں شعر کا استعمال کیا ہے: وہ لکھتے ہیں:

’’ہند کے بادشاہ دین کے وہ معین - خواجہ دین وملت پہ لاکھوں سلام

سرکار خواجۂ ہند غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عقیدت ومحبت اور آپ کی ذات والاصفات سے وابستگی خوش عقیدہ اور وفا کیش عام مسلمانوں کا شیوہ رہا ہے اور ہمیشہ ہر دور میں صرف ملکی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں یکساں طور پر اس کا اثر محسوس کیا گیا ہے۔ آپ کی موثوق اور متوازن شخصیت کا ہر دور میں اہل علم وفضل اور اہل تصوف نے لوہا مانا اور آپ کی دینی خدمات کا سب نے دل سے اعتراف کیا اور سراہا، یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ملک

ہندوستان میں جو آج ہر چہار جانب نور ایمان کی شمع فروزاں اور اسلام کا بول بالا ہے وہ سب خواجہ غریب نواز کی دین ہے‘‘۔[۸۲]

علمی سطح پر آپ کی تحریریں اور قلمی آثار علمی و تحقیقی ایجاد کا خوبصورت رنگ لئے رہتی ہیں باتیں نپی تلی اور پتے کی ہوتی ہیں مضامین کی فراوانی بھی خوب ہوتی ہے لیکن مفہوم کی اور مضامین کی تفہیم کہیں بھی متأثر نہیں ہوتی جن کا امتیازی وصف تحقیق و تدقیق ہوتا ہے، سرعت تحریر میں اپنا جواب آپ رکھتے ہیں۔ یقینا آپ کا علمی شاہکار اپنی ایک ادبی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اردو ادب کے سرمایہ میں گرانقدر اضافہ ہے۔

اسی تناظر میں ’’ٹائی کا مسئلہ‘‘ سے ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے:

’’اور کراس اور شبیہ کراس عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے تو ٹائی کو ’’کراس‘‘ مانو ’’شبیہ کراس‘‘ مانو بہرصورت وہ عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے اور جو چیز کافروں کا مذہبی شعار ہو وہ ہرگز روا نہ ہوگی اگرچہ معاذ اللہ کیسی ہی عام ہو جائے۔

اہل بصیرت کو تو خود ٹائی کی شکل سے اس کا حال معلوم ہو گیا، مگر اس کی عیسائیوں کے یہاں اتنی اہمیت ہے کہ مردہ کو بھی ٹائی پہناتے ہیں، تو ضرور یہ ان کا مذہبی شعار ہے جو مسلم کے لئے حرام اور باعث عار و نار ہے۔

مسلمانوں کو اس کی ہرگز اجازت نہیں ہو سکتی، ان کے اوپر لازم ہے کہ اس سے شدید احتراز کریں اور شرٹ پتلون وغیرہ بھی نہ پہنیں کہ صلحا اور دینداروں کا لباس نہیں، مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنی تہذیب کہ سنتِ سرکار

علیہ الصلاۃ والسلام اور بزرگان دین کی نیک روش اور ان کی وضع ہے زندہ سلامت رکھے اور اسے ملازمت وغیرہ کے لئے ہرگز نہ چھوڑے اور اللہ عزو جل پر بھروسہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد رکھے اور اغیار کی طرف ان ناروا قیود کی سختی سے مخالفت کرے بالآخر کامیابی مسلمان کو ملے گی کہ اللہ رب العزۃ کا وعدہ ہے:

{یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُو اإِن تَنصُرُو االلّٰہَ یَنصُرْ کُمْ}

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا'' [پارہ ۲۶، سورۂ محمد، آیت ۸]

لہٰذا ہرگز ایسی ملازمت یا عہدہ قبول نہ کرے جس میں ٹائی وغیرہ ناجائز شرطوں پر مجبور کیا جائے کہ دین کے معاملہ میں مداہنت ونرمی سخت زہر ہے۔ اور اللہ عزوجل کی ناراضگی کا باعث ہے اور معاذ اللہ اگر خدا ناراض ہو جائے تو خدائی میں کوئی مددگار نہ ہوگا۔

قال اللہ تعالیٰ:

{وَإِن یَخْذُلْکُمْ فَمَن ذَاالَّذِیْ یَنصُرُ کُم مِّن بَعْدِہِ}

ترجمہ: ''اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر تمہاری مدد کرے'' [پارہ ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۶۰]

ٹائی شعار نصاریٰ ہونے پر بذات خود شاہد عدل ہے، تو اب اس کے ہوتے مزید کسی شہادت کی ضرورت نہیں اور کسی شاذ ونادر کا انکار اصلا مضر نہیں تاہم اس پر مومن وکافر سب متفق ہیں کہ یہ نصرانیت کا شعار ہے، جیسا کہ بارہا متعدد لوگوں سے استفسار پر ظاہر ہوا''۔ [۸۳]

حضور تاج الشریعہ کی ترجمہ نگاری:

ترجمہ نگاری کے میدان میں بھی حضرت کی گراں قدر خدمات ہیں۔ درحقیقت ترجمہ نگاری ایک فن ہے، ایک آرٹ ہے، اس کو ایک عام اور آسان کام سمجھ لینا عقل مندی نہیں۔ محض دو زبانیں جاننا ترجمہ نگاری کے لئے کافی نہیں، ہمارے ملک میں تقریباً ہر پڑھا لکھا شخص کم سے کم دو تین زبانیں جانتا ہے۔ لیکن ان میں سے ہر شخص ایک زبان کی تحریر کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ ترجمہ نگاری ایک فن ہے اور کوئی بھی فن بہ آسانی نہیں آتا، اس کے لئے مشق اور ریاضت کی ضرورت ہوتی ہے۔

ترجمہ کا مطلب کسی بھی زبان کے مضمون کو اس انداز سے دوسری زبان میں منتقل کرنا ہے کہ قاری کو یہ احساس تک نہ ہو کہ عبارت بے ترتیب ہے۔ یا عبارت میں پیوندکاری کی گئی ہے۔ کما حقہ ترجمہ کرنا بہت مشکل کام ہے۔ یہ نگینہ جڑنے کا فن ہے۔ ترجمہ میں ایک زبان کے معانی اور مطالب کو دوسری زبان میں اس طرح منتقل کیا جاتا ہے کہ اصل عبارت کی خوبی اور مطلب جوں کا توں باقی رہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ ترجمہ محض ایک بے روح نقالی کا نام نہیں ہے بلکہ اس میں اصل کا پورا خیال اور مفہوم اس لوچ اور نرمی یا اس درشتی اور سختی، اس جاذبیت اور دلکشی یا اس بے کیفی اور بے رنگی کے ساتھ، اسی احتیاط کے ساتھ آئے اور زبان و بیان کا بھی ویسا ہی معیار ہو۔

صحیح معنوں میں کما حقہ ترجمہ نگاری کے لئے کم از کم تین شرطیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) جس زبان سے ترجمہ کیا جارہا ہے اس زبان کی لغت سے، اصطلاحات اور محاوروں سے، کسی قدر ادبیات سے اور تھوڑی بہت تاریخ سے واقفیت اور نکھرا ہوا ذوق ضروری ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جس زبان کی تصنیف کا ترجمہ کرنا ہے اس زبان پر بھی ترجمہ کرنے والے کو ماہرانہ عبور حاصل ہو۔ یا وہ اصل عبارت یا اصل تصنیف والی زبان میں خود بھی اسی طرح بے تکلف اور بے تکان لکھ سکتا یا بول سکتا ہو، بلکہ اس زبان کا صرف کتابی علم کافی ہے۔ اصل عبارت یا اصل تصنیف کی زبان کا علم صرف کتابی نہیں بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہو تو اور اچھا ہے۔ جتنا زیادہ ہو اتنا ہی اچھا ہے۔ اور اگر کتابی علم بھی نہ ہو تو زبان کی باریکیاں اور اصل قلم کار کے خیال کی نزاکتیں ہاتھ سے نکل جائیں گی، اصل عبارت کی نوک پلک پر ترجمہ کرنے والے کا دھیان نہیں جائے گا۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ جس زبان میں ترجمہ کرنا ہے اس پر ماہرانہ عبور حاصل ہو، اصل تصنیف کی زبان سے کہیں زیادہ قدرت اس زبان میں ہونی چاہئے جس میں ترجمہ کرنا مقصود ہے۔ یہاں تک کہ اس زبان میں خود لکھ لینے کی اچھی خاصی مشق اور اس زبان کا پہلودار علم ہونا چاہئے۔ پہلودار علم سے مراد یہ ہے کہ اس کے ماخذ کا، جہاں جہاں سے وہ سیراب ہوئی ہے ان سرچشموں کا، اس کے نشیب وفراز کا علم ہو، الفاظ کہاں سے آئے، کس طرح آئے، ان کے لغوی معنیٰ کیا تھے، اصطلاحی معنی کیا ہوگئے اور ان کے حقیقی معنی کیا تھے، مجازی معنی کیا ہو گئے اور کیا ہو سکتے ہیں۔ ان کے روزمرہ اور

محاورے کیوں کر بنے ان میں مختلف اوقات میں کیا تبدیلیاں ہوئیں۔ایک لفظ اپنے دامن میں کتنے معانی رکھتا ہے اور ایک مادہ سے کون کون سے الفاظ کس کس طرح بن سکتے ہیں۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ جس عبارت یا تصنیف کا ترجمہ کرنا مقصود ہے اس کے موضوع اور فن سے مناسب حد تک واقفیت ہو کیوں کہ موضوع اور فن کے بدلنے سے بسا اوقات بہت سے الفاظ کے معنی بدل جاتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی لفظ یا ایک ہی ترکیب کے ادب میں کچھ اور معنی ہوتے ہیں، نحو میں کچھ اور ہوتے ہیں اور صرف میں کچھ اور، اور منطق میں کچھ اور معنی ہو جاتے ہیں۔مثلاً لفظ کلمہ کو لے لیجئے لغت میں بات، خطبہ اور قصیدہ کے معنی میں آتا ہے۔نحو وصرف میں اس کا مطلب ہوتا ہے وہ لفظ جو معنی منفرد رکھتا ہو، اور اہل منطق کی اصطلاح میں کلمہ کا وہی معنی ہے جو نحویوں کے نزدیک ''فعل'' کا ہے۔اب اگر ترجمہ کرنے والے کو یہ معلوم نہیں کہ اس لفظ کا کس فن میں کیا معنی ہے تو وہ لغت کی مدد سے ترجمہ کردے گا تو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عبارت کا سارا مفہوم غارت ہو جائے اور وہ ترجمہ، ترجمہ کے بجائے ''رجم'' (عبارت کی سنگساری اور قتل وخون) کا باعث ہو جائے۔

موضوع اور فن کی واقفیت سے مراد صرف یہی نہیں ہے کہ اگر عبارت علم معاشیات کی ہے تو معاشیات کی چند اصطلاحیں جان لی جائیں، یا اگر ادبی موضوع ہے تو پہلے سے تھوڑی بہت ادبی سوجھ بوجھ پیدا کی جائے، بلکہ اصل موضوع سے واقفیت کے معنی کچھ اور بھی ہیں۔اس کے یہ بھی معنی ہیں کہ اگر

کسی صاحب طرز ادیب یا مخصوص رجحان اور خاص ذہنیت کے مصنف کی تصنیف کا ترجمہ کرنا ہو تو اس ادیب یا مصنف کے طرز فکر سے، رجحان اور خاص ذہنیت سے آگاہی ہو۔ ضروری نہیں کہ پہلے سے اس کی تمام تصانیف کا مطالعہ ہو، بلکہ یہ کافی ہے کہ اس کی سوانح عمری یا زندگی کے خاص خاص حالات اور اس کے طرز بیان کے متعلق دوسروں کی رائیں معلوم کر لی جائیں۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم شرط یہ ہے کہ جس تصنیف کا ترجمہ کرنا ہے اسے خوب غور سے ایک بار اول تا آخر پڑھ لیا جائے، اور اگر زیر ترجمہ تصنیف پر دوسروں کی رائیں، تبصرے یا تنقیدیں یا تعارف مل سکیں تو ان پر ایک نظر ڈال لی جائے، اس کے بعد ترجمہ کا کام شروع کیا جائے۔ یہ اچھی ترجمہ نگاری کے لئے ضروری اور بنیادی باتیں ہیں، مترجم ترجمہ نگاری کے دوران ان کا جس حد تک لحاظ کرے گا اور خود اس کی ذات ان اوصاف و شرائط پر جس حد تک پوری اترے گی۔ اس کا ترجمہ اتنا ہی عمدہ، شاندار اور اصل عبارت یا تصنیف کے مفہوم کو ادا کرنے والا ہوگا۔

اب اس کی روشنی میں جب ہم حضور تاج الشریعہ کی شخصیت کو دیکھتے ہیں تو نہ صرف ضروری حد تک ان اوصاف و شرائط کا جامع پاتے ہیں۔ بلکہ دونوں زبانوں میں زبردست مہارت اور کمال کا حامل پاتے ہیں۔ اردو تو ان کی مادری زبان ہے اور عربی یا انگریزی میں وہ اہل زبان جیسی مہارت رکھتے ہیں۔ ان دونوں زبانوں میں وہ بلا جھجھک اور برجستہ لکھنے اور بولنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اسی لئے ترجمہ نگاری کے باب میں آپ کی نوک قلم سے کئی اہم اور

شاندار کام عالم وجود میں آئے ہیں۔

جب ہم اس حیثیت سے آپ کی خدمات کا جائزہ لیتے ہیں تو کئی کارنامے ہمارے سامنے آتے ہیں اور قلب و نگاہ کے لئے سامان تسکین فراہم کرتے ہیں۔ سردست ہم ان کے عربی سے اردو تراجم کا مختصر نمونہ دو کتابوں ترجمہ ''المعتقد المنتقد'' و''المستند المعتمد'' اور ترجمہ ''الزلال الأنقی من بحر سبقة الأتقیٰ'' سے پیش کرتے ہیں:

۱۔ المعتقد المنتقد، و المستند المعتمد بناء نجاة الأبد:

''ومنهم المرزائية ونحن نسميهم الفلامية، نسبةً الى غلام أحمد القاديانی، دجال حدث فی هٰذا الزمان، فادعی اوّلاً مماثلة المسيح، وقد صدق والله، فانه مثل المسيح الدجال الكذاب، ثم ترقی به الحال فادعی الوحی، وقد صدق والله، لقوله تعالیٰ، ''وان الشيطين ليوحی بعضهم الیٰ بعضٍ زخرف القوم غروراً''، أما نسبة الايحاء الیٰ الله سبحانه و تعالیٰ وجعله كتابه، البراهن الغلامية، كلام الله عز و جل فذالك ايضاً مما أوحی اليه ابليس أن خذمنی، وانسب الی الٰه العالمين۔

ثم صرح بادعاء النبوة و الرسالة، وقال: ''هو الله الذی أرسل رسوله فی قاديان'' وزعم أن مما نزل الله عليه انا انزلناه بالقاديان وبالحق نزل'' وزعم انه هو احمد الذی بشر به ابن البتون وهو المراد من قول تعالیٰ عنه مبشرا برسول يأتی من بعدی اسمهٔ أحمد:

انک انت مصداق ھٰذا الآیۃ ھو الذی أرسل رسولہ بالھدیٰ ودین الھق لیظھرہ علی الدین کلہ ثم أخذ یفضل نفسہ اللئیمۃ علیٰ کثیر من الأنبیاء والمرسلین۔ صلوٰت اللّٰہ تعالیٰ وسلامہ علیھم اجمعین۔ وخص من بینھم کلمۃ اللّٰہ وروح اللّٰہ ورسول اللّٰہ عیسیٰ صلیٰ اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

أی اترکو اذکر ابن مریم فان غلام اھمد أفضل منہ۔

واذقد أوخذ بأنک تدعی مماثلۃ عیسی رسول اللّٰہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فاین تلک الآیات الباھرۃ التی أتی بھا عیسیٰ کاحیاء الموتیٰ۔ وابراء الاکمہ الأبرص، وخلق ھیئۃ الطیر من الطین، فینفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللّٰہ تعالیٰ فاجاب بأن عیسی انما کان یفعلھا بمسریزم اسم قسم من الشعوذۃ بلسان انکلترہ، قال ولولا أنی أکرہ أمثال ذالک لأتیت بھا واذ قد تعود الانبیاء عن الغیوب الأتیۃ کثیرا، ویظھر فیہ کذبہ کثیرا بثیرا، داوی داءہ ھٰذا بان ظھور الکذب فی اخبار الغیب لاینافی النبوۃ، فقد ظھر ذالک فی اخبار أربع مائۃ من النبیین، واکثر من کذبت أخبارہ عیسیٰ، وجعل یصعد مصاعد الشقاوۃ حتیٰ عد من ذالک واقعۃ الحدیبیۃ۔ فلعن اللّٰہ من أذی رسول اللّٰہ صلیٰ اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم، ولعن من أذی احدا من الأنبیاء وصلیٰ اللّٰہ تعالیٰ علیٰ انبیاء وبارک وسلم"۔ [۸۴]

ترجمہ: ''اور انہیں میں سے مرزائی فرقہ ہے اور ہم ان لوگوں کو مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب کر کے ''غلامی'' کہتے ہیں یہ ایک دجال ہے جو اس زمانہ میں نکلا تو پہلے اس نے حضرت عیسیٰ مسیح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے جیسا ہونے کا دعویٰ کیا اور خدا کی قسم اس نے سچ کہا وہ جھوٹے مسیح دجال کے مثل ہے پھر اس کی حالت نے ترقی کی، تو اس نے اپنی طرف وحی کا دعویٰ کیا اور بے شک وہ خدا کی قسم سچا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''وان الشیطین لیوحی بعضھم الیٰ بعضٍ زخرف القوم غروراً''

(سورۃ الانعام آیت ۱۱۲) آدمیوں اور جنوں میں شیطان کہ ان میں ایک دوسرے پر خفیہ ڈالتا ہے بناوٹ کی بات دھوکے کو۔ (کنز الایمان) رہا اس کا دعویٰ (عزم) وحی کو اللہ کی طرف کرنا اور اپنی کتاب ''براہین غلامیہ'' کو کلام اللہ عز وجل قرار دینا تو یہ بھی ان باتوں سے ہے جو ابلیس نے اس سے چپکے سے کہہ دیں: ''کہ تو مجھ سے لے لے اور الہ العالمین کی طرف منسوب کر دے''۔

پھر کھل کر اس نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا اور کہا: وہی ہے اللہ جس نے اپنا رسول قادیان میں بھیجا اور اس نے یہ کہا کہ اللہ نے جو اتارا اس میں یہ آیت ہے کہ ہم نے اس کو قادیان میں اتارا اور وہ حق کے ساتھ نازل ہوا۔ اور یہ گمان کیا کہ یہ وہی احمد ہے جس کی بشارت مریم کے بیٹے نے دی اور وہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مراد ہے جس میں اللہ نے فرمایا اسے رسول کی خوش خبری دیتا آیا جو میرے بعد ہوگا اس کا نام احمد ہوگا اور اس کا گمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا، بے شک تم اس کے مصداق ہو:

آیت ''ھو الذی أرسل رسولہ بالھدیٰ و دین الھق لیظھرہ علی الدین کلہ'' (سورۃ الفتح آیت ۲۸) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ (کنزالایمان) پھراپنی کمین ذات کو بہت سارے انبیا ومرسلین صلوٰت اللہ علیہم وسلامہ سے افضل بتانے لگا اور نبیوں اور رسولوں میں کلمۃ اللہ وروح اللہ کو خاص کر کے کہا ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے اور جب اس سے مؤاخذہ کیا گیا کہ تو عیسیٰ رسول اللہ علیہ الصلوٰت والسلام کے جیسا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو کہاں ہیں وہ ظاہر نشانیاں جو عیسیٰ علیہ السلام لائے، جیسے مردوں کو زندہ کرنا، مادرزادا ندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا، اور مٹی سے پرندہ کی شکل بنانا، پھر اس میں پھونک مارتے تو وہ اللہ کے حکم سے اڑتا پرندہ ہو جاتا، تو اس نے جواب دیا عیسیٰ یہ کام مسمریزم سے کرتے تھے (مسمریزم انگریزی زبان میں ایک قسم کا شعبدہ ہے) تو اس نے کہا اور اگر یہ نہ ہوتا کہ میں ان جیسی باتوں کو ناپسند کرتا ہوں تو میں بھی ضرور دکھاتا اور جب مستقبل میں ہونے والی غیب کی خبریں بہت بتانے کا عادی ہوا اور ان پیشن گوئیوں میں اس کا جھوٹ بہت زیادہ ظاہر ہوتا۔ اپنے مرض کی اس نے دوایوں کی کہ غیبی خبروں کا جھوٹ ہونا نبوت کے منافی نہیں اس لئے کہ بے شک یہ چارسو نبیوں کی خبروں میں ظاہر ہوا اور سب سے زیادہ جن کی خبریں جھوٹی ہوئیں عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں اور بدبختی کے زینوں میں چڑھتے چڑھتے اس درجہ کو پہنچا کہ واقعہ حدیبیہ کو انہیں جھوٹی خبروں میں شمار کیا، تو اللہ کی لعنت ہو اس پر

کہ جس نے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی، اور اللہ کی لعنت اس پر ہو کہ جو انبیا میں سے کسی کو ایذا دے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ انبیا وبارک وسلم۔

۲-الزلال الأنقی من بحر سبقة الأتقی: (فضائل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق)

اور حضرت ایک دوسری کتاب کا عربی سے اردو میں ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قلت ولمناقش أن يناقش فيه بأربعة وجوه ينتظمها وجهان، الأول انا لا نسلم أن أبا بكر لم يكن عليه لأحد نعمة تجزىٰ فان من أعظم المنعمين علىٰ الانسان والديه قال تعالىٰ: {أن اشكر لى ولوالديک} ومعلوم أن لا شكر الا بمقابلة النعمة ونعمة الوالدين من النعم الدنيوية التى تجرى فيها المجازاة دون الدينية التى قال الله تعالىٰ فيها {قل لا أسألكم عليه أجراً ، اِن أجرىَ اِلا علىٰ رب العالمين} علىٰ اِنا نعتقد أن النبى صلىٰ الله تعالىٰ عليه وسلم قد تمت لهٗ خلافة الله العظمىٰ ونيابته الكبرىٰ، فيده الكريمة اعلىٰ، وأيدى العالمين سفلىٰ، جعل سبحٰنه وتعالىٰ خزائن رحمته ونعمه وموايد جوده وكرمهٖ طوع يديه ومفوضة اِليه، صلىٰ الله تعالىٰ عليه وسلم ينفق كيف يشاء وهو خزانة السرور وموضوع نفوذ الأمر، فلا تنال بركة الا منه ولا ينتقل خير الا عنه، كما قال صلىٰ الله تعالىٰ عليه وسلم: اِنما انا قاسم والله المعطى، فهو الذى يقسم الخيرات والبركات وسائر النعماء والآلاء فى الارض والسماء، والملک

والملکوت والأول والآخر والباطن والظاهر، أيقنت بها جماهير الفضلاء العظام ومشاهير الأولياء الكرام كما حققته فی رسالتی الملقبة بسلطنة المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وفيها من المباحث الفائقة والمدارک الشائقة، ما تقربه الأعين وتلذ به الأذان وتنشرح به"۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں کسی کو مجال ہے کہ اس میں چار وجہ سے بحث کرے جن کو دو وجہیں گھیرے ہیں پہلی وجہ یہ کہ ہمیں تسلیم نہیں کہ ابوبکر پر کسی کا ایسا احسان نہ تھا جس کا بدلہ دیا جائے اس لئے کہ انسان پر بڑے محسنوں میں اس کے ماں باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا اور یہ معلوم ہے کہ شکر نعمت کے مقابل ہی ہوتا ہے اور والدین کے احسانات ان دنیوی احسانات سے ہیں جن میں بدلہ دینا جاری ہے اور یہ دینی احسانات نہیں ہیں۔ جن کے بابت اللہ کا فرمان ہے۔ اے محبوب تم فرماؤ میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو جہانوں کے پروردگار پر ہے۔ اس کے علاوہ ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کی خلافت عظمیٰ اور نیابت کبریٰ کامل ہو چکی تو ان کا دست کرم بالا اور سب جہانوں کے ہاتھ پست اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور کل نعمت کے خزانے اور اپنے فیض و کرم کے خوان ان کے ہاتھوں کے مطیع کر دیئے اور یہ سب انہیں سونپ دیا جیسے چاہیں خرچ کریں اور وہ راز الٰہی کا خزانہ اور اس کے حکم کی نفاذ ہیں تو برکت انہیں سے ملتی ہے اور خیر انہیں سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں تو بانٹتا ہوں اور اللہ دیتا ہے تو وہی خیرات و برکات اور ساری نعمتیں آسمان و زمین و ملک و ملکوت اول و آخر باطن و ظاہر میں بانٹتے ہیں اس پر فضلاء عظام اور مشہور اولیاء کرام کے جمہور کا یقین ہے جیسا کہ اپنے رسالہ سلطنۃ المصطفیٰ میں تحقیق کی اس میں کچھ ایسے مباحث فاضلہ اور پسندیدہ دلائل ہیں کہ ان سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور کان لطف اندوز ہوتے ہیں اور سینے کھلتے ہیں‘‘۔[۸۵]

حضرت ترجمہ کی تمام تر خوبیوں سے لیس نظر آتے ہیں، حضرت عربی اردو ادب کے ماہر ادیب ہیں مندرجہ ذیل عبارت دیکھئے، عربی اشعار کا ترجہ آپ نے اردو اشعار میں کیا ہے۔

فواللہ لم یبلغ ثنای کماله
ولٰکن عجزی خیر مدح لماله
فلذا البحر لولا أن للبحر ساحلاً
وذا البدر لولا البدر یخشیٰ ماله

ترجمہ:

اس کے کمال تک نہ پہنچا مرا بیاں
پر بہترین مدحت ہے عجز کی زباں
ساحل اگر نہ ہو تو وہ بحر بیکراں
کھٹکا نہ ہو غروب کا تو بدر ہر زماں

[۸۶]

اور ایک مقام پر لکھتے ہیں:

اذا لم یکن فضل فما النفع بالنسب
وھل یصطفیٰ خبث وان کان من ذھب
ولٰکننی أرجو الرضا منک یا رضا
وأنت علیٰ فاز ولی عالی الرتب

ترجمہ:

معدوم ہو کرم تو کس کا نسب نسب
زر کا بھی میل ہو تو مقبول ہو وہ کب
لیکن امیدوار رضا تجھ سے ہوں رضا
اور تو علی ہے مجھ کو دے عالی قدر رتب

[۸۷]

مذکورہ بالا ترجمے کی فصاحت وسلاست ظاہر ہے، اگر متن عربی کو الگ کر دیا جائے تو ترجمہ محسوس نہیں ہوگا جس کی وجہ یہ ہے کہ ترجمہ اردو اسلوب ہی میں کیا گیا ہے جو ترجمہ کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ حضرت کے ترجمہ کا انداز یہی ہے اور یہ ترجمہ کا بہت بڑا کمال ہے کہ لفظ ومعنیٰ کی رعایت ہو جائے اور ساتھ ہی مقصد بھی واضح ہو جائے۔ آپ انتہائی دل نشیں انداز میں مختصر اور سلیس عبارت میں مافی الضمیر کو بڑی خوش اسلوبی سے ادا کرتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی شان فتاویٰ نویسی کی دنیا میں نہایت ممتاز ہے۔ بلکہ آپ ہندوستان کے تنہا ایسے مفتی ہیں جو افتاء نویسی کی

مالہ وماعلیہ پر گہری نظر رکھتے ہیں اور سہ لسانی زبان میں فتاویٰ ارقام فرماتے ہیں۔ فتاویٰ تاج الشریعہ کے مرتب محب گرامی حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمن نظامی صاحب عرض مرتب کے تحت لکھتے ہیں:

”ممدوح گرامی حضور تاج الشریعہ مدظلہ غالباً ہندوستان کے تنہا ایسے مفتی ہیں جو سہ لسانی جوابات ارقام فرماتے ہیں۔ آپ کے فتاویٰ اُردو، عربی، انگلش میں موجود ہیں“۔ [۸۸]

بے شک آپ کی شان فتاویٰ کی دنیا میں کوہِ ہمالہ کی طرح مضبوط اور مسلم ہے۔ آپ کے بعض فتاویٰ تو مستقل رسالہ کی شکل میں ہیں۔ جیسے ”سنو چپ رہو، القول الفائق وغیرہ“۔ اس لئے میں اپنی اس تحریر کو بطور مسک الختام حضرت کے تین فتاویٰ پر ختم کر رہا ہوں۔ ملاحظہ کیجئے۔

دربارۂ وحدۃ الوجود:

بخدمت اقدس حضرت علامہ اختر رضا خان صاحب ازہری

مدظلہ العالی ہدیہ سلام مسنون

مضمون ”مولانا عبد الرحمان لکھنوی اور تصوف“ قدرے تبدیلی کے ساتھ پاکستان بھیجا تھا جو ماہنامہ ضیاء حرم لاہور بابت ماہ اگست ۱۹۷۹ء میں بنام ”حضرت علامہ عبد الرحمان لکھنوی“ چھپا تھا ضیاء حرم کی ایک کاپی ارسال خدمت ہے حضرت رسالہ پر نظر ڈالیں اور ملاحظہ فرمائیں کہ یہ اہلسنت کے حق میں مفید ہے یا مضر۔ میرا یہ تطفل ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ التصوف شرک لانہ صیانۃ القلب عن رؤیۃ الغیر ولا غیر۔

۲۔ لاتری لغیر دمک وجودا مع نو دم الحدود وحفظ الاوامر والنواہی۔

۳۔ نفی وجود نزد ما اقرب طرق است ۔۔۔۔۔۔۔۔

۴۔

بخدا غیر خدا در دو جہاں نیست کسے صد ولعلست دہے دامن از انیست

کسے کہ عاشق و معشوق خویشن ہمہ اوست حیف خلوت و ساقی انجمن ہمہ اوست

مگو کہ کثت اشیاء نقیض وحدت است تو در حقیقت اشیاء نظر فگن ہمہ اوست

۵۔ سبحان الذی خلق الاشیاء وھو عینھا۔

حق تعالیٰ کثرت کی جہت سے خلق ہے اور وحدت کی جہت سے حق ہے اور ان سب کا عین ایک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سمع، بصر، ہاتھ پیر کا عین ہے اور جمیع حوامی کا عین ہے۔ (ابن عربی)

۶۔

درا انجمن فرق ونہاں خانہ جمع باللہ ہمہ اوست۔ باللہ ہمہ اوست

اس قسم کے لاکھوں اقوال توحید حقیقی پر ملتے ہیں ایک منطقی نے بھی اس حقیقت کو سمجھا ہے اور صوفیہ وجودیہ کے مسلک کو مجموعی طور پر اس طرح لکھا ہے اذ ذاتہ لیست مغائرۃ للممکنات بالذات بل بالاعتبار۔

۷۔ (ملاحسن) شبلی نعمانی جو پیری مریدی نہیں کرتا تھا لکھتا ہے کہ عالم قدیم ہے لیکن وہ ذات باری سے علیحدہ نہیں بلکہ ذات باری ہی کے مظاہر کا نام عالم ہے حضرات صوفیہ ہی کا مذہب ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہ آتا کیونکہ تمام مشکلات کی بنیاد اس پر ہے کہ عالم اور اس کا خالق دو جداگانہ

چیزیں ہیں اور ایک دوسرے کی علت ومعلول ہیں غرض فلسفی کی رو سے تو صوفیاے کرام کے مذہب کے بغیر چارہ نہیں البتہ یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شریعت اور نصوص قرآنی اس کے خلاف ہیں لیکن یہ شبہ بھی صحیح نہیں قرآن مجید میں بکثرت اس قسم کی آیتیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ظاہر و باطن اول وآخر جو کچھ ہے خدا ہی ہے۔

۱۰۰۰ھ سن ایک ہزار ہجری تک جمیع سلاسل کے اولیاے کرام وحدۃ الوجود پر متفق ہیں البتہ الف ثانی میں اس کی تاویل کی گئی جو زہر کی طرح ہم میں سرایت کر گئی ہے جو لوگ بیعت وارادت اور اولیاء سے دوستی کے دعووں سے بیگانہ ہیں وہ حق میں وحدت الوجود کو ثابت کررہے ہیں مگر عاشقان اولیاے کرام ان کے مسلک خدارسی کو الحاد زندقہ سے تعبیر کرتے ہیں اعلیٰ حضرت کو نوع بنوع مضامین کا مرقع بتانا چاہیے نہ کہ عقیدت مندوں کی حوصلہ شکنی کر کے بد دلی کے اسباب پیدا کرنا یہ مقام افسوس نہیں کہ خالص علمی تاریخی اور اسی مضمون کو ویک پاکستان کو چھاپ دیں کہیں مرکز اہل سنت کی فضا اس کے لئے تنگ ہو جائے اس سلسلے میں بہت سی باتیں ہیں جو عرض کی جاسکتی ہیں لیکن تنگیٔ وقت مانع ہے عرض گزار ہوں کہ اس مسلک توحید پر تحقیق کی ضرورت ہے تا کہ ہم عقیدت مندوں کو صبح قیامت میسر آئے ورنہ یہ عجیب وغریب بات ہوگی کہ اولیاے کرام کی ولایت کا تو اعتراف کریں لیکن زینہ ولایت پر بم باری کریں اگر توحید حقیقی یا وحدت الوجود زندقہ ہے تو اس کے قائلین ولی کیسے ہو گئے اور اگر اس کے قائلین ولی ہو گئے تو وحدۃ الوجود زندقہ

کیسے ہوگا ممکن ہے کہ میری باتوں میں کوئی گرانی محسوس ہو مگر حقائق بیانی کو میں کیا کروں ان باتوں کو بس یہ خیال فرمائیں کہ ایک طالب علم چند سوالات لیکر حاضر ہوا ہے۔ آخر میں یہ عرض کردوں

کوغیر وکجا غیر و کونقش غیر، واللہ سواللہ حافی الوجود۔

(اخبار الاخیار شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی)۔فقط۔

مستفتی: طالب عنایت صفی احمد قادری

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی لا سیما سیدنا المصطفی و الہ نجوم الاھتداء و صحبہ مصابیح الدجی و علماء امتہ سرج الآخرۃ و الدنیا

(۱) عقیدۂ جماہیر اہل سنت یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ واحد ہے نہ عدد سے خالق ہے نہ علت سے فعال ہے نہ جوارح سے قریب ہے نہ مسافت سے، حیات وکلام وسمع وبصر وارادہ وقدرت وعلم وغیرہا تمام صفات کمال سے ازلا وابدا موصوف اور تمام شیون شین عیب سے اولا وآخرا بری، ذات پاک اس کی نہ ضد وشبہ ومثل وکیف وشکل وجسم وجہت ومکان وامروزمان سے منزہ جس طرح ذات کریم اس کی مناسبت ذوات سے مبرا، اسی طرح صفات کمالیہ اس کی مشابہت صفات سے معرا تمام عزتیں اس کے حضور پست اور سب ہستیاں اس کے آگے نیست۔

{كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ - الاية} ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے۔

وجود واحد، موجود واحد باقی سب اعتبارات ہیں، ذرات اکوان کو اس کی ذات سے ایک نسبت مجہولۃ الکیف ہے جس کے لحاظ سے من وتو کو موجود وکائن کہا جاتا ہے اور اس کے آفتاب وجود کا ایک پرتو ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ نگاہ ظاہر میں جلوہ آرائیاں کر رہا ہے اگر اس نسبت و پرتو سے قطع نظر، نہ وہ واحد جو چند کی طرف تحلیل پائے نہ وہ واحد جو بہ تہمت حلول عینیت اوج وحدت سے حضیض اثنیت میں اتر آئے ہو ولا موجود الا ہو آیۃ کریمہ:

{سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ} پاکی اور برتری ہے اسے ان کے شرک سے۔

جس طرح شرک فی الالوہیۃ کو رد کرتی ہے یونہی اشتراک فی الوجود کی نفی فرماتی ہے۔ ملخصاً

(۲) ان کلمات طیبات میں چند جواہر زواہر وحدۃ الوجود کے بھی آگئے جو خلاصۂ تحقیق وعطر دقیق ہیں حضرات صوفیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے کلمات کو جو سمجھنے کا اہل نہیں اسے اسی قدر پر قناعت لازم اور تفصیل کی ہوس حرام بدکام ضلالت انجام ہے اسی لئے علمائے کرام نے کتب صوفیہ کا مطالعہ حرام بتایا بلکہ خود صوفیہ کرام نے ممانعت فرمائی شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی رعایۃ الانصاف والاعتدال میں فرماتے ہیں:

''ومختار شیخ جلال الدین سیوطی کہ از علماء متاخرین حدیث است در شان شیخ آنست کہ اعتقاد ولایتہ وتحریم النظر فی کتبہ''

اسی میں ہے:

''وتحریم النظر در کتب ایشاں خود مذہب ایشاں است می گویدو نحن قوم یحرم النظر فی کتبنا الا لمن الخ''

یہی شیخ محقق اصول الطریقة لکشف الحقیقة میں فرماتے ہیں:

''فائدہ دیگراست متعلق بمطالعہ کتب ایں قوم وتحاشی از توسعہ نظر در مصنفات ایشاں بے تمیز وتفصیل واللہ یقول الحق ویھدی السبیل''

اسی میں ہے:

''شیخ ذکرہ اللہ بالخیر در باب فصوص وفتوحات وامثال آں می فرمود کہ از واضحات آں محظوظ باید شد و در مبہمات وموہمات آنہا خوض نکرد و می فرمودند دریں جا زہر ہا است شکراندود کردہ'' الخ

اسی میں سیدی احمد ابن زروق سے ناقل:

''حذر الناصحون من تلبیس ابلیس ابن الجوزی وفتوحات الحاتمی بل کل کتبه او جلها وکابن سبعین وابن الفارض ومن یحذو حذوهم ومن مواضع من الاحیاء للغزالی جلها فی المهلکات منه والنضح والتسویة له والمصئون من غیر اهله ومعراج السالکین والمنقذوموضع من قوة

القلوب لابی طالب المکی وکتاب السہروردی ونحوھم فلزم الحذرمن موارد الغلط لاتجنب الجملۃ ومعادات العلم ولایتم الابثلاث قریحۃ صادقۃ وفطرۃ سلیمۃ واخذہابان وجہہ وتسلیم ماعداہ والاہلک الناظر فیہ باعتراض علی اہلہ واخذالشیٔ علی غیروجہہ فافہم“

(۳) یہی گروہ صوفیہ اپنی کتابوں کے مطالعہ کے لئے اہلیت سے پہلے شرط کرتا ہے کہ آدمی کا عقیدہ مذہب اہلسنت پر مستحکم ہو یوں کہ اصلا کسی عقیدہ اہلسنت میں تردد نہو ورنہ ان کی کتابوں کا مطالعہ سخت آفت ایمان ہے۔

اسی اصول الطریقہ میں سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ سے ہے:

”می فرمودند اول باید کہ عقد قلب بمذہب اہلسنت وجماعت محکم شدہ باشد وتردد وتذبذب درآنجا نماندہ بعدازاں اگراز کتب قوم محظوظ شوند ومستفید گردند بسلامت اقرب است والا آنکہ ہنوز اعتقاد شریعت درست ناکردہ وعقد اسلام محکم ناشدہ ہم ازاول درمبہمات وموہمات ومشکلات ایں قوم خوض کنند محل آفت است“۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس ارشاد ہدایت وبنیاد کا صریح مفاد یہی ہے یہ مذہب اہلسنت ہی مدار کار واصل ارشاد ہے اور اسے چھوڑ کر صوفیہ کے ان کلمات کی طرف جدول

نظر جو بہ ظاہر عقیدۂ اہلسنت کے خلاف ہوں دین ضلال اصل وفساد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) ارشاد مذکور کو حضرت شیخ ابن عربی قدس سرہ سے خوب ترشح کہ ارباب احوال کا جو قول ظاہر شرع کے خلاف ہوا گرچہ اس میں توقف وتسلیم مراد قائل وعدم انکار کا حکم ہے مگر اس کا ظاہر کہ خلاف شرع ہے لائق اتباع نہیں تصریح لیجئے۔ حضرت شیخ ممدوح محقق دہلوی قدس سرہ القوی اسی رسالہ رعایۃ الانصاف میں فرماتے ہیں:

''از واضح واضحات واجلی بدیہیات ست کہ طریق قویم ومنہج مستقیم اعتقادا وعملا طریقا سلف صالح است کہ موافق کتاب اللہ وسنت رسول اللہ است ہر چہ زموافق کتاب وسنت باشد باطل واز حلیہ قبول عاطل است وبعضے مشائخ از ارباب احوال نیز ہر کہ بجہت طفح وسکر وغلبہ حال نہ برین منوال مقال آوردہ محل اقتداء ومستحق اتباع نیست فالحق احق ان یتبع وماذا بعد الحق الا الضلال-اھ''

اسی میں قواعد الطریقہ سیدی احمد ابن زروق سے ہے:

''مبنی العلم علی البحث والتحقیق ومبنی الحال علی التسلیم والتصدیق فاذا تکلم العارف من حیث العلم نظر فی قولہ باصلہ من الکتاب والسنۃ وآثار السلف لان العلم معتبر باصلہ واذا تکلم من

حیث الحال سلم لہ ذوقہ اذ لا یوصلہ الیہ الا بمثلہ
فھو معتبر بوجد انہ فی العلم بہ مستند لامانۃ
صاحبہ ثم لا یقتدی بہ لعدم عموم حکمہ الا فی حق
مثلہ-اھ"

نیز اسی میں انھیں ممدوح مذکور سے وہ منقول جو مذکورہ بالا سے سخت تر ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

"یعتبر الفرع باصلہ و قاعدتہ فان وافق قبل والا
رد علی مدعیہ ان تأہل واوّل علیہ ان قبل او اسلم لہ
ان جلت مرتبتہ علما و دیانۃ ثم ھو غیر قادح فی
الاصل لان فساد الفاسد الیہ یعود ولا یقدح فی
صلاح الصالح شیئا فغلاۃ المتصوفۃ کاہل الاہواء
من الاصولیین وکالمطعون علیہم من المتفقہین
یرد قولھم ویجتنب فعلھم ولا یترک المذہب الحق
الثابت بنسبتھم لہ وظہورھم فیہ"-اھ

(۵) وحدۃ الوجود میں جو سخن مجمل سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز سے نقل ہوئے وہی قول فیصل ہے اور تفصیل اس کی سخت مبہم وموہوم ومشکل ہے یہی وجہ ہے، کہ صوفیہ خود اسے ہر کس و ناکس سے بیان نہیں کرتے اور اس کی اشاعت سے منع فرماتے ہیں اور عوام تو عوام علمائے ظاہر بلکہ ان صوفیہ کو بھی جنہوں نے راہ سلوک ہنوز طے نہ کی ہو اس کے فہم کا اہل نہیں سمجھتے۔ چنانچہ

حاجی صوفی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اپنے رسالہ وحدۃ الوجود میں فرماتے ہیں:

''ایں مسئلہ وحدۃ الوجود چناں نیست بلکہ در ینجا نہ تصدیق قلبی و تیقن کف لسان واجب است، چرا کہ اسلام شرعی تعلق باخدا و باخلق میدارد و اسلام حقیقی محض تعلق بخدا دارد و آنجا تصدیق با قرار ضرور است اینجا فقط تصدیق باید۔ سوائے آں در استفسار ایں مسئلہ فائدہ ہمیں کہ اسباب ثبوت ایں مسئلہ بسیار نازک و نہایت دقیق۔ فہم عوام بلکہ فہم علمائے ظاہر کہ از اصطلاح عرفا عاری اند، قوت درک آن نمی دارد، چہ علماء بلکہ صوفیائے کہ ہنوز سلوک خود تمام نہ کردہ باشند واز مقام نفس گزشتہ بمرتبہ قلب نارسیدہ ازیں مسئلہ ضرری یابند۔ از مکر نفس وتزلزل ولغزش پا در چاہ اباحت وقعر ضلالت سرنگوں می افتند بلکہ گروہ ہا افتادہ اند کما شہدنا ھم نعوذ باللہ من ذالک جناب ہم نیکومی دانند ایں مسئلہ خاصیت عجیب می دارد۔ بعض را ہادی و بعض را مضل''

(۶) عینیت واتحاد میان خالق ومخلوق کا قول صوفیہ کہ مہمات ومشکلات میں اسی غلو اور ان کی اصطلاح سے ناواقفی کا نتیجہ ہے اور اسے صوفیہ صافیہ کا مذہب سمجھنا جہالت ہے وہ صاف صاف اتحاد خالق ومخلوق کو الحاد و زندقہ بتا رہے ہیں۔

یہی شاہ امداد اللہ مہاجر مکی رسالہ وحدۃ الوجود میں فرماتے ہیں:

''بداں کہ در عبد ورب عینیت حقیقی لغوی ہر کہ اعتقاد دارد غیریت لجمیع وجوہ انکار کند ملحد وزندیق است ازین عقیدہ کہ در عابد و معبود و ساجد و مسجود ہیچ گونہ فرقے نمی ماند ایں غیر واقع است''

بلکہ وہ جو عینیت بولتے ہیں وہ اصطلاح ہے جو عینیت کے ساتھ مجتمع ہو جاتی اور اس کا مرجع و مآل وہی وحدۃ موجود مطلق و وحدۃ وجود حقیقی مطلق ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کے اعتبارات وظلال وعکوس ہیں جن کے اوپر احکام حدوث وفنا وتغیر وزوال جاری ہوتے ہیں اور وہ موجود مطلق قدیم وباقی حدوث وفنا سے منزہ تغیر وتبدل سے معرا، لہٰذا ایک کا دوسرے پر اطلاق الحاد وزندقہ ہے۔

اسی رسالہ وحدۃ الوجود میں ہے:

''در عبد ورب عینیت وغیریت ہر دو ثابت و متحقق است آن بوجہے واین بوجہے اگرچہ در بادی النظر اجتماع ضدین در شخص واحد محال می نماید''

اسی میں ہے کہ

''کسانیکہ بجز خوض در مسئلہ وحدۃ الوجود وزندقہ افتادہ اند از ندانستن مسئلہ عینیت وغیریت بودہ ست''۔ اھ

الروض المجود مصنفہ علامہ فضل حق خیر آبادی میں ہے:

”فاحکام التعینات بماھی تعینات لاتسری الی الحقیقة المطلقة بما ھی ھی ولا احکامھا بما ھی ھی تسری الی التعینات ولا حکم تعین یسری الی تعین اخر فلا یجوز ان یسند الی الحقیقة الحقة المطلقة مایسند الی التعینات من الامکان والبطلان والمذلة والھوان والخسار والافتقار والخساسة والنجاسة والجوھریة والعرضیة والکثافة والجسمیة واللذة والالم والحدوث والعدم والجزئیة والتالیف والعبودیة والتکلیف والتقوی والثواب والطغوی والعقاب الی غیر ذالک لان تلک الحقیقة الحقة واجبة فلاتبطل۔ کذا کمالایجوز ان یسند الی التعین بماھو تعین ما یستند الی الحقیقة المطلقة بماھی من الاطلاق والوجوب والقدم والکمال والجمال والعزة والجلال والقھر والسلطان الی غیر ذالک ۔و کما لایصح ان یسند الی تعین ما یستند الی تعین آخر ولکل من مراتب الاطلاق والتعین اسم یخص بھا و احکام مرتبة علیھا وآثار مستندة الیھا۔ فاطلاق اسم مرتبة الاطلاق علی مرتبة من مراتب التعین واطلاق اسم مرتبة من مراتب التعین علی مرتبة الاطلاق او مرتبة اخری من مراتب التعین زندقة والحاد“ملتقطا بالجملة۔

وجود واحد مطلق ہے اورعالم میں جو کچھ ہے وہ اسی کے تعینات واعتبارات ومظاہر ہیں اور وہ تمام اپنے ثبوت وبقامیں اسی موجود مطلق کے

محتاج اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ان اللہ غنی عن العالمین وحدۃ الوجود حق و صرف ہے اور مرتبہ وجود میں فرق اور امتیاز ایمان ہے اور خلط مراتب زندقہ و کفر و مبین خسران ہے۔حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ فتاوی عزیزی میں فرماتے ہیں:

''وجود واحد در مراتب وجوب وامکان وقدیم وحادث ومجرد وجسمانی ومومن وکافر ونجس وطاہر ظاہر ست لیکن ہر مظہر حکم جدا دارد فرق در احکام مظاہر ضرور است مومن را حکم بنجات است وکافر را حکم بقتل دا سر وعلی ھذا القیاس در جمیع صفات متضادۃ چنانچہ گفتہ اند:

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد گر فرق مراتب نہ کنی زندیقے

و ہر کہ فرق در احکام نہ کند ومحض وحدۃ وجود را ملاحظہ نماید خلاف شرع است والحاد وزندقہ است'' ملخصاً

لہٰذا حضرات صوفیہ سے جو کچھ موہم عینیت منقول ہو وہ اولاً عدم ثبوت پر اور ثانیاً بعد ثبوت غلبۂ حال وسکر پر محمول اور اس میں تاویل ضرور اور وہ مستحق اتباع نہیں جیسا کہ ماسبق سے ظاہر اور سب کے لئے یہی ایک جواب بس کہ ان کا کلام عینیت حقیقہ میں نہیں بلکہ عینیت ان کی ایک اصطلاح ہے جو اتحاد اور عینیت حقیقہ ہے بے علاقہ ہے خصوصاً ابن عربی کی عبارت منقولہ کے لئے واللہ تعالی ھوالہادی وھوتعالے اعلم۔اور شبلی کا عالم کو قدیم بتانا فلاسفہ کی قدیم گمراہی ہے اور باقی جملہ بھی اس کا فی الجملہ مخدوش ہے۔ابن عربی خود

کہتے ہیں:

العبد عبد وان ترقی

والمولی مولی وان تنزل

اور ملاحسن کی عبارت سے بھی عینیت مبہمہ وجود ثابت نہیں ہوتی تو اس سے استناد کیسا اور آخر میں انھوں نے فرمایا وھذا الطور دور از طور العقل اسے یاد کر کے خود پہ اور دوسروں پر رحم کیجئے اور اس مسئلہ کی اشاعت سے باز آیئے۔

(۷) مسئلہ وحدۃ الوجود جس طرح کہ کتب صوفیہ میں مرقوم ہے چودہ سو سال پرانا نہیں بلکہ صوفیہ کے طبقۂ سلف کے بعد پانچ سو سال گذرنے پر ظاہر ہوا۔اسی فتاویٰ عزیزی میں ہے:

"ولیکن بعد از مرور طبقۂ سلف از صوفیہ وگزشتن پان صد سال از ہجرت نبویہ این حضرات دو فرقہ شدند جمع کثیر اشارات را بر حقیقت حمل نمودند و قائل شدند بانکہ وجود واحد"-الخ

ما مر من قبل یہی وجہ ہے کہ آیات واحادیث میں اس کی تصریح نہیں جیسا کہ اشارات را بر حقیقت حمل نمودند سے عیاں اور اسی وجہ سے اصطلاحاتِ صوفیہ پر شاہ صاحب ممدوح نے بدعت کا حکم لگایا۔چنانچہ فرماتے ہیں:

"لفظ وجود مطلق در عرف صوفیہ اہلسنت مثل قیصری وفرغانی ومولانا جامی بسیار روار داست ودر شرع وارد نہ شدہ پس اطلاق این الفاظ بہر چند بدعت است او بدعت سیئہ نخواہد بود"

اوراگر بالفرض یہ مسئلہ وحدۃ الوجود قدیم ہوتو ضرور تھا کہ تمام انبیاء اس کی تبلیغ فرماتے کہ توحید ورد شرک سب کا منصب ہے حالانکہ ایسا واقع نہ ہوا۔

الروض المجود میں فرمایا:

''لما کانت الانبیاء علیھم السلام مبعوثین لتبلیغ الاحکام الی کافۃ الانام و کانت ھذہ العقیدۃ اجل من ان تنالہ عامۃ الافھام کانت دعوتھم الیھا توریطا لھم فی الضلالۃ و تبعیدا ایاھم عن الھدی و الدلالۃ فلو دعت الانبیاء الیھا فات فائدۃ الرسالۃ'' - الخ ۔ واللہ تعالی اعلم

فقیر محمد اختر رضا خان ازہری قادری غفرلہ

۷ شوال ۱۳۹۹ھ

لقد اصاب من اجاب ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

دار الافتاء منظر اسلام بریلی شریف

خدا، اللہ الفاظ مترادفہ ہیں اور دونوں علم ذات باری تعالیٰ ہیں:

قرآن کریم کا اطلاق کلام نفسی ولفظی دونوں پر ہوتا ہے اور کلام نفسی اللہ تعالیٰ کی صفت قدیمہ ہے جو اصوات وحدوث سے پاک ہے اور کلام لفظی کہ حروف و اصوات سے عبارت ہے، حادث ہے اور یہی کلام لفظی منزل من اللہ ہے

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن سے افضل ہے؟ امین پرتاوان نہیں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

(۱) بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ "خدا" اللہ کا ترجمہ نہیں اعلیٰ حضرت نے اللہ کا ترجمہ خدا کیوں لکھا؟ مثلاً:

☆ {وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللّٰہُ بِہِ أَن يُوصَلَ} ۔اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا۔

☆ {كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰہِ - الآية} ۔بھلا تم کیونکر خدا کے منکر ہو گئے۔

☆ {حَتّٰى نَرَى اللّٰہَ جَهْرَةً} ۔اب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں۔

☆ {كُلُوا وَاشْرَبُوا مِن رِّزْقِ اللّٰہِ} ۔کھاؤ اور پیو خدا کا دیا۔

☆ {وَبَآؤُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ} ۔اور خدا کے غضب میں لوٹے۔

☆ {إِنَّ اللّٰہَ يَأْمُرُكُمْ} ۔خدا تمہیں حکم دیتا ہے۔

☆ {أَعُوذُ بِاللّٰہِ} ۔خدا کی پناہ۔

☆ {هٰذَا مِنْ عِندِ اللّٰہِ} ۔یہ خدا کے پاس سے ہے۔

☆ {فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰہِ} ۔ادھر وجہ اللہ خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے۔

(۲) قرآن معنیٰ الفاظ کا نام ہے اور لفظ حروف کا محتاج تو بعض حروف

کومنزل من اللہ فرماتے اور قدیم جانتے ہیں۔حالانکہ اللہ عزوجل کا کلام نفسی، صوت سے پاک ہے جس کو الفاظ کے لباس میں بندوں پر ظاہر فرمایا گیا تو قرآن کریم معنیٰ مفہوم کا نام ہوا اس کی حقیقت بتائیں اور اصلاح فرمائیں۔

(۳) حروف حادث ہیں یا قدیم۔جو قدیم ہونگے تو واجب ہونگے۔

(۴) جو قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی آواز کہے اس کا کیا حکم ہے اللہ عزوجل کا کلام نفسی، صوت سے پاک اور وہ صوت کا قائل ہے اس قائل کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(۵) بعض لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن کریم سے افضل بتاتے اور استدلال یہ فرماتے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں تشریف فرما تھے وہ آیات قرآنی مکی کہلائیں جب مدینہ طیبہ میں تھے تو آیات قرآنی مدنی کہلائیں۔سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں واجب وقدیم اور کلام اللہ کی صفت ہے اور ممکن وحادث اور عبداللہ۔

آپ سے التماس ہیکہ مکمل تشریح کے ساتھ وضاحت فرمائیں صاف اور خوشخط لکھوا دیں تاکہ عامۂ اہل سنت بہرہ مند ہوسکیں نیز عربی فارسی وغیرہ عبارت کا ترجمہ بھی۔

(۶) زید کو کسی نے مسجد کے لئے چندہ کی رقم دی زید جمع کرانے والا تھا کہ اس کی جیب سے وہ رقم گرگئی تو زید کے لئے کیا حکم ہے وہ گم شدہ رقم اپنے پاس سے ادا کریگا؟ بینوا توجروا

مستفتی: عبدالوہاب صاحب، مولا چوک لاڑکانہ سندھ پاکستان

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب:

خدا اور اللہ الفاظ مترادفہ ہیں اور دونوں اللہ تعالیٰ کے علم ذات ہیں جن کا اطلاق غیر باری تعالیٰ پر جائز نہیں۔ غیاث اللغات میں ہے:

''اللہ در لغت بمعنیٰ معبود برحق ودر اصطلاح علم للذات الواجب الوجود المستجمع بجمیع الصفات''

اللہ لغت میں معبود برحق کے معنیٰ میں ہے اور اصطلاح میں ذات واجب الوجود جامع جملہ صفات کا علم ہے۔

''اذ لا یطلق علیٰ غیرہ لا حقیقۃً ولا مجازاً''

اسم جلالت کا اطلاق اللہ کے سوا کسی پر نہیں ہوتا نہ حقیقۃ نہ مجازاً۔

نیز غیاث اللغات میں ہے:

''چوں لفظ خدا مطلق باشد بر غیر ذات باری تعالیٰ اطلاق نہ کنند''

جب لفظ خدا مضاف نہیں ہوتا تو اس کا اطلاق ذات باری تعالیٰ کے سوا کسی پر نہیں کرتے۔

اسی لئے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ:

''من خدایم'' کہنا کفر ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''ولو قال من خدایم علیٰ وجہ المزاح یعنی خودآیم فقد کفر کذا فی التتارخانیہ''

اگر دل لگی کے طور پر فارسی میں کہے ''من خودآیم'' تو وہ کافر ہو جائے گا۔

ان عبارتوں سے ظاہر ہے کہ عجم میں لفظ خدا ذات باری تعالیٰ کے لئے خاص ہے جس طرح لفظ اللہ عربیت میں علم ذات اقدس ہے۔اسی لئے لفظ اللہ وخدا دونوں کا استعمال فارسی واردو میں ایک دوسرے کی جگہ پر شائع وذائع ہے چنانچہ خدا بولتے ہیں اور اللہ مراد لیتے ہیں اور اللہ بولتے ہیں اور خدا جانتے مانتے سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے رسول اللہ کا ترجمہ رسول خدا جابجا کیا ہے تو لامحالہ لفظ خدا اسم جلالت (اللہ) کے مرادف ہوا اسی لئے علمائے اعلام نے بلانکیر لفظ خدا کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر جائز فرمایا اور اسے ذات اللہ کا علم مانا۔

شرح المقاصد للعلامۃ التفتازانی میں ہے:

”قالوا اھل کل لغۃٍیسمو نہ باسمٍ مختص بلغتھم کقولھم خدای و تنکری وشاع ذٰلک و ذاع من غیر نکیرٍ کان اجماعاًقلنا کفی بالاجماع دلیلاًعلی الاذن الشرعی وھذا ما یقال انہ لا خلاف فیما یردفی الاسماءالواردۃفی الشرع“

ہر زبان والے اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں جو ان کی لغت میں ہے ان کے لئے مخصوص ہے جیسے عجمیوں کا قول اور تنکیروں اور یہ بلانکیر شائع وذائع ہے تو اجماع اذن شرعی پر دلیل کافی ہے اور یہ وہی بات ہے جو کہی جاتی ہیکہ علماء کا ان اسمائے واردہ کے مرادف ہونے پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اور جب لفظ خدا اسم جلالت کا مرادف ہے اور بالاتفاق ذات باری تعالیٰ کا علم ذات ہے تو اللہ کا ترجمہ خدا کرنا صحیح و درست ہے اور اعتراض

ساقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم ہے جو اصوات معروفہ وحروف معہودہ سے منزہ ہے اس لئے کہ وہ اس کی صفت ذات ہے اور اس کی ہر صفت قدیم ہے اور اصوات معروفہ وحروف معلومہ حادث اور وہ قیام حوادث سے منزہ ہے۔ علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ کی کتاب مستطاب المعتقد المنتقد میں ہے:

"و منه انه متكلم بكلام قديم لامتناع قيام الحوادث بذاته سبحنه قائم بذاته ليس بحرف و لا صوت لانه صفة له وهو متعال عنه الخ"

ازاں جملہ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کلام قدیم کا متکلم ہے اس لئے کہ اس کی ذات کے ساتھ حوادث کا قیام محال ہے وہ کلام اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور حرف اور آواز نہیں اس لئے کہ وہ اس کی صفت ہے اور وہ حرف وآواز سے منزہ ہے۔

اسی معنیٰ کر قرآن عظیم اللہ تعالیٰ کی صفت قائمہ بذاتہ تعالیٰ کا نام ہوا جسے کلام نفسی سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ نظم و معنیٰ کا مجموعہ ہے۔

المعتقد میں ہے:

"و هذا الكلام القديم القائم بذاته يقال له الكلام النفسي و لا يوصف بانه عربي او عبري انما العبري و العربي هو اللفظ الدال عليه"

اور یہ کلام قدیم جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اسے کلام نفسی کہتے ہیں اور وہ نہ تو عربی سے موصوف ہے نہ عبرانی سے، عبرانی اور عربی تو لفظ ہے

جو کلام نفسی پر دلالت کرے۔

اور چونکہ احکام شرعیہ کی دلیل لفظ ہے اسی لئے ائمہ اصول فقہ نے قرآن کی تعریف یوں کی کہ وہ مصاحف میں مکتوب ہے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔اور انھوں نے قرآن کریم کو نظم و معنیٰ دونوں کا نام قرار دیا یعنی نظم کو اس حیثیت سے کہ معنی پر دال ہے قرآن کہا ہے۔

المعتقد میں ہے:

"ولما كان دليل الاحكام الشرعية هو اللفظ عرف ائمة الاصول بالمكتوب فى المصاحف المنقول بالتواتر وجعلوه اسماً للنظم والمعنى جميعاًأى النظم من حيث دلالته على المعنى"

اور چونکہ احکام شرعیہ کی دلیل لفظ ہی ہے،اس لیئے ائمۂ اصول نے قرآن کی تعریف مصاحف میں مکتوب،اور تواتر سے منقول سے کی،اور قرآن کو نظم معنی دونوں کا اسم بتایا،یعنی قرآن نظم کا نام ہے اس حیثیت سے کہ وہ معنی پر دلالت کرتا ہے۔

یہاں سے ظاہر کہ قرآن کریم کا اطلاق کلام نفسی وکلام لفظی دونوں پر ہوتا ہے اور یہ کہ کلام نفسی اللہ تعالی کی صفت قدیمہ ہے جو حروف و اصوات معروفہ سے پاک ہے اور کلام لفظی کہ حروف واصوات سے عبارت ہے حادث ہے اور یہی کلام لفظی منزل من اللہ ہے اور حروف و اصوات معروفہ ضرور حادث ہیں جس کی نسبت باری تعالی کی طرف بدعت ہے اور اس کا قائل بدعتی،گمراہ ہے۔ہاں جو ایسے حروف واصوات کا قول کرے جو اصوات

وحروف حادثہ معروفہ کے مشابہ نہیں نہ اعراض غیر قارہ ہیں اور نہ مترتبۃ الاجزاء ہیں اور انھیں قدیم بتائے تو اس کے بطلان پر شرعاً کوئی دلیل نہیں۔

المعتقد میں ہے:

"مبتدعة الحنابلة قالوا کلامه تعالی حروف واصوات تقوم بذاته تعالی وهو قدیم الخ"

یعنی حنابلہ کے مبتدعین نے کہا کہ اللہ تعالی کا کلام حروف واصوات ہیں جو اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہیں حالانکہ وہ قدیم ہے۔

اس کے تحت اعلی حضرت عظیم البرکت قدس سرہ نے المستند المعتمد میں فرمایا:

"اقول: ای اصوات وحروف کالمعهود المعروف وبطلان هذا غنی عن البیان کما قال وهذا قول باطل بالضروة اه۔ اما القائل منهم بقدم حروف واصوات لاتشابه الحروف المحدثة اوالاصوات الحادثة ولیست من الاعراض السیالة الغیر القارة فی الوجود ولا مترتبة الاجزاء فلا دلیل قطعیا من الشرع علی بطلانه بل یشیر الیه بعض کلام علمائنا۔ وعلیک بالمواقف والملل وما سمینا من قبل۔ اه"

یعنی میں کہتا ہوں (کہ علامہ فضل رسول قدس سرہ کی مراد) اصوات وحروف مثل حروف واصوات معروفہ ہیں اور اس دعوی کا بطلان محتاج بیان نہیں الیہ چنانچہ انھوں نے کہا کہ یہ قول بداہۃ باطل ہے۔ رہا وہ جو ان حروف واصوات

کے قدیم ہونے کا قائل ہو جو حروف واصوات حادثہ کے مشابہ نہ ہوں اور نہ ان اعراض سے ہوں جو ذی قرار نہیں اور نہ ان کے اجزاء مرتب ہوں تو اس کے بطلان پر شرعاً کوئی دلیل نہیں بلکہ ہمارے علماء کا بعض کلام اس کی طرف مشیر ہے۔ اور تم پر مواقف وملل اور جن کتابوں کا ہم نے پہلے نام لیا مطالعہ ضروری ہے۔

پھر کلام نفسی وکلام لفظی کی طرف تقسیم متأخرین کا مذہب ہے جسے انھوں نے رد معتزلہ اور کم فہموں کی تفہیم کے لئے اختیار فرمایا جس طرح متشابہات کی تاویل اختیار کی۔ اور اصل مذہب جس پر ائمہ سلف ہیں وہ یہ ہے کہ قرآن میں اللہ تعالی کا کلام ہے جو واحد ہے اس میں تعدد نہیں نہ خدا سے جدا ہوا نہ کبھی جدا ہو اور نہ کسی دل نہ زبان نہ کسی ورق اور کان میں حلول کئے ہوئے ہے۔ کہ وہ قدیم ہے اور ہم اور ہمارا حفظ اور تلاوت اور ہاتھ اور کتابت اور کان اور سماعت حادث ہیں اور قرآن قدیم قائم بذات باری تعالیٰ ہمارے دلوں پر مفہوم کی صورت میں اور زبانوں پر منطوق کی صورت میں اور ہمارے مصحف میں مکتوب کی شکل میں اور ہمارے کانوں میں مسموع کے رنگ میں تجلی فرما رہا ہے تو وہی مفہوم ومنطوق ومنقوش ومسموع ہے نہ کہ کوئی شئ دیگر جو اس پر دال ہو اور یہ بغیر اس کے کہ اللہ سے جدا ہو یا حوادث سے متصل ہو یا کسی شئ میں حلول کرے۔ بالجملہ درحقیقت قرآن وہی کلام الٰہی ہے جو واحد ہے جس کی تجلیاں مختلف ہیں اور تجلی کا تعدد اس شئ متجلی کے تعدد کا مقتضی نہیں۔

دمبدم گر لباس گشت بدل ☆ شخص صاحب لباس را چہ خلل

ھذا خلاصۃ ما افادہ المجدد الاعظم سیدی احمد رضا جدی فی المستند المعتمد و اللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳، ۴) ان دونوں سوالوں کا جواب نمبر ۲ سے ظاہر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) مطلقاً افضل بتانا غلط و باطل اور بہت سخت ہے کہ اس سے کلام الٰہی بمعنی صفت الٰہیہ قدیمہ قائمہ بالذات پر تفضیل لازم آتی ہے جو کفر ہے ہاں مصحف (کہ قرطاس و مداد سے عبارت ہے) پر تفضیل بیشک ثابت ہیکہ وہ حادث ومخلوق ہے اور مخلوق سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ جد الممتار حاشیہ رد المحتار میں فرماتے ہیں:

قولہ: و الاحوط الوقف۔ "اقول لا حاجۃ الی الوقف و المسئلۃ و اضحۃ الحکم عندی بتوفیق اللہ تعالی۔ فان القرآن ان ارید بہ المصحف اعنی

یعنی اس مسئلہ میں توقف کی حاجت نہیں اور مسئلہ کا حکم اللہ تعالی کی توفیق سے میرے نزدیک واضح ہے۔ اسلئے کہ قرآن سے اگر مصحف یعنی قرطاس ومداد مراد ہوں تو یہ یقینا حادث ہیں اور ہر حادث مخلوق ہے اور ہر مخلوق سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل ہیں۔

اور اگر کلام اللہ مراد ہوں جو صفت الٰہی ہے تو بیشک خدا کی صفات تمام مخلوقات سے افضل ہیں اور غیر اللہ اس کے مساوی کیسے ہوگا جو غیر اللہ نہیں تعالی ذکرہ اور اس توجیہ سے دونوں قول میں تطبیق ہوجائیگی۔ واللہ تعالی اعلم

(۶) لازم نہیں کہ زید امین ہے اور امین پر تاوان نہیں جبکہ اس نے حفظ امانت

میں کوتاہی نہ کی ہوواللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خان ازہری قادری غفرلہ

۷ رشوال ۱۴۰۵ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مرکزی دارالافتاء ۸۲ رسوداگران بریلی

آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا یا والد؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید اسلام پورہ، بھیونڈی میں ایک نمائش لگاتا ہے۔ اس نمائش کا ایک مضمون (مکالمہ) میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے متعلق درج تھا کہ آزر آپ کے والد جو کہ بت تراش تھے۔ کچھ سنیوں نے اس پر اعتراض کیا اور زید سے کہا کہ انہوں نے اپنے علمائے کرام سے سنا کہ تمام انبیاء کرام کے والدین ساجدین میں سے تھے مگر زید نے ان کی بات نہیں مانی اور ثبوت کے طور پر چار حوالے دئے جو کہ زیروکس (xerox) کی شکل میں نیچے درج ہیں۔

۱۔ قیل کان اسم ابیه (ای ابراهیم) تارح فعرب فجعل آزر۔

۲۔ قال ابن الجریر الطبرانی فی تفسیره و قدیکون له (ای الآزر) اسمان کمالکثیر من الناس اویکون احدهما لقباً و هٰذا الذی قاله جید قوی

۳۔ابن حبیب البغدادی (متوفی ۲۴۵ ہجری) کی کتاب المحبر (طبع دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد (۱۹۴۲ء) میں ہے تارح ’’وھو آزر‘‘، ص ۴، یہ قول کہ آزر حضرت ابراہیم کے چچا تھے،ضعیف ترین قول ہے،عبرانی زبان میں بڑے پجاری کے لئے آزار کا لفظ مستعمل تھا۔ یہ معرب ہوکر آزر بن گیا۔اصل نام تارح تھااور آزر علم وصفی۔قرآن کریم نے اس علم وصفی سے یاد کیا۔

۴۔وھو (ای ابراہیم) ابن آزر اسمہ تارح۔علامہ جلال الدین سیوطی

----

(۱) کیا زید گمراہ ہے؟اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

(۲) کیا زید نے جو حوالے دئے ہیں وہ درست ہیں؟ اور اگر غلط ہیں تو صحیح کیا ہیں؟

(۳) آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تھے یا چچا؟

(۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام کیا تھا؟اور وہ کیا کرتے تھے؟

(۵) تمام انبیائے کرام کے والدین کے مذہب سے متعلق شریعت کیا کہتی ہے؟

منصور احمد حبیبی،اسلام پورہ، بھیونڈی

الجواب

محققین علمائے کرام کا مسلک یہ ہے کہ حضور پُرنور شفیع المذنبین سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے تمام آبائے کرام وامہات کریمات سیدنا آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ وسیدہ آمنہ تک سب موحد تھے، ان

میں کوئی کافر نہ تھا اور اس پر آیت کریمہ:

{الَّذِیۡ یَرٰکَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ ۝ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیۡنَ ۝}

یعنی جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم قیام فرماتے ہو اور مومنوں کے اصلاب میں تمہارے دورہ کو دیکھا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسکی تفسیر میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"من اب بعد اب الی ان جعلک نبیا و کان نور النبوۃ ظاہرا فی آبائہ"

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کے پاک پشتوں میں دورہ کو اور ایک پدر کی پشت سے دوسرے پدر کی پشت میں منتقل ہوتا دیکھتا ہے یہاں تک کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر پیدا کیا تو نبوت کا نور آپ کے آبائے کرام میں ظاہر تھا۔

یہ تفسیر امام ابو الحسن ماوردی نے سیدنا عبد اللہ ابن عباس سے نقل فرمائی اور امام جلال الدین سیوطی نے اپنی تصنیف مسالک الحنفا میں ان سے نقل فرما کر اسے مقرر رکھا اور اس خصوص میں امام جلال الدین سیوطی نے چند رسالے تحریر فرمائے جس کا خلاصہ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام تصنیف لطیف سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ میں ہے فلیراجع۔

اور آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نہ تھے، ان کے والد کا نام تارح تھا اور آزر آپ کے چچا کا نام ہے جو کافر تھا۔ یہی مسلک بکثرت نسابین (یعنی وہ لوگ جو شجرہ نسب بیان کرتے ہیں) کا ہے اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور سلف کی ایک جماعت کا بھی یہی قول ہے۔

چنانچہ اسی مسالک الحنفا میں امام سیوطی فرماتے ہیں:

"ھٰذا القول اعنی ان آزر لیس ابا ابراھیم ورد عن جماعۃ من السلف اخرج ابن ابی حاتم بسند ضعیف عن ابن عباس فی قولہ {وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ} [الانعام۔ ۷۴] قال: ان ابا ابرھیم لم یکن اسمہ آزر وانما کان تارح"

یعنی یہ قول کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہ تھا، ایک جماعت سلف سے وارد ہوا ابن حاتم نے بسند ضعیف ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ: {وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ} کی تفسیر میں روایت کیا کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہ تھا، ان کے باپ کا نام تارح تھا۔

اسی میں مجاہد سے ہے:

"لیس آزر ابا ابراہیم"

آزر ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام نہ تھا۔

اسی میں ابن جریج سے بسند صحیح بروایت ابن المنذر ہے کہ ابن جریج نے فرمایا:

"لیس آزر بابیہ انما ھو ابراھیم بن تیرح او تارح بن شاروخ بن ناحور بن فالخ"

اسی میں سدی سے بسند صحیح بطریق ابن ابی حاتم مروی ہوا:

"انہ قیل لہ اسم ابی ابراہیم آزر؟ فقال بل اسمہ تارح"

یعنی سدی سے کہا گیا ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر ہے،

انہوں نے فرمایا بلکہ ان کے والد کا نام تارح ہے

اور اسی مسلک کی توجیہ باعتبار لغت یوں ہے کہ لفظ اب کا اطلاق چچا پر شائع وذائع ہے اور اس کی نظیر قرآن کریم میں موجود ہے۔قال تعالیٰ:

{أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَـٰهَكَ وَإِلَـٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ}

کیا تم اس وقت حاضر تھے جب (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) کی وفات کا وقت تھا، جبکہ انہوں نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد تم کسے پوجو گے تو بولے ہم آپ کے خدا اور آپ کے آبائے کرام ابراہیم و اسماعیل و اسحاق (علیہم السلام) کے خدا کو پوجیں گے۔

آیت کریمہ میں اسماعیل علیہ السلام کو اب (باپ) فرمایا حالانکہ وہ چچا ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی نے ایک اثر سے ثابت فرمایا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہی تھا جس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعائے مغفرت فرمائی تھی پھر جب آپ کو اس کا حال روشن ہوا تو آپ اس سے بیزار ہو گئے۔

چنانچہ اسی مسالک الحنفا میں ہے:

"ویرشحہ ایضا ما اخرجہ ابن المنذر فی "تفسیرہ" بسند صحیح عن سلیمان بن صرد قال: لما ارادوا ان یلقوا ابراھیم فی النار جعلوا یجمعون الحطب حتیٰ ان کانتالعجوز لتجمع الحطب فلما ان ارادوا ان یلقوہ فی النار قال: حسبی اللّٰہ ونعم الوکیل فلما القوہ قال

اللہ: {یَا نَارُ كُونِيْ بَرْداً وَسَلَاماً عَلَى إِبْرَاهِيْمَ} [الانبیاء ۶۹] فقال عم ابراهیم: من اجلی دفع عنه فارسل اللہ علیه شرارة من النار فوقعت علیٰ قدمه فاحرقته۔ فقد صرح فی هٰذا الاثر بعم ابراهیم و فیه فائدة اخریٰ وهو انه هلک فی ایام القاء ابراهیم فی النار وقد اخبر اللہ سبحانه و تعالی فی القرآن بان ابراهیم ترک الاستغفار له لما تبین له انه عدو اللہ و وردت الآثار بان ذلک تبیین له لما مات مشرکا و انه لم یستغفر له بعد ذالک“

خلاصۂ عبارت یہ ہے کہ اس قول کی تائید اس اثر سے ہوتی ہے جو ابن المنذر نے بسند صحیح سلیمان بن صرد سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا جب کافروں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو لکڑیاں جمع کرنے لگے یہاں تک کہ بوڑھی عورت بھی لکڑی اکٹھا کرتی تو جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنا چاہا آپ نے حسبی اللہ و نعم الوکیل فرمایا یعنی مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے پھر جب آپ کو آگ میں ڈالدیا تو اللہ نے حکم دیا کہ اے آگ ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہوجا اور سلامتی ہوجا تو آپ کا چچا بولا کہ ابراہیم (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے بچالیا تو اللہ نے آگ کا ایک شرارہ بھیجا جو اس کے پیر پر پڑا تو اسے جلا ڈالا تو اس اثر میں ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی صراحت آئی اور اس میں ایک دوسرا فائدہ ہے وہ یہ کہ آپ کا چچا اس زمانہ میں ہلاک ہوا جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تھا اور قرآن عظیم نے بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے لئے

دعائے مغفرت ترک فرمادی تھی جب انہیں اس کا دشمن خدا ہونا محقق ہوا اور روایتوں میں آیا ہے کہ اس کا حال ان کو اس وقت کھلا جب وہ مشرک مرا اور انہوں نے اس کے لئے اس کے بعد دعائے مغفرت نہ کی۔

اسی میں ہے:

”فاستغفر لوالدیه و ذالک بعد هلاک عمه بمدة طویلة فیستنبط من هٰذا ان الذی ذکر فی القرآن بالکفر و التبری من الاستغفار له هو عمه لا ابوه الحقیقی۔ فللّٰه الحمد علیٰ ما الهم“

اور اپنے چچا کی وفات کے طویل عرصہ کے بعد انہوں نے اپنے والدین کے لئے دعائے مغفرت کی تو یہاں سے ظاہر ہوا کہ قرآن میں جس کے کفر اور اس کے لئے دعائے مغفرت سے تبری کا ذکر آیا، وہ ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اور ان کے پدر حقیقی نہ تھے۔

رہی مفردات کی عبارت تو وہ قیل سے شروع ہے اور قیل سے قول ضعیف کو تعبیر کرتے ہیں اور کبھی مجرد قول کی حکایت مقصود ہوتی ہے مگر غالبا ضعف کی طرف اشارہ کرنے کے لئے مستعمل ہوتا ہے تو باعتبار غالب امام راغب کے نزدیک بھی یہ قول ضعیف معلوم ہوتا ہے اور علی الاقل احتمال تو ہے اور محتمل کو مستدل بنانا صحیح نہیں۔

اور ابن کثیر کی عبارت جو یہاں تحریر ہوئی اسی تفسیر ابن کثیر میں اس سے پہلے یوں تحریر فرمایا:

قال الضحاک عن ابن عباس ان ابا ابراهم لم یکن اسمه آزر و انما کان اسمه تارح رواه ابن ابی حاتم و قال ایضا حدثنا احمد بن عمرو

بن ابی عاصم النبیل حدثنا ابو عاصم النبیل حدثنا ابی حدثنا ابو عاصم شبیب عن ابن عباس فی قولہ {وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لأَبِيهِ آزَرَ} یعنی بآزر الصنم وابو ابراهیم اسمه تارح وامه اسمها مثانی وامراته اسمها سارة وام اسماعیل اسمها هاجرة وهی سریة ابراهیم وهکذا قال غیر واحد من علماء النسب ان اسمه تارح

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ آزر کی تفسیر میں ضحاک نے ابن عباس سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہ تھا بلکہ تارح تھا اور ضحاک ہی نے اپنی سند سے حضرت ابن عباس سے آزر کی تفسیر میں روایت کی کہ انہوں نے فرمایا آزر صنم کا نام ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح تھا اور ماں کا نام مثانی اور بیوی کا نام سارہ تھا اور آپ کی کنیز ام اسماعیل کا نام ہاجرہ ہے اور اسی طرح بہت سے علمائے نسب کا قول ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح ہے

تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اکثر علماء کے مقابل تنہا ابن جریر علیہ الرحمہ یا ابن کثیر کا قول کیونکر لائق تسلیم ہے اور اتقان کی عبارت کا جواب خود تصریحات امام سیوطی علیہ الرحمہ سے ہوگیا۔

پھر خود اسی اتقان میں ہے:

”ولوالدی اسم ابیه تارح وقیل آزر وقیل یازر واسم امه مثانی وقیل نوفا وقیل لیوثا“

یعنی ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح تھا اسی لئے اسے مقدم

کیا اور آزر کو قیل (کہ مشعر ضعف ہے) سے تعبیر کیا۔

یہاں سے ظاہر کہ اتقان کی وہ عبارت جو اس تصریح کے خلاف ہے ناسخ کی طرف سے زلت قلم یا سہو ونسیان کا نتیجہ ہے۔

زید کے جوابوں کا جواب ہمارے اس فتویٰ سے ظاہر ہو گیا اور زید اگر دانستہ معاند نہیں نہ مرض قلب کا شکار تو اسے گمراہ کہنا صحیح نہیں البتہ اتباع جمہور محققین کا ضرور تارک ہے اور خاطی ہے اور اس کے قول سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کی طرف کفر کی نسبت لازم آتی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آبائے کرام میں ہیں تو یہ بات حضور علیہ السلام کے لئے مظنۂ اذیت ہے اور ان کی اذیت عذاب الیم کی موجب ہے۔ قال تعالیٰ:

{إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ - الآية}

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں۔ (کنز الایمان)

اسی لئے علما نے ابوین کریمین میں سے کسی ایک کی نسبت یہ کہنے کی ممانعت فرمائی کہ وہ جہنم میں ہیں۔

اسی مسالک الحنفا میں ہے:

"قال السهيلي في الروض الانف بعد ايراده حديث مسلم: وليس لنا نحن ان نقول ذالك في ابويه صلى الله عليه وسلم لقوله لا تؤذوا الاحياء بسبب الاموات وقال تعالىٰ {إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ

وَرَسُولَهُ-الآية} وسئل القاضی ابو بکر بن العربی احد ائمة المالکیة عن رجل قال ان ابا النبی صلی اللہ علیه وسلم فی النار؟ فاجاب بان من قال ذالک فهو ملعون لقوله تعالیٰ {إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ} وقال ولا اذی اعظم من ان یقال عن ابیه انه فی النار-الخ"

لہٰذا اس بات سے احتراز ضرور جو حضور علیہ السلام کے لئے اذیت کا سبب ہو۔ یہاں سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے آبائے کرام کا حال معلوم ہوا اور وہ یہ کہ وہ سب کے سب مؤحد تھے، حاشا اللہ! ان میں کوئی کافر نہ تھا اور دیگر انبیائے کرام کے والدین کے متعلق تصریح نظر سے نہ گزری اور ان کے مقام رفیع کے شایان یہی ہے کہ ان کا نسب نجاست کفر سے پاک ہو۔

چنانچہ علامہ ابوالحسن ماوردی سے امام سیوطی ناقل ہیں:

"لما کان انبیاء اللہ صفوة عباده وخیرة خلقه لما کلفهم من القیام بحقه والا رشادلتخلفه استخلصهم من اکرم العناصر واجتباهم بمحکم الاواصر فلم یمکن لنسبهم من قدح ولمنصبهم من جرح-الخ"

اس عبارت سے مستفاد ہوتا ہے کہ دیگر انبیائے کرام کا نسب بھی نجاست کفر سے پاک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ/ ۱۳ ؍ربیع الاول ۱۴۰۷ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

حوالہ جات:

[۱] ماہنامہ سنی دنیا، بریلی، شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء، ص ۱۴۔

[۲] علامہ ازہری کا پاسپورٹ اور راقم کے استفسار پر خاندانی بزرگ مولانا تحسین رضا اور مولانا حبیب رضا خاں صاحب نے بیان فرمائی۔

[۳] الصحابه نجوم الاهتداء ص ۱۵ دار المقطم ۵۰ شارع شيخ ريحان عابدين القاهره جمهوريه مصر العربية ۱۴۳۰/ ۲۰۰۹ء) حقيقة البريلويه ص ۹/ ـ دار المقطم ۵۰ شارع شيخ ريحان عابدين القاهره جمهوريه مصر العربية ۱۴۳۰ھ ۲۰۰۹ء۔

[۴] حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۱۰۳، مولانا ظفر الدین بہاری، مرکز اہلسنت برکات رضا، پوربندر، گجرات۔/ حیات مفتی اعظم، ص ۲۲، مرزا عبد الوحید بیگ، ادارہ تحقیقات مفتی اعظم، بریلی۔

[۵] مارہرہ سے بریلی تک، ص ۱۸۴، مرتبہ حافظ شمس الحق و مولانا ارشاد عالم نعمانی، مجلس فکر رضا، لدھیانہ، پنجاب۔

[۶] حیات تاج الشریعہ، ص ۱۰، مولانا شہاب الدین، رضا اکیڈمی ممبئی، ۲۰۰۸ء۔

[۷] مارہرہ سے بریلی تک، ص ۱۸۴، مطبع سابق۔

[۸] مارہرہ سے بریلی تک، ص ۱۸۴، مطبع سابق۔

[۹] ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی، شمارہ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ/ ستمبر ۱۹۶۵ء۔

[۱۰] ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی، شمارہ دسمبر ۱۹۶۶ء/ ۱۳۸۶ھ، ص ۳۰۔

[۱۱] حیات تاج الشریعہ، ص ۲۴، مطبع سابق۔
[۱۲] حیات تاج الشریعہ، ص ۱۴-۱۵، مطبع سابق۔
[۱۳] سفینۂ بخشش، ص ۶۹، مولانا اختر رضا، طباعت کیل کو، ممبئ، سن اشاعت ۱۴۱۴ھ۔
[۱۴] سفینۂ بخشش، ص ۶۸، مولانا اختر رضا، طباعت کیل کو، ممبئ، سن اشاعت ۱۴۱۴ھ۔
[۱۵] ماہنامہ سنی دنیا، بریلی، شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء، ص ۱۶۔
[۱۶] حیات تاج الشریعہ ص ۱۷-۱۸، مولانا شہاب الدین، مطبع سابق۔
[۱۷] حیات تاج الشریعہ ص ۱۹/ رضا اکیڈمی ممبئ۔
[۱۸] ماہنامہ استقامت کانپور، ص ۱۵۱ شمارہ رجب ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳۔
[۱۹] تقریظ بر ترجمہ **المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد** ص ۴۲، مرتبہ محمد یونس رضا، ناشر مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی، اشاعت دوم ۱۴۲۹ھ ۲۰۰۸ء۔
[۲۰] تقریر امام احمد رضا کانفرنس بریلی ۲۴/ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ۔
[۲۱] حیات تاج الشریعہ، ص ۶۷، مطبع سابق۔
[۲۲] حیات تاج الشریعہ ص ۶۸۔۶۹ مطبع سابق۔
[۲۳] تجلیات تاج الشریعہ ص ۹۹ مرتبہ ماہنامہ شاہد قادری، رضا اکیڈمی ڈونٹاٹ اسٹریٹ کھڑک ممبئ سن اشاعت ۱۴۳۰ھ ۲۰۰۹ء
[۲۴] ماہنامہ استقامت کانپور ص ۱۵۱ شمارہ رجب ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء۔
[۲۵] حیات تاج الشریعہ، ص ۳۲، مولانا شہاب الدین، رضا اکیڈمی، ممبئ ۲۰۰۸ء۔
[۲۶] ماہنامہ نوری کرن، بریلی، ص ۴۰، فروری ۱۹۶۲ء/ ۱۳۸۱ھ۔
[۲۷] حیات تاج الشریعہ، ص ۳۳-۳۴، مولانا شہاب الدین، مطبع سابق۔

[۲۸] سیرت تاج الشریعہ،ص ۴۳،مولانا شہاب الدین،بزم فیض رضا گلبہار،کراچی،پاکستان۔
[۲۹] حیات تاج الشریعہ،ص ۲، مطبع سابق۔
[۳۰] ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی، دسمبر ۱۹۶۲ء/ ۱۳۸۲ھ۔
[۳۱] تجلیات تاج الشریعہ،ص ۶۱۹-۶۲۱، مولانا محمد شاہد القادری، رضا اکیڈمی، ممبئی/ حیات تاج الشریعہ،ص ۵۴ - ۶۵، مولانا محمد شہاب الدین، رضا اکیڈمی، ممبئی/ منقول از رجسٹر خلفا، دفتر ماہنامہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی (قلمی) / استفسارات راقم السطور۔
[۳۲] روزنامہ الاحرام، قاہرہ، ۱۲/ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء/ روزنامہ جنگ لندن ۳/ مارچ ۱۹۸۷ء/ ۱۴۰۷ھ۔
[۳۳] روزنامہ الاحرام، قاہرہ، ۱۲/ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء/ روزنامہ جنگ لندن ۳/ مارچ ۱۹۸۷ء/ ۱۴۰۷ھ۔
[۳۴] حیات تاج الشریعہ،ص ۳۱، مطبع سابق۔
[۳۵] ماہنامہ سنی دنیا، بریلی، شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء،ص ۱۷۔
[۳۶] تحفظ مسلم پرسنل لا،ص ۱۹، مولانا یٰسین اختر مصباحی، مطبوعہ دارالقلم، دہلی۔
[۳۷] روزنامہ امر اجالا، آگرہ، ۱۰/ نومبر ۱۹۸۹ء۔
[۳۸] حیات تاج الشریعہ،ص ۲۷، مطبع سابق۔
[۳۹] سمینار منعقدہ فروری ۱۹۹۵ء مجلس شرعی مبارکپور، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ۔
[۴۰] قلمی فتویٰ (رجسٹر مرکزی دارالافتاء)۔
[۴۱] ماہنامہ سنی دنیا، بریلی، شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء،ص ۲۲۔
[۴۲] حیات تاج الشریعہ،ص ۴۸، مطبع سابق۔

[۴۳] ماہنامہ معارف رضا، کراچی ۲۰۰۹ء، ص ۴۹-۵۲۔
[۴۴] ویزیٹر بک جامعۃ الرضا ص ۲۰ تا ۳۰، جامعۃ الرضا بریلی (قلمی)۔
[۴۵] روزنامہ انقلاب، جلد نمبر ۴۷، شمارہ ۳۴۱، مجریہ ۱۸ محرم، ۱۴۳۳ھ/ ۱۴ دسمبر ۲۰۱۱ء بروز بدھ، ص ۱۔
[۴۶] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۰۹۰، حکیم عبد الغنی نجمی رامپوری، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان دہلی، ۲۰۰۶ء
[۴۷] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۹۶۷ مطبع سابق۔
[۴۸] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۴۴۴ مطبع سابق۔
[۴۹] بحر الفصاحت ج ۲، ص ۱۳۵۵، مطبع سابق۔
[۵۰] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۲۰۱ مطبع سابق۔
[۵۱] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۲۱۲ مطبع سابق۔
[۵۲] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۳۶۹ مطبع سابق۔
[۵۳] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۲۸۴ مطبع سابق۔
[۵۴] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۳۵۵ مطبع سابق۔
[۵۵] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۳۱۴ مطبع سابق۔
[۵۶] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۲۴۶ مطبع سابق۔
[۵۷] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۲۷۲ مطبع سابق۔
[۵۸] بحر الفصاحت جلد ۲، ص ۱۲۳۱، مطبع سابق۔
[۵۹] پیش گفتار بر شرح حدیث نیت، ص ۵، مفتی قاضی محمد عبد الرحیم بستوی، ناشر ادارہ سنی دنیا پوسٹ بوکس نمبر ۲۳۵، سوداگران، بریلی، جون ۱۹۸۷ء۔

[۶۰] تین طلاقوں کا شرعی حکم-ص ۲،مولانا ازہری، ناشر مکتبہ سنی دنیا،سوداگران، بریلی۔
[۶۱] سورۂ نساء، پارہ ۵، آیت ۱۵۶۔
[۶۲] تصویروں کا شرعی حکم-ص ۳،مولانا ازہری، رضا برقی پریس، بریلی۔
[۶۳] تصویروں کا شرعی حکم-ص ۲،مولانا ازہری، رضا برقی پریس، بریلی۔
[۶۴] تصویروں کا شرعی حکم-ص ۲،مولانا ازہری، رضا برقی پریس، بریلی۔
[۶۵] ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن-ص ۱۶، آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ، مالیگاؤں، ناسک ۲۰۰۹ء۔
[۶۶] دفاع کنز الایمان- حصہ اول، ص ۴، سائما پریس، بریلی ۱۹۸۹ء۔
[۶۷] تقریظ بر ترجمہ کتاب، ص ۵۰، مفتی محمد صالح رضوی، جامعۃ الرضا، بریلی۔
[۶۸] فضیلت صدیق اکبر کا پیش لفظ، ص ۳، مولانا عبد المبین نعمانی، ادارہ سنی دنیا، بریلی، ۱۹۹۴ء۔
[۶۹] تقدیم تجلیۃ السلم، ص پ، مولانا ازہری، ادارہ اشاعت تصنیفات رضا، بریلی۔
[۷۰] تقدیم تجلیۃ السلم، ص پ، مولانا ازہری، مطبع سابق۔
[۷۱] تیسیر الماعون، ص ۴، المجمع الرضوی، بریلی۔
[۷۲] حقیقۃ البریلویہ-ص ۱۳، مولانا ازہری، دار المقطم للنشر والتواریخ، ۵۰ شارع، شیخ ریحان-عابدین القاہرہ، جمھوریہ مصر العربیہ، ۲۰۰۹ء۔
[۷۳] نھایۃ الزین، ص ۱۶، دار النعمان للعلوم، دمشق، برامکہ، شارع بغدا جادۃ عاصم، قرب جامع السادات (الأقصاب)۔
[۷۴] سنو چپ رہو، ص ۵۸، مولانا ازہری، برکاتی پبلشرز، کراچی، ۱۹۹۰ء۔
[۷۵] ہجرت رسول، ص ۱۰، مولانا ازہری، المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی۔

[۷۶] شرح حدیث نیت، ص ۸-۹، مطبع سابق۔

[۷۷] شرح حدیث نیت، ص ۹، مولانا ازہری، ادارہ معارف نعمانیہ، لاہور، ۲۰۰۷ء۔

[۷۸] دفاع کنز الایمان، ص ۲۷، مولانا ازہری، ادارۂ سنی دنیا، بریلی ۱۹۸۹ء۔

[۷۹] دفاع کنز الایمان، ص ۸۱، مطبوعہ سابق۔

[۸۰] دفاع کنز الایمان، ص ۷۱۔

[۸۱] دفاع کنز الایمان، ص ۲۷۔

[۸۲] ایک غلط فہمی کا ازالہ، ص ۲-۳، مولانا ازہری، مرکز اہل سنت، برکات رضا، امام احمد رضا روڈ، میمن واڑ، پور بندر، گجرات۔

[۸۳] ٹائی کا مسئلہ، مولانا ازہری، ص ۱۲-۱۳، المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی۔

[۸۴] المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد (عربی)، ص ۲۲۳-۲۲۴، رضا اکیڈمی، ممبئی، ۲۰۰۱ء۔

[۸۵] فضائل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، ص ۴۴-۴۵، ادارہ معارف نعمانیہ، لاہور۔

[۸۶] فضائل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، ص ۱۶، ادارہ معارف نعمانیہ، لاہور۔

[۸۷] فضائل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، ص ۱۷، ادارہ معارف نعمانیہ، لاہور

[۸۸] فتاویٰ تاج الشریعہ، ج ۱، ص ۱۳، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

شجرۂ طیبہ

جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ شیخ الاسلام حضرت علامہ

مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی

قاضی القضاۃ فی الہند و مفتیٔ اعظم ہندوستان

درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

شَجَرۃٌ طَیِّبَۃٌ اَصۡلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرۡعُھَا فِی السَّمَآءِ ھٰذِہٖ سِلۡسِلَتِیۡ مِنۡ مَّشَائِخِیۡ فِی الطَّرِیۡقَۃِ الۡعَلِیَّۃِ الۡعَالِیَۃِ الۡقَادِرِیَّۃِ الطَّیِّبَۃِ الۡمُبَارَکَۃِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِکۡ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعۡدِنِ الۡجُوۡدِ وَالۡکَرَمِ وَاٰلِہِ الۡکِرَامِ اَجۡمَعِیۡنَ

۱۲؍ربیع الاول ۱۱ھ کو وصال ہوا، مزار مبارک، مدینہ منورہ میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِکۡ عَلَیۡہِ وَعَلَیۡھِمۡ وَعَلَی الۡمَوۡلٰی السَّیِدِ الۡکَرِیۡمِ عَلِیِ نِ الۡمُرۡتَضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجۡھَہٗ ط

۲۱؍رمضان المبارک ۴۰ھ کو وصال ہوا مزار پاک نجف اشرف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِکۡ عَلَیۡہِ وَعَلَیۡھِمۡ وَعَلَی الۡمَوۡلَی السَّیِدِ الۡاِمَامِ حُسَیۡنِ نِ الشَّھِیۡدِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہٗ

۱۰؍محرم الحرام ۶۱ھ کو کربلا میں شہید ہوئے، مزار مبارک کربلائے معلیٰ میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِکۡ عَلَیۡہِ وَعَلَیۡھِمۡ وَعَلَی الۡمَوۡلٰی السَّیِدِ الۡاِمَامِ عَلِّیِ بن الۡحُسَیۡن وَعَلَی الۡمَوۡلٰی السَّیِدِ الۡاِمَامِ عَلِّیِ بن الۡحُسَیۡن زَیۡنِ الۡعَابِدِیۡنَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمَا

۱۸؍محرم الحرام ۹۴ھ کو وصال ہوا مزار پاک مدینہ منورہ میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْ لیَ السَّیِدِالْاِمَامِ مُحَمَّدِبْنِ عَلِیِّ بن الْبَاقِرْ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْھُمَا

۷؍ذی الحجہ ۱۱۴ھ کو وصال ہوا۔مزار پاک مدینہ منورہ میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْ لیَ السَّیِدِالْاِمَامِ جَعْفَرَ بِنْ مُحَمَّدِنِ الصَّادِقِ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْھُمَا

۱۵؍رجب المرجب ۱۴۸ھ کو وصال ہوا،مزار پاک مدینہ منورہ میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْ لَی السَّیِّدِ الْاِمَامِ مُوْسیٰ بِنْ جَعْفَرِنِ الْکَاظِمْ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْھُمَا

۵؍رجب المرجب ۱۸۳ھ کو وصال ہوامزار مبارک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْ لَی السَّیِّدِ الْاِمَامِ عَلِیِّ بِنِ مُوْسیٰ الرِّضَا رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْھُمَا

۲۱؍رمضان المبارک ۲۰۳ھ کو وصال ہوا،مزار پاک مشہد مقدس میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْ لیَ الشَّیْخِ مَعْرُوْفِ نِ الْکَرْخِیِّ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۲؍محرم الحرام ۲۰۰ھ کو وصال ہوا،مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْ لیَ الشَّیْخِ سِرِّیِ نِ السَّقْطِیْ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۱۳؍رمضان المبارک ۲۵۳ھ کو وصال ہوا،مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْ لیَ الشَّیْخِ

جُنَیْدِنِ الْبَغْدَادِیْ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۲۷؍رجب المرجب ۲۹۷؁ھ یا ۲۹۸؁ھ میں وصال ہوا، مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیَ الشَّیْخِ اَبِی بَکْرِنِ الشِّبْلِیْ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۲۷؍ذی الحجہ ۳۳۴؁ھ کو وصال ہوا، مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیَ الشَّیْخِ اَبِی الْفَضْلِ عَبْدِ الْوَاحِدِ التَّمِیْمِیّ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۲۶؍جمادی الآخرہ ۴۲۵؁ھ کو وصال ہوا، مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیَ الشَّیْخ اَبِی الْفَرْحِ الطَّرْطُوْسِیّ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۳؍شعبان المکرم ۴۴۷؁ھ کو وصال ہوا، مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیَ الشَّیْخِ اِبِیْ الْحَسَنِ عَلِیّ نِ الْقَرْشِیّ الْھَکَّارِیّ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

یکم محرم الحرام ۴۸۶؁ھ کو وصال ہوا، مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیَ الشَّیْخِ اَبِی سَعِیْدِنِ الْمَخْزُوْمِیّ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۷؍شوال المکرم ۵۱۳؁ھ کو وصال ہوا، مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیَ السَّیِّدِ

الْکَرِیْمِ غَوْثِ الثَّقَلَیْنِ وَغَیْثِ الْکَوْنَیْنِ الْاِمَامِ اَبِیْ مُحَمَّد عَبْدِ الْقَادِرِ الْحَسَنِیِّ الْحُسَیْنِیِّ الْجِیْلَانِیِّ صَلَّی اللّٰہ تَعَالیٰ عَلیٰ جَدِّہٖ الْکَرِیْمِ وَعَلَیْہِ وَعَلیٰ مَشَائِخِہٖ الْعِظَامِ وَاُصُوْلِہٖ الْکِرَامِ وَفُرُوْعِہٖ الْفِخَامِ وَمُحِبِّہٖ وَالْمُنْتَمِیْنَ اِلَیْہِ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیَامِ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ اَبَدًا

۱۱؍ یا ۱۷؍ ربیع الآخر شریف ۵۶۱ھ کو وصال ہوا مزار مبارک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیَ السَّیِّدِ اَبِیْ بَکْرٍ تَاجِ الْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۶؍ شوال المکرم ۶۲۳ھ کو وصال ہوا، مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْ لیَ السَّیِّدِ صَالِحِ نَصْرٍ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۲۷؍ رجب المرجب ۶۳۲ھ کو وصال ہوا، مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیَ السَّیِّدِ مُحیِّ الدِّیْنِ اَبِیْ نَصْرٍ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۲۷؍ ربیع الاول ۶۵۶ھ کو وصال ہوا، مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلی السَّیِّدِ عَلِیِّ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۲۳؍ شوال المکرم ۷۳۹ھ کو وصال ہوا، مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیَ السَّیِّدِ

مُوْسیٰ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۱۳؍رجب المرجب ۷۶۳ھ میں وصال ہوا،مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیٰ السَّیِّدِ حَسَنٍ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۲۶؍صفر المظفر ۷۸۱ھ کو وصال ہوا،مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیٰ السَّیِّدِ اَحْمَدَ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۱۹؍محرم الحرام ۸۵۳ھ میں وصال ہوا،مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلی الشَّیْخِ بَھَاءِ الدِّیْنِ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۱۱؍ذی الحجہ ۹۲۱ھ میں وصال ہوا،دولت آباد (دکن) میں مزار پاک ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیٰ السَّیِّدِ اِبْرَاھِیْمَ الْاِیْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۵؍ربیع الاوّل ۹۵۳ھ میں وصال ہوا مزار پاک دہلی میں درگاہ محبوب الٰہی کے پاس ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلی الشَّیْخِ مُحَمَّدٍ بِھِکَارِیْ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۹؍ذی قعدہ ۹۸۱ھ میں وصال ہوا،مزار پاک کاکوری میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیٰ الْقَاضِیْ

ضِیَاءِالدِّیْنِ الْمَعْرُوْفِ بِالشَّیْخِ جِیَار رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۲۱/رجب المرجب ۹۸۹ھ میں وصال ہوا، مزار پاک قصبہ نیوتنی ضلع لکھنؤ میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیَ الشَّیْخِ جَمَالِ الْاَوْلِیَائِ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

شب عید الفطر ۱۰۴۷ھ میں وصال ہوا، کوڑا جہاں آباد ضلع فتحپور ہسوہ میں مزار پاک ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیَ السَّیِّدِ مُحَمَّدْ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۶/شعبان المکرم ۱۰۷۱ھ میں وصال ہوا، مزار پاک کالپی شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیَ السَّیِّدِ اَحْمَدْ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۱۹/صفر المظفر ۱۰۸۴ھ میں وصال ہوا، مزار پاک کالپی شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیَ السَّیِّدِ فَضْلِ اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۱۴/ذیقعدہ ۱۱۱۱ھ میں وصال ہوا، مزار پاک کالپی شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیَ السَّیِّدِ الشَّاہ بَرَکَۃِ اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۱۰/محرم الحرام ۱۱۴۲ھ کو وصال ہوا مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیَ السَّیِّدِ الشَّاہْ اٰلِ مُحَمَّدْ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۱۶ر رمضان المبارک ۱۱۶۴ھ میں وصال ہوا، مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیَ السَّیِّدِ الشَّاہْ حَمْزَہْ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۱۴ر رمضان المبارک ۱۱۹۸ھ میں وصال ہوا، مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلی السَّیِّدِ الشَّاہْ اَبِیْ الْفَضْلِ شَمْس المِلَّۃِ وَالدِّیْنِ اٰلِ اَحْمَدْ اَچھّے مِیَاںْ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۱۷ر ربیع الاول ۱۲۳۵ھ میں وصال ہوا، مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیَ السَّیِّدِ الْکَرِیْمِ الشَّاہْ اٰلِ رَسُوْلِ الْاَحْمَدِیِّ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ

۱۸ر ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ میں وصال ہوا، مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلیَ الْکَرِیْمِ سِرَاجِ السَّالِکِیْنَ نُوْرُ الْعَارِفِیْنَ سَیِّدِیْ اَبِی الْحُسَیْنِ اَحْمَدَ النُّوْرِیِّ الْمَارَھْرَوِیِّ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ وَاَرْحَمْنَاہُ عَنَّا

۱۱ر رجب المرجب ۱۳۲۴ھ میں وصال ہوا مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلی الْھُمَامِ اِمَامِ اَھْلِ السُّنَّۃِ مُجَدِّدِ الْمِئَاۃِ الْحَاضِرَۃِ مُؤَیِّدِ الْمِلَّۃِ الطَّاھِرَۃِ الشَّیْخِ

اَحْمَدُ رَضَا خاں رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ بِالرِّضَا السَّرْمَدِی
۲۵ رصفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو وصال ہوا، مزار پاک بریلی شریف محلہ سوداگران میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ جَمِیْعًا وَّ عَلیَ الشَّیْخ زبدة الاتقیاء المفتی الاعظم بالھند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں القادری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۱۴ رمحرم الحرام ۱۴۰۱ھ کی شب کو وصال ہوا۔ مزار مبارک بریلی شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ جَمِیْعًا وعلی عَبْدِکَ الْفَقِیْرِ محمد اختر رضا القادری الازھری دام ظلہ العالی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ جَمِیْعًا وَّ عَلیٰ سَائِرِ اَوْلِیَائِکَ وَعَلَیْنَا بِھِمْ وَلَھُمْ وَفِیْھِمْ وَمَعَھُمْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَط آمین

الٰہی بحرمت ایں مشائخ عاقبت بندۂ خود

...........................غفرلہٗ

ساکن..

بخیر گردان..

دستخط..

تاریخ..........ماہ..........سنہ ۱۴ھ/ سنہ ۲۰ھ

شجرۂ علیّہ حضرات عالیہ قادریہ
برکاتیہ رضویہ حامدیہ نوریہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الیٰ یوم الدین

یا الٰہی رحم فرما مصطفٰی کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے
مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کربلائیں رد شہید کربلا کے واسطے
سیّد سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقرِ علم ہدیٰ کے واسطے
صدقِ صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظمِ اور رضا کے واسطے
بہر معروف و سری معروف دے بیخود سری
جندِ حق میں گن جنید باصفا کے واسطے
بہرِ شبلی شیرِحق دنیا کے کتّوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے
بوالفرح کا صدقہ کرغم کوفرح دے حسن وسعد
بوالحسن اور بو سعید سعد زا کے واسطے
قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے

احسن اللہ لہ رزقا سے دے رزق حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے

نصرابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیاتِ دیں محی جاں فزا کے واسطے

طورِ[۱] عرفان و علووحمد و حسنیٰ و بہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

[۱]یعنی مرتبہ معرفت کا اور بلندی اور خوبی اور بہتری اور نور عطا کراُن مشائخ عظام کے واسطے ان میں علو بمناسبت نام پاک حضرت سید علی ہے اورطورِعرفاں بمناسبت نام پاک حضرت سید موسیٰ اور حسنیٰ بمناسبت نام پاک حضرت سیدسیدی حسن اورحمد بمناسبت نام پاک سیدی احمداور بہاء بمناسبت نام پاک سیدی شیخ بہاء الملۃ والدین قدّست اسرارہم۔

بہرِ ابراھیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایمان کو جمال
شہ ضیا مولیٰ جمال الاولیاکے واسطے

دے محمد کے لئے روزی کر احمد کیلئے
خوانِ فضل اللہ سے حصّہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کی مجھے برکات دے برکات سے
عشقِ حق دے عشقی[۲] عشق انتما کے واسطے

[۲]عشقی حضرت شاہ برکت اللہ رضی اللہ عنہ کاتخلص ہے اور انتما بمعنی انتساب یعنی نسبت عشق رکھنے والے۔

حب اہلبیت دے آل محمد کے لئے
کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پرنور کر
اچھے پیارے شمس الدیں بدر العلی کے واسطے

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر
حضرتِ آلِ رسولِ مقتدا کے واسطے

نورجان و نورایماں نور قبر و حشر دے
بوالحسین[۱] احمد نوری لقا کے واسطے

[۱] عرس شریف مارہرہ مطہرہ میں ۹/۱۰/۱۱/رجب المرجب میں ہوتا ہے

کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے
میرے مولیٰ حضرتِ احمد رضا کے واسطے

سایۂ جملہ مشائخ یا خدا مجھ پر رہے
رحم فرما آلِ رحمن مصطفی کے واسطے

یا خداکر غوثِ اعظم کے غلاموں میں قبول
ہم شبیہِ غوثِ اعظم مصطفی کے واسطے

بہر جیلانی میاں لطف و عطا ے خاص ہو
نور کی بارش رضا ابن رضا کے واسطے

یاخدا اختر رضا کو چرخ پر اسلام کے
رکھ درخشاں ہر گھڑی اپنی رضا کے واسطے

صدقہ ان اعیان کا دے چھ عین عزعلم وعمل
عفو وعرفاں عافیت اِس بے نوا کے واسطے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فاتحہ سلسلہ

یہ شجرۂ مبارکہ ہر روز بعد نمازِ صبح ایک بار پڑھ لیا کریں بعدہ درود غوثیہ سات بار، الحمد شریف ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار، قل ھواللہ شریف سات بار۔ پھر درود غوثیہ تین بار پڑھ کر اس کا ثواب ان تمام مشائخ کرام کی ارواحِ طیبہ کی نذر کریں جس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اگر وہ زندہ ہے تو اس کیلئے دعائے عافیت وسلامت کریں ورنہ اس کا نام بھی شامل فاتحہ کریں۔

درود غوثیہ یہ ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَآلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

پنج گنج قادری

بعد نماز صبح يَا عَزِيْزُ يَا اَللّٰهُ - بعد نماز ظہر يَا كَرِيْمُ يَا اَللّٰهُ - بعد نماز عصر يَا جَبَّارُ يَا اَللّٰهُ - بعد نماز مغرب يَا سَتَّارُ يَا اَللّٰهُ - بعد نماز عشاء يَا غَفَّارُ يَا اَللّٰهُ ۔سب سو ۱۰۰ رسو ۱۰۰ ربار، اول و آخر تین بار درود شریف۔ اسکی مداومت سے بے شمار برکاتِ دین ودنیا ظاہر ہوں گی۔

نیز بعد نماز فجر قبل طلوع آفتاب اور بعد نماز مغرب دس بار حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ ۱۰ ر بار رَبِّ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ۱۰ ر بار رَبِّ اِنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۱۰ ر بار سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۱۰ ر بار اَللّٰهُمَّ اِنَّا

نَجۡعَلُکَ فِی نُحُوۡرِهِمۡ وَنَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شُرُوۡرِهِمۡ۔ اسکی مداومت سے سب کام بنیں گے دشمن مغلوب رہیں گے۔

===☆===

قضائے حاجات وحصولِ ظفر ومغلوبی دشمنان

(۱) أَللّٰهُ رَبِّی لاَ شَرِیۡکَ لَهُ آٹھ سو چوہتر ۸۷۴ر بار اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف۔ اس قدر عدد معین باوضو قبلہ رو دوزانو بیٹھ کر روزانہ تا حصول مراد پڑھیں اور اسی کلمہ کو اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، وضو بے وضو، ہر حال میں بے گنتی بے شمار زبان سے جاری رکھیں۔

(۲) حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ ساڑھے چار سو بار روزانہ تا حصول مراد اول وآخر درود شریف گیارہ گیارہ بار۔ جس وقت گھبراہٹ ہو اسی کلمہ کی بے شمار تکثیر کریں۔

(۳) بعد نماز عشاء ایک سو گیارہ بار۔ طفیل حضرتِ دستگیر دشمن ہووے زیر۔ اول وآخر گیارہ گیارہ بار درود شریف تا حصول مراد۔ یہ تینوں عمل امور مذکورہ کیلئے نہایت مجرب و سہل الحصول ہیں ان سے غفلت نہ کی جائے۔ جب کوئی حاجت پیش آئے ہر ایک اتنے اتنے اعداد معینہ پر پڑھا جائے۔ پہلے اور دوسرے کیلئے کوئی وقت معین نہیں۔ جس وقت چاہیں پڑھیں اور تیسرے کا وقت بعد نماز عشاء ہے۔ جب تک مراد بر نہ آئے تینوں اسی ترکیب سے پڑھے جائیں اور جس زمانے میں کوئی خاص حاجت درپیش نہ ہو تو پہلے اور دوسرے کو روزانہ سو سو بار پڑھ لیا کریں اول وآخر تین تین بار درود شریف۔

★★★

ضروری ہدایات

(۱)مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم رہیں جس پر علماء اہل سنت و جماعت ہیں۔سنیوں کے جتنے مخالف مثلاً وہابی،دیوبندی، رافضی ، تبلیغی،مودودی، ندوی نیچری،غیر مقلد،قادیانی وغیرہم ہیں سب سے جدا رہیں۔اورسب کواپنا دشمن اورمخالف جانیں،ان کی بات نہ سنیں،ان کے پاس نہ بیٹھیں،ان کی کوئی تحریر نہ دیکھیں کہ شیطان کومعاذ اللہ دل میں وسوسہ ڈالتے کچھ زیادہ دیر نہیں لگتی۔آدمی کو جہاں مال یا آبرو کا اندیشہ ہو ہرگز نہ جائے گا۔ دین و ایمان سب سے زیادہ عزیز چیز ہے انکی محافظت میں حد سے زیادہ کوشش فرض ہے۔مال اور دنیا کی عزت دنیا کی زندگی دنیا ہی تک ہیں۔دین وایمان سے ہمیشگی کے گھر میں کام پڑتا ہے ان کی فکر سب سے زیادہ لازم ہے۔

(۲) نماز پنجگانہ کی پابندی نہایت ضروری ہے مردوں کو مسجد و جماعت کا التزام بھی واجب ہے۔بے نمازی مسلمان گویا تصویر کا آدمی ہے کہ ظاہری صورت انسان کی مگر انسان کا کام کچھ نہیں ہے۔بے نمازی وہی نہیں ہے جو کبھی نہ پڑھے بلکہ جو ایک وقت کی بھی قصداً کھودے بے نمازی ہے۔کسی کی نوکری یا ملازمت خواہ تجارت وغیرہ کسی حاجت کے سبب نماز قضا کردینی سخت ناشکری اور پرلےسرے کی نادانی ہے۔کوئی آقا یہاں تک کہ کافر کا بھی اگر کوئی نوکر ہو اپنے ملازم کو نماز سے باز نہیں رکھ سکتا اور اگر منع کرے تو ایسی نوکری حرام قطعی ہے۔اورکوئی وسیلۂ رزق نماز کھوکر برکت نہیں لاسکتا۔رزق تو اس کے ہاتھ میں ہے جس نے نماز فرض کی ہے اور اس کے

ترک پر غضب فرماتا ہے۔ **(العیاذ باللہ تعالیٰ)**

(۳) جتنی نمازیں قضا ہو گئی ہیں سب کا ایسا حساب کہ تخمینے میں باقی نہ رہ جائیں۔ زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ نہایت جلد ادا کریں، کاہلی نہ کریں کہ موت کا وقت معلوم نہیں اور جب تک فرض ذمہ پر باقی ہوتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا۔ قضا نمازیں جب متعدد ہو جائیں۔ مثلاً ۱۰۰/ بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں نیت کریں کہ سب میں پہلی وہ فجر جو مجھ سے قضا ہوئی یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے۔ اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کریں۔ قضا میں فقط فرض اور وتر یعنی ہر دن اور رات کی ۲۰/ رکعت ادا کی جاتی ہے۔

(۴) جتنے روزے بھی قضا ہوئے ہوں دوسرا رمضان آنے سے پہلے ادا کر لئے جائیں کہ حدیث شریف میں ہے جب تک پچھلے رمضان کے روزوں کی قضا نہ کر لی جائے اگلے روزے قبول نہیں ہوتے۔

(۵) جو صاحبِ مال ہیں زکوٰۃ بھی دیں جتنے برسوں کی نہ دی ہو فوراً حساب کر کے ادا کریں ہر سال کی زکوٰۃ سال تمام ہونے سے پہلے دے دیا کریں۔ سال تمام ہونے کے بعد دیر لگانا گناہ ہے۔

لہٰذا شروع سال سے رفتہ رفتہ دیتے رہیں۔ سال تمام پر حساب کریں۔ اگر پوری ادا ہو گئی تو بہتر ہے ورنہ جتنی باقی ہو فوراً دیدیں اور اگر کچھ زیادہ نکل گیا ہے تو وہ آئندہ سال میں مجرا کر لیں۔ اللہ عزوجل کسی کا نیک کام ضائع نہیں کرتا۔

(٦) صاحب استطاعت پر حج بھی فرضِ اعظم ہے۔ اللہ عزوجل نے اسکی فرضیت بیان کر کے فرمایا: **وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ** اور جو کفر کرے تو اللہ سارے جہان سے بے پروا ہے۔ نبی ﷺ نے تارکِ حج کے بارے میں فرمایا ہے کہ چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر **والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ** اندیشوں کے باعث باز نہ رہے۔

(۷) کذب، فحش، چغلی، غیبت، زنا، لواطت ظلم، خیانت، ریا، تکبر، داڑھی منڈانا یا کتروانا، فاسقوں کی وضع پہننا ہر بری خصلت سے بچیں۔ جو ان سات باتوں کا حامل رہے گا۔ اللہ ورسول کے وعدے سے اس کیلئے جنت ہے: **جل جلالہ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ واصحابہٖ وسلم آمین۔** بعد نماز پنجگانہ قبل شروع پنج گنج قادری پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهٖ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ گردِ من، گرد خانۂ من، وگرد زن وفرزندانِ من وگردِ مال ودوستانِ من حصارِ حفاظت تو شود تو نگہدار باشی۔ **یا اللّٰہُ بحقِ سلیمانَ بن داؤد علیہمَا السلام بحق اِهْيًا اَشْرا هِيًا وبحق علیقا مَلیقا تَلیقا انت تعلم مافی القلوب و بحق لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ وبحق یا مومن یا مهیمن صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وصحبہٖ وسلم** ایک بار پڑھ کر انگشتِ شہادت پر دم کر کے تین بار اپنے

سیدھے کان کی جانب بہ نیتِ حصار کلمہ کی انگلی سے حلقہ کھینچا کریں۔ ہر وقت ایسا ہی کریں۔ پھر اس وقت کا عمل پنج گنج سے شروع کریں۔ اور اگر ہر وقت کی پنج گنج کے عمل کے بعد **یَا بَاسِط** ۷۲ بار اور اضافہ کریں تو اور بہتر ہے اور اگر چاہیں تو وقت فجر **یا حی یا قیوم لا الہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظالمین** وقت ظہر **یا حی یا قیوم برحمتک اَسۡتَغِیۡثُ** وقت عصر **حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل** وقت مغرب **ربّ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین** وقت عشاء **واُفَوِّضُ امری الی اللّٰہط ان اللّٰہ بصیر بالعباد** ہر ایک کو ایک سو گیارہ بار مع درود شریف اوّل وآخر گیارہ گیارہ بار۔ نیز وقتِ شب درودِ غوثیہ شریف ۵۰۰ بار اور اضافہ کریں کہ پنج گنج خاص ہو جائے۔

اوّل و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف یا کم از کم تین تین بار شب کو سوتے وقت بھی یہ حصار پڑھا کریں اور انگشت شہادت پر دم کر کے مکان کے حصار کی نیت سے اپنے اِرد گرد ہاتھ لمبا کر کے چاروں طرف حلقہ کھینچیں۔ پھر چت لیٹ کر گھٹنے کھڑے کر کے دونوں ہاتھ دعا کی طرح پھیلائے ہوئے سینے پر رکھ کر آیۃ الکرسی شریف ایک بار، چاروں قل بالترتیب۔ صرف **قل ھو اللّٰہ** تین بار۔ باقی ایک ایک بار پڑھا کریں اور ہاتھوں پر دم کر کے اپنے سر سے پاؤں تک آگے پیچھے دائیں بائیں تمام جسم پر ہاتھ پھیر کے داہنی کروٹ پر سویا کریں۔ چھوٹے بچے جو خود نہیں پڑھ سکتے، ان کے بڑوں میں سے کوئی اپنے ہاتھوں پر پڑھ کر دم کر کے ان کے

جسم پر ہاتھ پھیرا کرے۔

سورۂ واقعہ اور سورۂ **یٰسٓیٓن** اور سورۂ **ملک** یاد کرلیں۔ یہ تینوں سورتیں بھی بلا ناغہ شب کو سوتے وقت پڑھ لیا کریں جب تک کہ حفظ یاد نہ ہوں قرآن عظیم سے دیکھ کر پڑھیں۔ یہ سب پڑھنے کے بعد پھر کوئی بات نہ کی جائے چپ سو رہیں، شب میں اگر ضروری بات کرنا ہی ہو تو بات کرلیں۔ پھر سورۂ **کافرون** ایک بار پڑھ کر چپکے سو جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بلیات سے محفوظ رہیں گے۔ دشمن دفع ہوں گے۔ مرادیں حاصل ہوں گی رزق حلال وسیع ہوگا۔ فاقہ کی مصیبت سے محفوظ رہیں گے اور خدا نصیب فرمائے دولت بیدار دیدار فیض آثار سرکار ابد قرار حضور سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انشاء اللہ مستفیض ہونے کی قوی امید رکھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ عذاب سے بچے رہیں گے، مگر صحیح پڑھنا شرط ہے۔ قرآن عظیم جو صحیح نہ پڑھتا ہو اس پر فرض ہے کہ جلد صحیح پڑھنا سیکھے، ہر حرف کو اس کے صحیح مخرج سے نکالے۔

ذکر نفی و اثبات

لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ ۲۰۰ / بار **اللّٰہ اللّٰہ** ۶۰۰ / بار **اِلاَّ اللّٰہ** ۴۰۰ / بار، اول و آخر درود شریف تین تین بار

ترکیب ذکر جہر

ذکر جہر سے پہلے دس ۱۰ / بار درود شریف ۱۰ / بار استغفار تین بار آیۃ **فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْلِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ط** پڑھ کر اپنے اوپر دم

کرے، پھر ذکر جہر شروع کرے۔ **لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اﷲ** ۲۰۰/بار **اِلاَّ اﷲ** ۴۰۰/بار **اﷲ اﷲ** ۶۰۰/بار۔ یہ ذکر دوازدہ تسبیح ہے۔اس کے بعد **حَقُ حَقُ** سو بار یا کم وبیش بطور سہ ضربی یا چہار ضربی۔

===★★★===

یاددہانی

یاد داری کہ وقت زادن تو
ہمہ خنداں بودند تو گریاں
آں چناں زی کہ وقت مردن تو
ہمہ گریاں شوند توخنداں

اے عزیز! یاد رکھ کہ تیری پیدائش کے وقت سب خنداں تھے مگر تو گریاں تھا، ایسا جینا جی کہ تیری موت کے وقت سب گریاں ہوں اور تو خنداں،تو اگر اخلاص سے یادالٰہی میں تضرع وزاری کرتا رہے،ہجر حبیب و فراق محبوب میں دل تپاں سینہ بریاں، گریہ کناں رہے تو ضرور ضرور وقت انتقال وصال محبوب پا کر شادوفرحاں اور تیرے فراق پر مخلوق نالاں و پریشاں ہوگی۔

اے عزیز! اپنے یہ عہد یاد رکھ جو تو نے خدا سے اس کے اس ناچیز گنہگار بندے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کئے ہیں اور اس فقیر بے توقیر کے لئے بھی دعا کر کہ جیسی چاہے ویسی پابندی احکام خداوندی میں جیوں، تادم واپسیں

ایسی پابندی کرتا رہوں۔آمین

اے عزیز! تو نے عہد کیا ہے کہ تو مذہب مہذب اہل سنت پر قائم رہے گا ہر بد مذہب کی صحبت سے بچتا رہے گا۔اس پر سختی سے قائم رہنا **لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ** یاد رکھنا۔

اے عزیز! یاد رکھ تو نے عہد کیا ہے کہ تو نماز روزے ہر فرض اور واجب کو بھی ان کے وقتوں پر ادا کرتا رہے گا اور گناہوں سے بچتا رہے گا۔خدا کرے تو اپنے عہد پر قائم رہے عہد توڑنا حرام ہے اور سخت عیب اور نہایت برا کام ہے۔وفائے عہد لازم ہے اگرچہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق سے کیا ہو۔یہ عہد تو تو نے خالق جلّ وعلیٰ سے کئے ہیں۔

اے عزیز! موت کو یاد رکھ! اگر موت کو یاد رکھے گا تو انشاء اللہ ورطۂ ہلاک سے بچا رہے گا۔دین وایمان سلامت لے جائے گا اور اتباع شریعت کرتا رہے گا۔گناہوں سے بچتا رہے گا۔

اے عزیز! آج جاگ لے کہ موت کے بعد سکھ، چین، اطمینان وآرام کی نیند سوتا رہے گا۔فرشتہ تجھ سے کہے گا۔ **نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ**۔سُن، سُن، سُن ؎

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے
حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سایہ تلے

اے عزیز! دنیا پر مت ریجھ، دنیا پر والہ وشیدا ہونا ہی خدا سے غافل ہونا ہے، دنیا خدا سے غفلت ہی کا نام ہے ؎

چیست دنیا از خدا غافل بودن
نے قماش و نقرہ وفرزندوزن

پردہ کی اہمیت

عورتیں پردہ کو فرض جانیں۔ ہر نامحرم سے پردہ فرض ہے نہ بے پردہ پھریں نہ بے پردہ گھر میں رہیں باریک کپڑے جن سے بدن یا بال چمکے، پہن کر پائچوں سے اوپر کا حصہ پاؤں کے ٹخنے کے اوپر پنڈلی کا حصہ اور گلا، سینہ کھول کر یا باریک کپڑوں سے نمایاں ہونے کی حالت میں محض غیر نہیں جیٹھ، دیور، بہنوئی بھی نہیں، اپنے سگے چچازاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد بھائی کے سامنے ہونا بھی حرام ہے، حرام ہے، بدانجام ہے۔ مردوں پر فرض ہے کہ وہ اپنی بیبیوں، بیٹیوں، بہنوں وغیرہا محارم کو بے پردگی سے بچائیں۔ پردے کی تاکید کریں اور عدم تعمیل پر جنہیں سزا دے سکتے ہیں سزا دیں جو مرد اپنے محارم کی بے پردگی کی پروا نہ کرے گا۔ غیر محرموں کے سامنے پھرائے گا خصوصاً اس طرح کہ بے پردگی کے ساتھ بے ستری بھی بعض اعضاء کی ہو دیّوث ٹھہرے گا۔ **والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ**

یاراں بکوشید

کئے جاؤ کوشش مرے دوستو
نہ کوشش سے اک آن کو تم تھکو

خدا کی طلب میں سعی کرتے رہو
جتنی ہو سکے مجاہدے کرو

یقین کامرانی و کامیابی رکھو۔ **قَالَ تَعَالیٰ وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡ افِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا** جو ہماری طلب میں کوشش کرتے ہیں، ضرور ہم انہیں راہیں دکھاتے ہیں۔ مقصود سے واصل فرماتے ہیں مولیٰ تعالیٰ تمہارے لئے فتح ہر بات خیر بالخیر فرمائے۔

اس کی راہ میں قدم رکھتے ہی اللہ کریم کے ذمہ کرم پر تمہارے لئے اجر ہوگا۔ **وَمَنۡ یَّخۡرُجۡ مِنۡم بَیۡتِہٖ مُھَاجِرًا اِلیٰ االلّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ ثُمَّ یُدۡرِ کۡہُ الۡمَوۡتُ فَقَدۡ وَقَعَ اَجۡرُہٗ عَلَی االلّٰہِ** حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: **مَنۡ طَلَبَ شَیۡئًاوَّ جَدَّ وَجَدَ** جو کسی شے کا طالب ہوگا اور کوشش کرے گا، پالے گا۔ حدیث ہی کا ارشاد ہے، **مَنۡ طَلَبَ االلّٰہَ وَجَدَہٗ**۔ ہاں ہاں بڑھو چلو، برابر بڑھے چلو محبت و اخلاص شرط ہے۔ پیر کی محبت رسول کی محبت ہے، رسول کی محبت خدا کی محبت ہے۔ جتنی محبت زیادہ ہوگی اور جتنی عقیدت پختہ اتنا ہی فائدہ زیادہ سے زیادہ ہوگا۔ اگرچہ پیر باکمال نہ ہو مگر پیر صحیح ہو کہ شرائط پیری کا جامع ہو سلسلہ متصل ہوگا تو سرکار کے فیض سے ضرور فیض ملے گا۔ اے فرزند توحید! ہر امر میں توحید کو نگاہ رکھ!

خدا یکے و محمد یکے و پیر یکے

تیرا قبلۂ توجہ ایک ہونا ایک ہی رہنا لازم پریشان نظر پریشان خاطر، دھوبی کا کتّا گھر کا نہ گھاٹ کا نہ بن محور رضائے حق ہو جا، دین و دنیا کے ہر کام

اخلاص کے ساتھ اللہ کے لئے کر شریعت کی پیروی کر، جادۂ شریعت کی پیروی کر، جادۂ شریعت سے ایک دم کے لئے قدم باہر نہ دھرنا، کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، لیٹنا، سونا، جانا، آنا، کہنا، سننا، لینا، دینا، کمانا، صرف کرنا، ہر امر اسی کے لئے کر۔ اسی کی رضا ہو مدنظر

اے رضوی! فنافی الرسول ہو کر سراپا رضائے احمدی، رضائے الٰہی ہو جا، تیرا مقصود بس تیرا معبود ہو۔ اس کی رضا ہی تیرا مطلوب ہے۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد از و غیر ا و تمنّا ئے

ریا سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا، ہر کام اخلاص سے خدا کی رضا کے لئے اتباع شریعت کرنا یہ بڑی سعادت، عظیم مجاہدہ و ریاضت ہے۔ ہمارے بعض مشائخ کا ارشاد ہے، لوگ ریاضتوں کی ہوس کرتے ہیں کوئی ریاضت و مجاہدہ ارکان و آداب نماز کی رعایت کرنے کے برابر نہیں خصوصاً پانچوں وقت مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنا۔

ختم قرآن کریم

اولیاء کاملین کا ارشاد ہے کہ بے شبہ تلاوت قرآن برائے قضاء حوائج مجرب ہے۔ جتنا بھی روز ہو سکے ادب کے ساتھ پڑھتا رہے۔ اگر وہ اس طرح پڑھے بہت بہتر جلد انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہوگا۔

روز جمعہ سے شروع کرو اور پنجشنبہ کو ختم کرو۔ روز جمعہ از فاتحہ تا آخر سورۂ مائدہ روز شنبہ از انعام تا آخر سورۂ توبہ روز یکشنبہ از سورۂ یونس تا آخر سورۂ

مریم، روز دوشنبہ از طٰہٰ تا آخر سورۂ قصص روز دوشنبہ از عنکبوت تا آخر ص، روز چہارشنبہ از زمر تا آخر سورۂ رحمن، روز پنجشنبہ از واقعہ تا آخر قرآن خلوت میں پڑھیں۔ بیچ میں بات نہ کریں ہر مہم کے حصول کے لئے علی بسیل الاتصال ۱۲، ختم کو اکسیر اعظم یقین کریں۔

فضیلت درود پاک

درود شریف کے فضائل و برکات بے شمار احادیث میں مذکور ہیں۔ یہاں صرف ایک حدیث درج کی جاتی ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے دربار گہر بار میں ہدیہ درود پیش کرنا کس قدر فوائد دینوی واخروی کو متضمن ہے۔

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ حضور میں آپ پر بکثرت درود بھیجنا چاہتا ہوں پس اس کے لئے کتنا وقت مقرر کروں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جتنا چاہو، ہاں اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے، میں نے عرض کیا کہ آدھا وقت، فرمایا کہ تمہاری خوشی، ہاں اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے میں نے عرض کیا کہ دو تہائی وقت فرمایا تمہیں اختیار ہے ہاں اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔

میں نے عرض کیا کہ حضور تمام وقت تو حضور رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا کرو تو تمہارے تمام مقاصد (دینی و دنیوی) پورے ہوں گے اور تمام گناہ (ظاہری و باطنی) مٹا دیئے جائیں گے۔ (ترمذی)

نوٹ: طالبین کو اختیار ہے کہ وہ مذکورہ اوراد و وظائف مقررہ وقت پر پڑھا کریں یا صرف درود شریف، کلمۂ طیبہ تلاوت قرآن و تصور شیخ میں مشغول رہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ عظیم فوائد ظاہر ہوں گے۔

تصور شیخ

خلوت میں آوازوں سے دور ہو شیخ کے مکان سے دور ہو اور وصال ہو گیا ہو تو جس طرف مزار شیخ ہو متوجہ ہو کر بیٹھے، محض خاموش باادب بکمال خشوع اور صورت شیخ کا تصور کرے اور اپنے آپ کو ان کے حضور جانے اور یہ خیال دل میں جمائے کہ سرکار رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے انوار فیوض شیخ کے قلب پر فائض ہو رہے ہیں، اور میرا قلب قلب شیخ کے نیچے بحالت دریوزہ گری لگا ہوا ہے اس میں سے انوار و فیوض ابل ابل کر میرے دل میں آرہے ہیں اس تصور کو بڑھائیے یہاں تک کہ جم جائے اور تکلف کی حاجت نہ رہے۔ اس کی انتہا پر صورت شیخ خود متمثل ہو کر مرید کے ساتھ رہے گی اور ہر کام میں مدد کرے گی۔ اور اس راہ میں جو مشکل اسے پیش آئے گی اس کا حل بتائے گی۔

===☆☆☆===

ہر نماز کے بعد یہ مناجات پڑھیں

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکلکشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادئ دیدارِ حسنِ مصطفٰی کا ساتھ ہو

یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شور داروگیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جودو عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سردمہری پر ہو جب خورشید حشر
سید بے سایہ کے ظل لوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمئ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بے جا رُلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریکِ راہِ پل صراط
آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
رَبِّ سلم کہنے والے غم زدہ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائیں نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمین ربّنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضؔا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بے دار عشقِ مصطفٰی کا ساتھ ہو

یا الٰہی لے چلیں جب دفن کرنے قبر میں
غوث اعظم پیشوائے اولیاء کا ساتھ ہو

=======★★★=======

تہنیت نامہ

ایسا مرشد ہے ہمارا حضرت اختر رضا

پھنس گیا بیڑا ہمارا حضرت اختر رضا
ہو کرم اب تو خدارا حضرت اختر رضا

کون ہے وارث رضا کے علم کا دنیا میں اب
کردو اے لوگو! اشارہ حضرت اختر رضا

جانشین مفتی اعظم ہے دل تو فخر کر
ایسا مرشد ہے ہمارا حضرت اختر رضا

اپنا تو حامی نہیں ہے کوئی بھی دنیا میں اب
ایک تم ہی ہو سہارا حضرت اختر رضا

ہو گئی میری مصیبت خود گرفتار بلا
ہم نے جب تم کو پکارا حضرت اختر رضا

مونس بیمار کے دل کی تمنا ہے یہی
کہہ دیں وہ یہ ہے ہمارا حضرت اختر رضا

بہت ہی اعلیٰ نسبت ہے مرے تاج شریعت کی

ہر اک کے لب پہ مدحت ہے مرے تاج شریعت کی
دلوں میں بھی محبت ہے مرے تاج شریعت کی

جدھر دیکھو ادھر اختر رضا کا بول بالا ہے
زمانے بھر میں شہرت ہے مرے تاج شریعت کی

اگر دیدار ہوتا ہے خدا کی یاد آتی ہے
بفضل رب وہ صورت ہے مرے تاج شریعت کی

یقیناً مرتبہ ایسا ملا ہے میرے مرشد کو
ہر اک کے دل میں عظمت ہے مرے تاج شریعت کی

رضا کے علم کے وارث ہیں مظہر مصطفی خاں کے
بہت ہی اعلیٰ نسبت ہے مرے تاج شریعت کی

اگر وہ دور ہوں مونس تو دل بے چین رہتا ہے
قیامت جیسی فرقت ہے مرے تاج شریعت کی

ساتھ میں لایا ہوں اپنے نسبت اختر رضا

چاند تارے کر رہیں ہیں مدحت اختر رضا
کتنی اعلی ہے خدایا سیرت اختر رضا

جس نے بھی دیکھا انہیں فرط طرب میں کہہ اٹھا
واہ کیا ہی دلنشیں ہے صورت اختر رضا

جس کو دیکھو وہ چلا آتا ہے جھولی کو لئے
ملتی ہے سب کو یہاں پر برکت اختر رضا

ان کی ذات پاک کتنی ارفع و اعلی ہوئی
جانتا ہے سارا عالم رفعت اختر رضا

چاندتارے چومتے ہیں اس کے قدموں کے نشاں
جس کو دنیا میں ملی ہے صحبت اختر رضا

حشر میں مونس بھی یہ کہتا پھرے گا فخر سے
ساتھ میں لایا ہوں اپنے نسبت اختر رضا

ہاتھوں میں ہے تمہارے پتوار فخر ازہر

کیا بات ہے تمہاری سرکار فخر ازہر
اعلیٰ ہوا تمہارا دربار فخر ازہر

صدیق کی بدولت اعلیٰ ہوئی ہے نسبت
ہے صدق کی ترے سر دستار فخر ازہر

عدل عمر ہوا ہے شیوہ تمہارا داتا
کیسے بچے گا تم سے غدار فخر ازہر

عثمان کی حیا کا پیکر ہو تم سراپا
کس کو حیا ہوئی ہے درکار فخر ازہر

تم میں علی کی ہمت شبیر کی عبادت
زھد و ورع کے تم ہو مینار فخر ازہر

مثل اویس قرنی بیشک ہے عشق تیرا
ایسا بلند تر ہے معیار فخر ازہر

اس دور کے تمہی ہو بیشک امام اعظم
ہر فتوی ہے تمہارا شہکار فخر ازہر

سیرت میں غوث اعظم صورت میں پیارے نوری
اہل سنن کے تم ہو سردار فخر ازہر

خواجہ معین سے ہے نسبت تو کیوں نہ ہوگا
بندہ نوازی تیرا کردار فخر ازہر

علم رضا کے سچے وارث تمہی ہو مرشد
روشن ہے تم سے علمی گلزار فخر ازہر

تسلیم ہے سبھی کو شان رفیع تیری
اس سے نہیں کسی کو انکار فخر ازہر

ہر سو ترا ترانہ ہر سو ہیں تیری باتیں
نغمہ سرا ہے تیرا سنسار فخر ازہر

آباد نام سے ہیں ویرانیاں تمہارے
ہر شہر و دشت میں ہیں اذکار فخر ازہر

ہیں بادشاہ عالم خادم تمہارے در کے
ایسے ہوئے ہو مالک مختار فخر ازہر

لاچار بیکسوں کے حامی شفیق یہ ہیں
ہیں مفلسوں کے ہر پل غمخوار فخر ازہر

بن مانگے بھیک پائے ہر اک سوالی آکر
ایسا تمہارے در کا معیار فخر ازہر

جھک آئے چاند تارے مشتاق دید ہوکر
ہے دلنشیں تمہارا دیدار فخر ازہر

سارے جہاں کے عالم ہر ایک پل کھڑے ہیں
تم پر لٹانے کو جاں تیار فخر ازہر

جب دیکھ لی تمہارے رخ کی جھلک تو فورا
اچھا ہوا تمہارا بیمار فخر ازہر

پرنور کردی تم نے جلووں سے میری دنیا
ہے رنگتوں میں دل کا گلزار فخر ازہر

ہر ایک کر رہا ہے اب پیروی تمہاری
اور تم ہو کارواں کے سالار فخر ازہر

عشق نبی میں اب بھی تیرے قلم سے نکلیں
رنگ و ادب سے نکھرے اشعار فخر ازہر

عربی ہو چاہے اردو انگلش ہو یا کہ ہندی
ہیں ہر زباں میں علمی انبار فخر ازہر

آلہ نہیں ہے ایسا لاکھوں دماغ میں بھی
عظمت کی تیری ناپے مقدار فخر ازہر

یوں تو ولی بہت ہیں اب ہند کی زمیں پر
لیکن ہوئے ہیں شاہ ابرار فخر ازہر

عمدہ ہیں خُلق میں وہ ثانی نہیں ہے ان کا
ہیں آپ پر فدا خود اغیار فخر ازہر

دنیا میں سنیوں کا کوئی نہیں سہارا
تم پر ہے سنیوں کا آدھار فخر ازہر

تم پر عنایتیں ہیں سرکار مصطفی کی
علم رضا کے تم ہو مینار فخر ازہر

ہم سے فقیروں کی بھی اب بگڑیاں بنا دو
تم پر نہیں ہے کچھ بھی دشوار فخر ازہر

در سے تمہارے شیدا خالی کبھی نہ لوٹے
ہے اس قدر تمہارا ایثار فخر ازہر

گردن اڑا دو ہر اک گستاخ مصطفی کی
ہے ہاتھ میں تمہارے تلوار فخر ازہر

اب سنیت کی کشتی منجدار میں پھنسی ہے
ہاتھوں میں ہے تمہارے پتوار فخر ازہر

ہے بارگاہ مرشد میں مونس کی یہ خواہش
کر دیجئے مجھے بھی سرشار فخر ازہر

از: حضرت مولانا مفتی محمد زید رضا مونس مرکزی امروہوی

مختصر تعارف مصنف

از: غلام مرتضیٰ رضوی بنارسی استاذ و مفتی جامعۃ الرضا بریلی شریف

قلمی نام : مونس اویسی

نام : محمد یونس رضا

ولدیت : جناب الٰہی بخش عرف جمن میاں اویسی مرحوم ولد محمد نعمت ولد دل محمد عرف ڈیلو میاں ولد محمد حسینی میاں

پتہ : صبا منزل، آنند وہار کالونی، قلعہ، بریلی شریف ۸۸/۱۱۵، پریم نگر چمن گنج کانپور

مستقل پتہ : کاشانۂ اویسی، ریوڈیہ۔ پوبی جموا، گریڈیہ غوث نگر، غفار کالونی، واسع پور، دھنباد

تعلیمی نسبتیں

۱: مدرسہ تحفظ اسلام، ریوڈیہ، پوبی جموا، گریڈیہ

۲: مدرسہ عالیہ قادریہ، شمشیر نگر، واسع پور دھنباد

۳: جامعہ عربیہ اظہار العلوم، نیا بازار جہاں گیر گنج، امبیڈکر نگر

۴: جامعہ اسلامیہ اشرفیہ سکٹھی، مبارک پور اعظم گڑھ

۵: جامعہ اشرفیہ مصباح العلوم، مبارک پور، اعظم گڑھ

۶: جامعہ رضویہ، منظر اسلام، سوداگران، بریلی شریف

۷: مرکزی دار الافتاء ۸۲ رسوداگران، بریلی شریف

۸: ایم۔ جے۔ پی۔ روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی شریف

۹: جامعہ اردو علی گڑھ، علی گڑھ

بیعت ارادت

رئیس الاتقیاء، قطب العصر حضرت علامہ سید **اویس مصطفیٰ** احمد واسطی مدظلہ العالی، سجادہ نشین، آستانہ عالیہ بڑی سرکار، بلگرام شریف

اجازت وخلافت

مرشدان طریقت کے اسمائے مبارکہ کی ترتیب، خلافت کی تاریخ کے اعتبار سے ہے:

۱: عمدۃ المحققین قاضی ملت حضرت علامہ مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی صدر مفتی دارالافتاء بریلی شریف

سابق سجادہ نشیں آستانۂ عالیہ قادریہ نقشبندیہ، جھجو اشریف، سدرتھ نگر

۲: جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ شیخ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی قاضی القضاۃ فی الہند ومفتیٔ اعظم ہندوستان

۳: رئیس الاتقیاء جانشین فاتح بلگرام علامہ سید اویس مصطفیٰ احمد واسطی قادری بلگرامی مدظلہ العالی، آستانہ عالیہ بڑی سرکار بلگرام شریف

۴: مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ تحسین رضا قادری علہ الرحمہ معروف محدّث بریلی، سابق شیخ الحدیث، منظر اسلام، مظہر اسلام، جامعہ نوریہ، جامعۃ الرضا بریلی شریف

۵: امین شریعت حضرت علامہ محمد سبطین رضا قادری علیہ الرحمہ مفتی اعظم ایم پی

۶: محدّث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی مدظلہ العالی

سابق صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارک پور، سجادہ نشین آستانہ امجدیہ گھوسی ضلع مئو

۷: افضل الاصفیا، عالم باعمل حضرت علامہ مفتی محمد صالح رضوی مدظلہ العالی شیخ الحدیث: مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

۸: شہزادۂ حضور حافظ ملت حضرت علامہ عبدالحفیظ عزیزی مدظلہ العالی سربراہ اعلیٰ: جامعہ اشرفیہ مبارک پور، سجادہ نشین آستانہ حافظ ملت، مبارک پور

اورادووظائف کی اجازتیں:

مذکورہ شخصیتوں کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات سے بھی حاصل ہیں:

۱: خلیفۂ مفتیٔ اعظم وسراج ملت حضرت مبین ملت علامہ مبین الہدیٰ قادری مصباحی علیہ الرحمہ بانی دارالعلوم گلشن حسین جواہر نگر، جمشید پور

۲: شہزادۂ سید العلماء حضرت سید شاہ آل رسول نظمی میاں، مارہرہ مطہرہ

۳: شہزادۂ غوث اعظم فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ شیخ سید محمد فاضل جیلانی بغدادی، مرتب تفسیر الجیلانی

۴: شیخ فلسطین حضرت علامہ سید محمد جمیل نقشبندی مدظلہ العالی، فلسطین

۵: فضیلۃ الشیخ، قاری عشرہ حضرت علامہ سید عمر بن سلیم بغدادی امام وخطیب امام اعظم مسجد محلہ اعظمیہ بغداد شریف

تعلیمی اسناد:

عا لمیت،فضیلت، تخصص فی الفقہ الحنفی ،قرأت حفص،قرأت سبعہ از مدارس اہل سنت

عربی، فارسی بورڈ لکھنؤ کی جملہ اسناد منشی، مولوی، عالم، کامل، فاضل، دینیات، فاضل ادب ،فاضل معقولات،فاضل طب، ادیب، ادیب ماہر،ادیب کامل،از جامعہ اردو علی گڑھ،بی.اے.،ایم.اے.، بریلی کالج ،ایم. جے. پی. روہیل کھنڈ یونیورسٹی۔پی. ایچ. ڈی.، روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی۔

اجازت سند قرآن:

۱: مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ تحسین رضا قادری علیہ الرحمہ، بریلی شریف

۲: تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا قادری ازہری، بریلی شریف

۳: رئیس الاتقیاء حضرت علامہ سید اویس مصطفیٰ احمد واسطی، بلگرام شریف

۴: قاضی ملت حضرت علامہ مفتی قاضی عبد الرحیم بستوی علیہ الرحمہ، بریلی شریف

۵: افضل الاصفیا حضرت علامہ مفتی محمد صالح رضوی مدظلہ العالی، بریلی شریف

۶: فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ سید عمر بن سلیم البغدادی، بغداد شریف

اجازت سند حدیث:

مذکورہ ہستیوں کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات سے بھی اجازتیں حاصل ہیں:

۱: محدث مکۃ المکرمہ حضرت علامہ سید علوی مالکی علیہ الرحمہ، مکہ معظّمہ
۲: محدّث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی مدظلہ العالی، گھوسی
۳: تلمیذ صدر الشریعہ حضرت علامہ سید ظہیر الدین احمد زیدی حامدی، علی گڑھ
۴: تلمیذ ملک العلماء حضرت علامہ مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی سابق شیخ الحدیث، منظر اسلام، بریلی شریف
۵: شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد نصر اللہ خان افغانی، پاکستان

اجازت سند فقہ وافتاء:

۱: تلمیذ وخلیفۂ مفتیٔ اعظم حضرت علامہ تحسین رضا قادری علیہ الرحمہ
۲: تلمیذ وخلیفۂ مفتیٔ اعظم حضرت علامہ مفتی اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی
۳: تلمیذ وخلیفۂ مفتیٔ اعظم حضرت علامہ مفتی قاضی عبد الرحیم بستوی علیہ الرحمہ
۴: تلمیذ وخلیفۂ مفتیٔ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد صالح رضوی مدظلہ العالی
۵: شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی مدظلہ العالی

تعلیمی اور رفاہی خدمات:

سابق مفتی مرکزی الافتاء ۸۲ر سوداگران بریلی شریف

سابق پرنسپل جامعۃ الرضا ،متھراپور بریلی شریف

سابق نائب ناظم شرعی کونسل آف انڈیا'' بریلی شریف

رکن شرعی کونسل آف انڈیا'' بریلی شریف

سابق ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا سوداگران بریلی شریف

بانی وناظم مرکز المدارس شہید شیخ بھکاری، رانچی جھارکھنڈ

بانی وسربراہ معارف الاویس جامع التقویٰ گرلس ایجوکیشن سینٹر، دھنباد

چیئرمین شہید شیخ بھکاری ویلفئر ایجوکیشنل سوسائٹی، رانچی

صدر امام احمد رضا ویلفئر اینڈ ایجوکیشنل، رانچی

استاذ ومفتی جامعہ احسن المدارس قدیم، کانپور

زبان دانی

اردو، عربی، ہندی، فارسی، انگریزی

فتاویٰ

تقریباً دوہزار فتاوی جو قاضی القضاۃ تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی اور عمدۃ المحققین قاضی ملت علامہ مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی سابق صدر مفتی مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف کی تصدیقات سے مزین ہیں۔

تبلیغی دورے

آپ نے ہندوستان کے اکثر صوبہ جات کے مختلف اضلاع، قصبات وقریات نیز نیپال کے دورے کیے ہیں۔

ایوارڈ: امام احمد رضا ایوارڈ

تصانیف

۱: مفتئ اعظم اور اُن کی نثر نگاری
۲: علامہ حسن کا رنگ تغزل
۳: استاذ زمن- حیات وخدمات
۴: سوانح صدر العلماء
۵: حیات مبین
۶: قاضئ ملت- حیات وخدمات
۷: مرادِ رضا جانشین مفتئ اعظم
۸: تعارف تصانیف تاج الشریعہ
۹: عید میلاد النبی پر اعتراض کا مدلل جواب
۱۰: خانوادۂ رضا کی نثری خدمات (مقالہ پی ایچ ڈی)
۱۱: فتاوی مرکزی دار الافتاء
۱۲: مختصر سوانح علامہ زبیدی بلگرامی وتبرکات

تراجم:

۱: مآثر الکرام تاریخ بلگرام

۲: آیات فرقان بسکون زمین و آسمان

۳: روضۃ الاولیاء

شروح

۱: مناظرۂ رشیدیہ ترجمہ وتشریح (زیر تکمیل)

۲: بیضاوی شریف ترجمہ وتشریح (زیر تکمیل)

ترتیبات

۱:	انگریزوں کا ایجنٹ کون	اردو
۲:	ترجمہ المعتقد المعتقد مع المستمد	اردو
۳:	تقریظات ترجمہ معتقد	اردو
۴:	تیسیر الماعون	(عربی)
۵:	فتاویٰ بریلی شریف	اردو
۶:	شرح حدیث الاخلاص	(عربی)
۷:	حق المبین	(عربی)
۸:	نموذج حاشیۃ الازہری علی صحیح البخاری	(عربی)
۹:	حق المبین	اردو
۱۰:	شجرہ طیبہ بلگرام شریف	(عربی)

۱۱:	فیصلہ جات شرعی کونسل	اردو
۱۲:	شجرہ طیبہ بلگرام شریف	اردو

مقالات

ڈیڑھ سو سے زائد مقالات ومضامین جو ملک اور بیرونِ ملک کے ماہنامہ اوراخبار میں شائع ہوئے مندرجہ ذیل میں مضامین ومقالات چھپے۔

۱:	ماہنامہ سنی دنیا	بریلی شریف
۹:	سنی دعوت اسلامی	ممبئ
۲:	ماہنامہ اعلیٰ حضرت	بریلی شریف
۱۰:	افکار رضا	ممبئ
۳:	ماہنامہ کنز الایمان	دہلی
۱۱:	ماہنامہ سنی آواز	ناگپور
۴:	ماہنامہ جام نور	دہلی
۱۲:	راشٹریہ سہارا	دہلی
۵:	ماہنامہ رضائے مصطفی	گوجرانوالا
۱۳:	انقلاب	بریلی
۶:	ماہنامہ جہاں رضا	کراچی
۱۴:	تجلیات رضا سالانہ	بریلی
۷:	ماہنامہ ماہ نور	دہلی

۱۵:	اہل سنت کی آواز	مارہرہ
۸:	معارف رضا	کراچی
۱۶:	العظمت مشن	پورنیہ
۱۷:	ماہنامہ اشرفیہ	مبارکپور

یہ سند خلافت ہے جو آپ کو ۲۰۰۱ء میں حضور تاج الشریعہ نے عرس رضوی کے اسٹیج پر افتاء کی دستار کے ساتھ عطا فرمائی۔

سند الاجازة

اللّٰہ رب محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلما وعلی ذویہ والہ بدل الدھور وکرما

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسوله الکریم۔ الحمد للّٰہ العلی الاعلیٰ؛ وکفی؛ والصلوۃ الاکملی؛ والسلام الاسنی؛ الادنی؛ علی عبادہ الذین اصطفی؛ خصوصا علی حبیبہ سیدنا محمد ن المصطفیٰ نبیہ المجتبیٰ؛ رسولہ المرتضیٰ؛ وعلی الہ محبیہ ولی الصدق والصفا؛ لاسیما الاربعۃ الخلفاء؛ وعلی جمیع التابعین وجمیع ائمۃ الدین ولاولیاء العرفاء؛ لاسیما الامام الاعظم؛ والھمام الافخم؛ وابی حنیفۃ کاشف الغمۃ؛ امام ائمۃ الشریعۃ الغرا؛ والغوث الاعظم الغیاث الاکرم؛ سیدنا ابی محمد محی الدین والملۃ البیضا؛ سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلانی رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی جمیع الصلحا؛ اھالی الوفاء؛ ثم علینا الی یوم الجزاء؛ امابعد فقد التمس منی عزیزی المولوی محمد یونس رضا الاویسی الرضوی ابن جمّن رضا اجازۃ السلسلۃ العلیۃ العالیۃ القادریۃ البرکاتیۃ الرضویۃ المبارکۃ واجازۃ الاوفاق والاعمال الاذکار والاشغال فاجزتہ علی برکۃ اللّٰہ تعالیٰ ذی الجلال؛ ثم علی برکۃ رسولہ الاعلی صاحب الجمال جل جلالہ وعم نوالہ علیہ الصلوۃ والتحیۃ؛ والثناء؛ کما اجازنی شیخی؛ وسندی؛ وکنزی وذخری؛ لیومی؛ وغدی جدی المفتی الاعظم مولانا مصطفی رضا القادری قدس سرہ واجازہ؛ حضرۃ نور العارفین؛ قدوۃ الواصلین؛ خاتم الکبراء؛ مولانا الشاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب رضا وشیخ الاسلام والمسلمین راس المحققین مجدد الملۃ والدین امام اھل السنۃ قامع الفتنۃ سیدی وسندی الشیخ مولانا الشاہ اعلیحضرۃ امام احمد رضا رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما وامطر شبابیب الرحمۃ والرضوان علیھما؛ واوصیہ بحمایۃ السنن السنیۃ ونکایۃ الفتن الدنیۃ واکتساب الحسنات واجتناب البدعات الغیر المرضیۃ بارک اللّٰہ لنا ولہ وحقق املی واملہ واصلح لی علی وعملہ آمین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین قال بفمہ وامر برقمہ؛

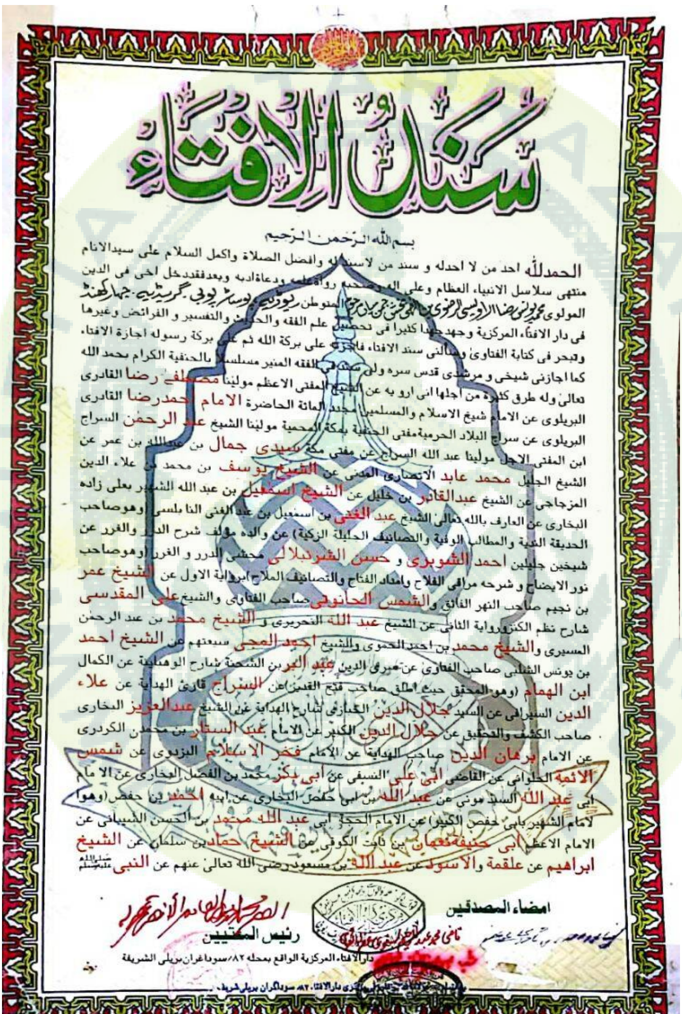
الفقیر محمد اختر رضا [illegible]

آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ سوداگران بریلی شریف

باہتمام: محمد شہاب الدین رضوی ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا۔ ۸۲ سوداگران بریلی شریف

عادل پرنٹنگ پریس (سوداگران) بریلی

یہ سند افتاء ہے جو آپ کو ۲۰۰۱ء میں حضور تاج الشریعہ نے عرس رضوی کے اسٹیج پر دستار کے ساتھ عطا فرمائی۔



سند الافتاء

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدلله احد من لا احدله و سند من لا سندله وافضل الصلاة واكمل السلام على سيدالانام
منتهى سلاسل الانبياء العظام وعلى اله وصحبه رواة علمه ودعاةادبه وبعدفقدخل اخى فى الدين
المولوى محمد یونس رضا الاویسی الرضوی ابن الحاج محمد یار خان مرحوم المتوطن ریوڑیہ پوسٹ پوبی گریڈیہ جھارکھنڈ
فى دار الافتاء المركزية وجهدجهدا كثيرا فى تحصيل علم الفقه والحديث والتفسير و الفرائض وغيرها
وتبحر فى كتابة الفتاوىٰ وسألنى سند الافتاء فاجزته على بركة الله ثم على بركة رسوله اجازة الافتاء
و سند فى الفقه المنير مسلسلا بالحنفية الكرام بحمد الله
كما اجازنى شيخى و مرشدى قدس سره ولى الشيخ المفتى الاعظم مولينا مصطفى رضا القادرى
تعالىٰ وله طرق كثيرة من اجلها انى اروبه عن الامام احمدرضا القادرى
البريلوى عن الامام شيخ الاسلام والمسلمين مجدد المائة الحاضرة الامام احمدرضا القادرى
البريلوى عن سراج البلاد الحرمية مفتى الحنفية بمكة المحمية مولينا الشيخ عبد الرحمن السراج
ابن المفتى الاجل مولينا عبد الله السراج عن مفتى مكة سيدى جمال بن عبدالله بن عمر عن
الشيخ الجليل محمد عابد الانصارى المدنى عن الشيخ يوسف بن محمد بن علاء الدين
المزجاجى عن الشيخ عبدالقادر بن خليل عن الشيخ اسمٰعيل بن عبد الله الشهير بعلى زاده
البخارى عن العارف بالله تعالىٰ الشيخ عبد الغنى بن اسمٰعيل بن عبد الغنى النابلسى (وهوصاحب
الحديقة الندية والمطالب الوفية والتصانيف الجليلة الزكية) عن والده مولف شرح الدرر والغرر عن
شيخين جليلين احمد الشوبرى و حسن الشرنبلالى محشى الدرر و الغرر (وهوصاحب
نور الايضاح و شرحه مراقى الفلاح وامداد الفتاح والتصانيف الملاح) برواية الاول عن الشيخ عمر
بن نجيم صاحب النهر الفائق والشمس الحانوتى صاحب الفتاوىٰ والشيخ على المقدسى
شارح نظم الكنز ورواية الثانى عن الشيخ عبد الله النحريرى و الشيخ محمد بن عبد الرحمن
المسيرى والشيخ محمد بن احمد الحموى والشيخ احمد المحبى سبعتهم عن الشيخ احمد
بن يونس الشلبى صاحب الفتاوىٰ عن سرى الدين عبد البر بن الشحنة شارح الوهبانية عن الكمال
ابن الهمام (وهو المحقق حيث اطلق صاحب فتح القدير) عن السراج قارئ الهداية عن علاء
الدين السيرافى عن السيد جلال الدين الكبازى شارح الهداية عن الشيخ عبدالعزيز البخارى
صاحب الكشف والتحقيق عن جلال الدين الكبير عن الامام عبد الستار بن محمد بن الكردرى
عن الامام برهان الدين صاحب الهداية عن الامام فخر الاسلام البزدوى عن شمس
الائمة الحلوانى عن القاضى ابى على النسفى عن ابى بكر محمد بن الفضل البخارى عن الامام
ابى عبد الله السبذمونى عن عبد الله بن ابى حفص البخارى عن ابيه احمد بن حفص (وهوا
لامام الشهير بابى حفص الكبير) عن الامام الحجة ابى عبد الله محمد بن الحسن الشيبانى عن
الامام الاعظم ابى حنيفة نعمان بن ثابت الكوفى عن الشيخ حماد بن سليمان عن الشيخ
ابراهيم عن علقمة والاسود عن عبد الله بن مسعود رضى الله تعالىٰ عنهم عن النبى صلى الله عليه وسلم

امضاء المصدقين

رئيس المفتيين

دار الافتاء المركزية الواقع بمحله ٨٢/سوداغران بريلى الشريفة

یہ سند حدیث ہے جو آپ کو ۲۰۰۱ء میں حضور تاج الشریعہ نے عرس رضوی کے اسٹیج پر دستار کے ساتھ عطا فرمائی۔


نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سند الحدیث

الحمد لله المسلسل احسانه - المتصل انعامه - غير منقطع ولا مقطوع فضله و اكرامه - ...

... اما بعد فيقول العبد المفتقر الى الله الصمد محمد اختر رضا خان القادرى الازهرى انه قد قرء على وسمع عنى الحديث والتمس منى العزيز الرشيد -

المولوی محمد یونس رضا الاویسی الرضوی ابن الٰہی بخش المتوطن رودڈیہہ پوہی، ضلع گریڈیہہ (بہار) (۲ محرم رضا)

فاجزته على بركة الله ثم على بركة رسوله جل جلاله و ﷺ بالاشتغال بالقران العظيم و احاديث النبى الكريم والفقه القويم ...

... قال بفمه و امر برقمه :-

ناشر: مدرسہ قادریہ نولیاں سمراہی

باهتمام ابو البرکات حضرت مولانا محمد ثاقب اختر القادری

یہ وثیقہ حضور تاج الشریعہ نے جھارکھنڈ میں دینی خدمات انجام دینے کے لئے آپ کو عطا فرمائی۔

REPRESENTATION CERTIFICATE

Seeing the services and contribution for **ISLAM AND MILLAT**. and keeping in view his good fame in muslim majority, Centre appoints **Maulana Mufti Yunus Raza** as its representative in Jharkhand with a hope that he would serve the people of this region with honesty.

His Details are given below
Name : Mohammad Yunus Raza
Father's Name : Ilahi Baksh
Address : Village Reayodih, POBI, Giridih, Jharkhand
Date of Birth : 1 January, 1982
Educational Qualifications : Graduate in Arabic and Urdu.
Post : Islamic Judge (Mufti)
Character : Good

Akhtar Raza Khan
Signature
AKHTAR RAZA KHAN
82, SAUDAGRAN,
BAREILLY SHREEF

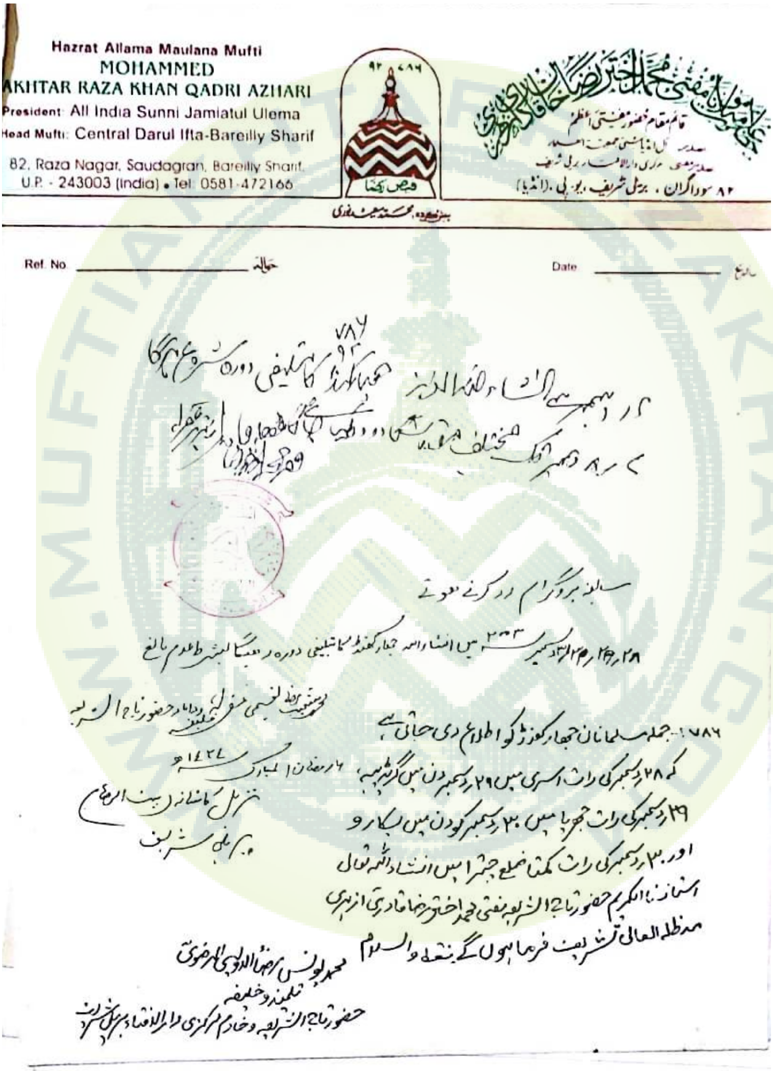
Date : 20-5-2001

Agreement

I hereby agree with all the duties imposed by the Centre Of Bareilly Ahle Sunnat and will try to perform them with honesty leave nothing behind me which become an obstacle in the progress of your Centre and my Career.

Signature
M. Yunus Raza

یہ حضور تاج الشریعہ کی مبارک تحریر ہے جو آپ کو جھارکھنڈ میں اپنے تبلیغی دورے کے لئے عطا فرمائی۔



Hazrat Allama Maulana Mufti
MOHAMMED
AKHTAR RAZA KHAN QADRI AZHARI
President: All India Sunni Jamiatul Ulema
Head Mufti: Central Darul Ifta-Bareilly Sharif
82, Raza Nagar, Saudagran, Bareilly Sharif,
U.P. - 243003 (India) • Tel: 0581-472166

علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری
قائم مقام حضور مفتی اعظم
صدر کل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء
صدر مفتی مرکزی دار الافتاء بریلی شریف
۸۲ سوداگران، بریلی شریف، یو۔پی۔ (انڈیا)

Ref. No. ______ حوالہ　　Date ______ تاریخ

۷۸۶
۹۲
۲۷ دسمبر سے ان شاء اللہ القدیر جھارکھنڈ کا تبلیغی دورہ شروع ہوگا

سابقہ پروگرام رد کرنے ہوتے

۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱ دسمبر ۲۰۰۳ء میں ان شاء اللہ جھارکھنڈ کا تبلیغی دورہ رہے گا

۷۸۶: جملہ مسلمانان جھارکھنڈ کو اطلاع دی جاتی ہے
کہ ۲۸ دسمبر کی رات اسری میں ۲۹ دسمبر دن میں گرڈیہہ
۲۹ دسمبر کی رات جھریا میں ۳۰ دسمبر کو دن میں بکارو
اور ۳۰ دسمبر کی رات کمشی ضلع جترا میں ان شاء اللہ تعالیٰ
استاذنا الکریم حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری
مدظلہ العالی تشریف فرما ہوں گے فقط والسلام

۶ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ
نزیل کاشانۂ بیت الرضا
بریلی شریف

محمد یونس رضا اویسی الرضوی
تلمیذ و خلیفہ
حضور تاج الشریعہ و خادم مرکزی دار الافتاء بریلی شریف

یہی وہ ایوارڈ ہے جو شیخ الازہر کے ہاتھوں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کو جامعہ ازہر میں عطا ہوئی۔ یہ ایوارڈ حضور تاج الشریعہ کے گھر میں محفوظ ہے۔



بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

از: ناشر مسلک اعلیٰ حضرت خلیفہ تاج الشریعہ ومحدّث کبیر
حضرت علامہ مفتی محمد ذوالفقار خاں نعیمی ککرالوی مدظلہ العالی
نوری دارالافتاء، مدینہ مسجد، مالدہ، کاشی پور (اتراکھنڈ)

عصر حاضر میں جہاں ہر گاؤں ہر قصبہ ہر شہر بلکہ بلا مبالغہ ہر محلہ میں نااہل عالم، مفتی، مناظر، خطیب، فقیہ، صوفی اور پیر پائے جا رہے ہوں۔ کفرو اسلام کی سرحد سے الگ دنیا بسانے کی دعوت دینے والوں کو داعی اسلام کہا جا رہا ہو۔ ایسے نازک ماحول میں اصلی وجعلی، حق و باطل اور صحیح وغلط کے مابین خط امتیاز کھینچنے والی کسی ایسی شخصیت کی زمانہ ضرورت محسوس کرتا ہے۔ جسے دیکھ کر پڑھ کر سن کر آئینہ قلب صیقل ہو جائے۔ اور بے ساختہ زبان پر نکلے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جس کی پاکیزہ فکر کی خوشبو سے باطل کی مسموم ہوائیں معطر فضاؤں میں تبدیل ہو جائیں جس کی مدبرانہ کارگزاریوں سے گم گشتہ راہ متاثر ہو کر راہ ہدایت پاتے نظر آئیں۔ جس کے مزاج میں اپنوں کے لیے نرمی اور دشمنان خدا و رسول کے لیے شدت کا عنصر وافر مقدار میں پایا جاتا ہو۔ جس کی زبان اپنوں کے لیے دعائیں کرتی ہو اور گستاخان رسالت کے لیے سزاؤں کی طلب گار ہو۔ جس کی گفتگو سے بگڑے ہوئے قلوب میں انقلاب پیدا ہو جائے۔ جس کے قلم کی سیاہی سیاہ قلوب کو سفیدی میں بدل دے۔ جس

کے قلم کی نوک ، دشمنان دین کے لیے خنجر خونخوار کا کام کرے۔جس کی تحریر اپنوں کی تسکین قلب کا سامان بنے اور گم راہوں کے لیے نشان منزل قرار پائے۔جس کی سیرت مصطفی کریم ﷺ کی سیرت کی آئینہ دار ہو۔جو شریعت کی پاسداری میں گھر، خاندان، اعزہ، اقربا، احباب، رشتہ دار، تلامذہ، خلفا، کسی کا لحاظ ملحوظ نہ رکھے۔جو خلاف شرع امور کے مرتکبین کے ساتھ کسی طرح کی رواداری کا روادار نہ ہو۔جو اغیار کی دشنام طرازیوں، اپنوں کی طعنہ انگیزیوں، حاسدین کی الزام تراشیوں اور دنیاوی، سیاسی، سماجی، بلاؤں سے بے پروا اور بے فکر ہو کر بس یہی کہتا ہو ؎

مجھے کیا فکر ہو اختر مرے یاور ہیں وہ یاور
بلاؤں کو جو خود میری گرفتار بلا کر دیں

موجودہ دور میں ان صفات محمودہ کی حامل شخصیت کو زمانہ، وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ، مفتی اختر رضا خان ازہری دامت معالیھم کے حوالے سے جانتا ہے۔ جو ناموس رسالت کا سچا محافظ ہے۔جو مذہب و مسلک کا بے لوث ناشر ہے۔جو حق وصداقت کا بے باک علمبردار ہے۔جو اپنوں کے لیے اخلاق واخلاص کا پیکر اور دشمنان خدا ورسول کے لیے شمشیر برہنہ ہے۔جس نے اپنا ایک ایک لمحہ خدمت دین مصطفی کے لیے وقف کر رکھا ہے۔جس نے اپنی مکمل زندگی نام مصطفی کے نام وقف کر دی ہو۔اور زمانے کو بتا دیا ہو کہ ؎

زندگی یہ نہیں ہے کسی کے لئے
زندگی ہے نبی کی نبی کے لئے

جس نے زمانہ بھر حضور اعلیٰ حضرت کے پاک مشن:

انہیں مانا انہیں جانا نہ رکھا غیر سے کام

پر خوب عمل کیا ہو۔جس نے اپنے جد کریم کے پڑھائے ہوئے سبق گستاخ رسول کوئی بھی خواہ کتنا بھی قریبی ہو اسے اپنی زندگی سے اس طرح نکال پھینک دے جیسے مکھی کو دودھ سے نکالا جاتا ہے۔پر خود بھی عمل کیا اور اپنے معتقدین کو بھی بھی حکم دیا ہو کہ

نبی سے جو ہو بے گانہ اسے دل سے جدا کر دے

پدر مادر برادر جان و مال ان پر فدا کر دے

زیر نظر کتاب ''سوانح تاج الشریعہ۔''انہیں کے پاکیزہ احوال، پر مشتمل ہے۔کتاب کیا ہے بلکہ حضرت کی سیرت پاک کا ایک مصفیٰ مجلی آئینہ ہے۔جس میں قاری کو حضرت کا عکس نظر آئے گا۔بلکہ یوں کہا جائے کہ قاری پڑھتے ہوئے یہ محسوس کرے گا وہ کتاب نہیں پڑھ رہا ہے بلکہ حضرت کی بارگاہ میں موجود رہ کر حضرت کو بذات خود ملاحظہ کر رہا ہے۔

کتاب میں تاج الشریعہ دام ظلہ کی سیرت کے مبارک گوشوں ،اور ان کی خدمات کو اجمالی طور پر بیان کیا گیا تفصیل کے لیے دفتر کے دفتر ناکافی ہیں۔مرتب موصوف حضرت مفتی محمد یونس رضا مونس اویسی ایک نامور، قدآور شخصیت ہیں ان کے تعارف کے لیے نام کے علاوہ مزید کسی حوالے کی ضرورت نہیں ہے۔موصوف نے حضور تاج الشریعہ کی حیات مبارکہ کے سلسلے میں جو سعی فرمائی ہے اس پر موصوف یقیناً لائق مبارکباد ہیں۔اللہ پاک

موصوف کی اس تحقیقی قیمتی کاوش کومقبول انام فرمائے۔اورحضرت موصوف کواس کا بہتر اجرعطا فرمائے۔اورحضورتاج الشریعہ کے فیوض وبرکات سے موصوف کوبھی اورہم غلاموں کوبھی مستفیض فرمائے۔اورحضرت کاسایہ ہمارے سروں پرتادیرقائم فرمائے۔آمین **بجاہ النبی الامین الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔**

غلام تاج الشریعہ: محمد ذوالفقارخان نعیمی ککرالوی
نوری دارالافتامدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پوراتراکھنڈ

● طالب دعا ●

(۱) آر کے ٹکٹ نثار یونس تمبولی، خزانچی جامعہ رضویہ کنزالایمان شرور
(۲) نسیم خان عظیم الدین خان، ممبر جامعہ رضویہ کنزالایمان شرور
(۳) حاجی آمر خان قطب شیر خان، ممبر جامعہ رضویہ کنزالایمان شرور
(۴) حاجی محمد پاپا میاں عطار، ممبر جامعہ رضویہ کنزالایمان شرور
(۵) احمد کریم خان، ممبر جامعہ رضویہ کنزالایمان شرور
(۶) شکیل اکبر خان، ممبر جامعہ رضویہ کنزالایمان شرور
(۷) آصف عظیم الدین خان، ممبر جامعہ رضویہ کنزالایمان شرور

۷۸۶ /۹۲

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنقَطَعَ عَنهُ عَمَلُه' اِلاَّ مِن' ثَلٰثۃٍ اِلاَّ مِن صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُولَہ'

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل کٹ جاتا ہے مگر تین عمل کا ثواب برابر جاری رہتا ہے صدقہ جاریہ، علم جن سے نفع حاصل کیا جائے یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۲)

برائے ایصال ثواب

(۱) مرحومہ حجن عائشہ بی حاجی غلام نبی شیخ	(۲۲) مرحوم عظیم الدین خان
(۲) مرحوم حاجی غلام نبی حاجی عبدالغفور شیخ	(۲۳) مرحومہ حجن کلثوم بی حاجی عباس خان
(۳) مرحومہ حجن رابعہ بی حاجی قطب شیر خان	(۲۴) مرحومہ گوہر بی حسن خان
(۴) مرحوم الحاج احمد غلام نبی شیخ	(۲۵) مرحوم یونس خان حسن خان
(۵) مرحومہ زینت احمد شیخ	(۲۶) مرحوم ہاشم خان میاں خان
(۶) مرحومہ حجن امیر بی حاجی عبدالغفور شیخ	(۲۷) مرحومہ الیاس بی ہاشم خان
(۷) مرحوم حاجی حسین حاجی عبدالغفور شیخ	(۲۸) مرحوم ایوب خان محمد شیر خان
(۸) مرحوم عارف عظیم الدین شیخ	(۲۹) مرحوم پاپا خان میاں خان
(۹) مرحومہ حجن زینب بی محمد شیر خان	(۳۰) مرحومہ شریفہ بی پاپا خان
(۱۰) مرحوم حاجی قطب شیر خان امام خان	(۳۱) مرحوم رحمت خان پاپا خان
(۱۱) مرحوم محمد شیر خان امام خان	(۳۲) مرحوم مصطفی خان عبدالشکور خان
(۱۲) مرحوم دراز خان محمد شیر خان	(۳۳) مرحوم نظام الدین خان عبدالشکور خان
(۱۳) مرحوم قادر خان محمد شیر خان	(۳۴) مرحوم عبدالشکور خان نظام الدین خان
(۱۴) مرحومہ حجن نور جہاں دراز خان	(۳۵) مرحومہ شمع عظیم الدین خان
(۱۵) مرحومہ حجن الیاس بیگم عظیم الدین خان	(۳۶) مرحوم عبدالحمید خان عبدالمجید خان
(۱۶) مرحوم حاجی یعقوب حاجی عبدالغفور شیخ	(۳۷) مرحومہ حجن شہزادی عثمان چھیپا
(۱۷) مرحوم امام خان بڈھن خان	(۳۸) مرحوم ابراہیم عثمان چھیپا
(۱۸) مرحوم ابراہیم خان بڈھن خان	(۳۹) مرحوم عثمان چھیپا
(۱۹) مرحوم میاں خان بڈھن خان	(۴۰) مرحومہ عائشہ عبدالشکور
(۲۰) مرحوم حاجی عباس خان میاں خان	(۴۱) مرحوم حاجی سید مشتاق بھائی جان
(۲۱) مرحوم حسن خان میاں خان	(۴۲) مرحوم عبداللطیف عبدالرحمٰن شیخ، شرور